# مہدی برحق علیہ السلام

علی رضا رجالی تہرانی

حسن علی بک ڈپو

دنیا کو ہے اُس مہدیؑ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالم افکار
(علامہ اقبال)

# مہدی برحق

(علیہ السلام)

علی رضا رجالی تہرانی

حسن علی بک ڈپو

**جملہ حقوق طبع بحق ناشر محفوظ ہیں**

کتاب: مہدیٔ برحق

مؤلف: علی رضا رجالی تہرانی

ترجمہ: محمد حسن جعفری

تصحیح: سید فیضیاب علی

طبع اول: ۲۰۰۶

کمپوزنگ/ڈیزائننگ: جیوانی پریس 0300-2343346

**ناشر**

حسن علی بک ڈپو

فون: 021-2433055

فہرست موضوعات | صفحہ نمبر

# فصل اول

## مہدویت قران، روایات اور دوسرے ادیان کے آئینہ میں


| | | |
|---|---|---|
| سوال ١: | مہدویت سے کیا مراد ہے اور کب سے اس کا آغاز ہوا؟ | ١٨ |
| سوال ٢: | دوسرے ادیان ومذاہب کی آسمانی کتابوں میں مہدی موعود (عج) کے لئے کیا بیان ہوا ہے؟ | ١٩ |
| سوال ٣: | کیا قران مجید میں بھی وجود مہدی (عج) اور ان کے ظہور کے متعلق کچھ کہا گیا ہے؟ | ٢٢ |
| سوال ٤: | کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومینؑ نے بھی مہدی موعود کے متعلق کچھ کہا ہے؟ | ٢٤ |
| سوال ٥: | کیا کتب اہل سنت میں مہدی موعود (عج) کے متعلق روایات موجود ہیں؟ | ٣٠ |
| سوال ٦: | تاریخ میں مدعیان مہدویت کون رہے ہیں؟ | ٣١ |
| سوال ٧: | سب سے پہلے ''مہدی موعود'' کسے کہا گیا تھا؟ | ٤٥ |
| سوال ٨: | امام مہدی (عج) میں کون کون سے انبیاء کی مشابہت پائی جاتی ہے؟ | ٤٥ |

# فصل دوم

## امام مہدی از ولادت تا غیبت


سوال ۹: امام مہدی (عج) کی زندگی کی مختصر تاریخ کیا ہے؟ ۴۸

سوال ۱۰: امام مہدی (عج) کی پیدائش کا کیا ثبوت ہے اور کیا کسی نے آپ کو دیکھا بھی تھا؟ ۴۹

سوال ۱۱: دشمنوں کی کثرت کے باوجود امام مہدی (عج) نے اپنے والد کا جنازہ میں اپنا تعارف کیوں کرایا؟ ۵۱

سوال ۱۲: امام زمانہ (عج) کب اور کن حالات میں پیدا ہوئے؟ ۵۳

سوال ۱۳: امام زمانہ (عج) کی والدہ ماجدہ کون تھیں؟ ۵۶

سوال ۱۴: امام زمانہ (عج) کا نام، کنیت اور القاب کیا ہیں؟ ۶۴

سوال ۱۵: امام زمانہ (عج) کا نام سن کر شیعہ تعظیم کے لئے کیوں کھڑے ہو جاتے ہیں؟ ۶۷

سوال ۱۶: آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ قران مجید میں آپؑ کے نام کی صراحت موجود نہیں ہے۔ کیونکہ اگر آپ کے نام کی صراحت موجود ہوتی تو کسی طرح کا ابہام باقی نہ رہتا۔ ۶۹

سوال ۱۷: کیا زمانہ غیبت میں امامؑ کا اصلی نام لینا جائز ہے؟ ۷۱

سوال ۱۸: امام زمانہ (عج) کا تعلق امام حسنؑ کی نسل کی بجائے امام حسینؑ کی نسل سے آخر کیوں ہے؟ ۷۴

سوال ۱۹: حضرت امام مہدیؑ نے پانچ سال کی عمر میں رہبری و قیادت کی صلاحیت کیسے حاصل کر لی تھی؟ ۷۷

سوال۲۰: امام زمانہ (عج) سے کون کون سے کرامات صادر ہوئے تھے۔ ۷۸
سوال۲۱: جعفر کذاب کون تھا؟ ۸۲

## فصل سوم

### امام مہدی (عج) در عصر غیبت

سوال۲۲: کیا رسول اکرمؐ اور ائمہ ہدیٰ نے امام مہدی (عج) کی غیبت کی پیشین گوئی کی تھی؟ ۸۵
سوال۲۳: غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ سے کیا مراد ہے اور ان کا آغاز کب ہوا؟ ۸۶
سوال۲۴: غیبت صغریٰ کا غیبت کبریٰ میں کیا کردار ہے؟ ۸۷
سوال۲۵: امام زمانہ (عج) کی غیبت کی وجہ کیا ہے؟ ۸۸
سوال۲۶: آخر بارہ ائمہؑ کی تعداد پر اصرار کیوں ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک فرد کی خاطر نظام طبعی کو معطل کرے؟ ۹۱
سوال۲۷: اگر امام زمانہ (عج) آخری زمانے میں ہی پیدا ہوتے تو اس میں کیا حرج تھا یوں اُن کی غیبت کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی؟ ۹۵
سوال۲۸: امامؑ کی غیبت نہ ہوتی اور اللہ ان کی خود حفاظت کرتا تو آخر اس میں کیا عیب تھا؟ ۹۵
سوال۲۹: امام غائب کے وجود سے مسلمانوں کو کیا فائدہ مل رہا ہے؟ ۹۶

سوال ۳۰: امام زمانہ (عج) کی تشبیہ بادلوں میں چھپے ہوئے سورج سے کیوں دی گئی ہے؟ ۹۹

سوال ۳۱: امام زمانہ (عج) کے نائبان خاص کون تھے؟ ۱۰۲

سوال ۳۲: کیا تاریخ میں امامؑ کی نیابت خاصہ کے دعویداروں کا ذکر بھی ہے؟ ۱۰۴

سوال ۳۳: توقیعات امام زمانہ (عج) سے کیا مراد ہے اور کیا مذکورہ توقیعات امامؑ نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی تھیں؟ ۱۰۶

سوال ۳۴: کیا یہ بات امکان پذیر ہے کہ ایک انسان صدیوں پر محیط طویل زندگی بسر کرے تاکہ ہم مہدیؑ کو اس طویل عمر کا مصداق قرار دیں؟ ۱۰۹

سوال ۳۵: اگر ''طول عمر'' کا مفروضہ مان لیا جائے تو کیا دنیا میں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں؟ ۱۱۴

سوال ۳۶: یہ کیسے معلوم ہو کہ غیبت کبریٰ میں آپ وجود خارجی رکھتے ہیں اور آپ کا وجود مفروضہ نہیں؟ ۱۲۲

سوال ۳۷: کیا امامؑ کا وجود نظروں سے اوجھل ہے یا یہ کہ حضرت کا وجود لوگوں کی نگاہوں کے سامنے ہے لیکن لوگ انہیں پہچاننے سے قاصر ہیں؟ ۱۲۵

سوال ۳۸: امام زمانہؑ غیبت کبریٰ کے دوران کہاں رہائش پذیر ہیں اور ضروریات زندگی کہاں سے پوری کرتے ہیں؟ ۱۲۸

| | | |
|---|---|---|
| سوال۳۹: | کیا جزیرہ خضرا کی داستان کی بھی کوئی حقیقت ہے؟ | ۱۳۱ |
| سوال۴۰: | کیا امام زمانہ (عج) کے بیوی بچے بھی ہیں؟ | ۱۵۵ |
| سوال۴۱: | ''مصحف فاطمہؑ'' کیا ہے اور کیا وہ امام زمانہ (عج) کے پاس موجود ہے؟ | ۱۶۰ |
| سوال۴۲: | کیا امام مہدی (عج) کے ظہور کے عقیدے کے باوجود حکومت اسلامی کے قیام اور اصلاحی تحریکوں کی بھی گنجائش ہے؟ | ۱۶۱ |
| سوال۴۳: | اس بات کی کیا دلیل ہے کہ زمانہ غیبت میں حکومت اسلامی کا سربراہ ولی فقیہ ہو؟ | ۱۶۴ |
| سوال۴۴: | کون لوگ کن حالات کے تحت امام زمانہ (عج) سے ملاقات کر سکتے ہیں؟ | ۱۶۹ |
| سوال۴۵: | کن افراد نے امام زمانہ (عج) کا دیدار کیا اور حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کیا؟ | ۱۷۱ |
| سوال۴۶: | آپ کب تشریف لائیں گے۔ کیا ظہور کے سال، مہینہ اور دن کو معین کیا جا سکتا ہے؟ | ۱۷۷ |
| سوال۴۷: | کیا امام زمانہ (عج) کو اپنے ظہور کے حتمی وقت کا علم ہے؟ | ۱۷۸ |
| سوال۴۸: | امام زمانہؑ نے آخر اب تک ظہور کیوں نہ کیا؟ | ۱۷۹ |

# فصل چھارم

## شرائط اور علامت ظھور


سوال ۴۹: ظہور مہدی (عج) کی شرائط کیا ہیں اور وہ علائم ظہور سے کیا فرق رکھتی ہیں؟ ۱۸۳

سوال ۵۰: امام زمانہ (عج) کے ظہور کی علامات کیا ہیں؟ ۱۸۵

سوال ۵۱: حتمی علامات میں سے ''بداء'' سے کیا مراد ہے؟ کیا بداء کی موجودگی میں علامات کو حتمی قرار دیا جا سکتا ہے؟ ۱۹۴

سوال ۵۲: علامات ظہور کا آخر فائدہ کیا ہے؟ ۱۹۷

سوال ۵۳: ''سفیانی'' کون ہے؟ ۱۹۷

سوال ۵۴: ''دجال'' کون ہے؟ ۲۰۰

سوال ۵۵: ''نفس زکیہ'' کون ہے؟ ۲۰۴

سوال ۵۶: ''سید حسنی'' کون ہوں گے؟ ۲۰۵

سوال ۵۷: خراسانی اور یمانی کون ہوں گے؟ ۲۰۷

سوال ۵۸: احادیث میں مذکور ہے کہ آخری زمانے میں زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی، آخر ان احادیث کا کیا مطلب ہے؟ ۲۰۸


# فصل پنجم

## امام مھدی (عج) بعد از ظھور


سوال ۵۹: امام مہدی (عج) کا ظہور کہاں سے ہوگا؟ ۲۱۰

سوال ۶۰: کیا امام مہدیؑ کے ظہور کے وقت کوئی آسمانی صدا بھی

| | | |
|---|---|---|
| | سنائی دے گی؟ | ۲۱۱ |
| سوال ۶۱: | امام زمانہؑ کی سیرت وصورت کیا ہوگی اور آپ کون سی انفرادی خصوصیات کے ساتھ ظہور کریں گے؟ | ۲۱۱ |
| سوال ۶۲: | سب سے پہلے امام زمانہؑ کی بیعت کون کرے گا اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ کون لیگا؟ | ۲۱۳ |
| سوال ۶۳: | امام زمانہؑ ظہور کے بعد پہلی گفتگو میں کیا فرمائیں گے؟ | ۲۱۵ |
| سوال ۶۴: | کیا عالمی انقلاب فرد واحد کے ذریعہ سے ممکن ہے؟ | ۲۱۶ |
| سوال ۶۵: | امام زمانہؑ کے کتنے ساتھی ہوں گے اور ان کی کیا خصوصیات ہوں گی؟ | ۲۱۸ |
| سوال ۶۶: | عصر ظہور میں اہل ایران کا کیا کردار ہوگا؟ | ۲۲۰ |
| سوال ۶۷: | کیا امام زمانہ (عج) اور ان کے ساتھیوں کو غیبی مدد حاصل ہوگی؟ | ۲۲۲ |
| سوال ۶۸: | حضرت عیسیٰؑ نبی ہوکر امامؑ کے پیچھے کیسے نماز پڑھیں گے اور ان کے ہم رکاب ہوکر کیسے جہاد کریں گے؟ | ۲۲۳ |
| سوال ۶۹: | کچھ افراد کی طرح سے کیا یہ تصور کرنا صحیح ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں؟ | ۲۲۵ |
| سوال ۷۰: | لن تهلك امة...... کی حدیث کا کیا مطلب ہے؟ | ۲۲۵ |
| سوال ۷۱: | امام مہدیؑ اپنے زمانہ حکومت میں کیسے فیصلے کریں گے اور ان کے فیصلوں کی بنیاد کیا ہوگی؟ | ۲۲۷ |
| سوال ۷۲: | کیا امام زمانہ (عج) قاتلین امام حسینؑ کو قتل کریں گے؟ | ۲۲۹ |

| | | |
|---|---|---|
| سوال۷۳: | یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام زمانہؑ جدید دین اور قرآن جدید لے کر آئیں گے۔ آخر اس کا کیا مطلب ہے؟ | ۲۳۰ |
| سوال۷۴: | آپ کا دارالحکومت کہاں ہوگا؟ | ۲۳۲ |
| سوال۷۵: | امام مہدیؑ کی حکومت کے عمال اور لشکر کے سالار کون ہوں گے؟ | ۲۳۳ |
| سوال۷۶: | کیا آپ کی مدت حکومت کا تذکرہ بھی کتب حدیث میں موجود ہے؟ | ۲۳۴ |
| سوال۷۷: | کیا امام مہدیؑ کا قیام مسلحانہ ہوگا اور تلوار کے ساتھ قیام کرنے سے کیا مراد ہے؟ | ۲۳۵ |
| سوال۷۸: | کیا آپ اپنے ظہور کے بعد جدید ٹیکنالوجی سے بھی استفادہ کریں گے؟ | ۲۳۶ |
| سوال۷۹: | حضرت مہدیؑ کے انقلاب میں خواتین کا کیا کردار ہوگا؟ | ۲۳۸ |
| سوال۸۰: | کیا انقلاب مہدی (عج) کا نتیجہ حکومت واحد کی شکل میں ہی نمودار ہوگا؟ | ۲۳۹ |
| سوال۸۱: | امام مہدیؑ کے زمانہ میں دنیا کی عمومی حالت کیا ہوگی؟ | ۲۴۱ |
| سوال۸۲: | کیا یہ صحیح ہے کہ شیطان امام زمانہ (عج) کے ہاتھوں قتل کر دیا جائے گا؟ | ۲۴۳ |
| سوال۸۳: | ظہور کے بعد امام زمانہؑ کا رہن سہن کیسا ہوگا؟ | ۲۴۴ |
| سوال۸۴: | امام زمانہؑ کس طرح سے اور کس کے ہاتھوں جام شہادت نوش کریں گے؟ | ۲۴۴ |

سوال ۸۵: امام زمانہؑ کو غسل و کفن کون دے گا اور نماز جنازہ پڑھ کر
تدفین کون کرے گا؟ ۲۴۶
سوال ۸۶: امام زمانہ (عج) کی شہادت کے بعد کیا ہوگا؟ ۲۴۷

## فصل ششم

## زمانہ غیبت میں شیعوں کے فرائض

سوال ۸۷: زمانہ غیبت میں شیعوں کی تکلیف شرعی کیا ہے؟ ۲۴۹
سوال ۸۸: انتظار کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ ۲۵۴
سوال ۸۹: انتظار کی کیا فضیلت ہے؟ ۲۵۷
سوال ۹۰: انتظار کے فوائد و آثار کیا ہیں؟ ۲۵۸
سوال ۹۱: زمانہ غیبت میں ہمیں ظہور امامؑ کے لئے کون سی دعائیں
زیادہ پڑھی چاہئیں؟ ۲۶۱

## فصل هفتم

سوال ۹۲: رجعت سے کیا مراد ہے؟ ۲۷۱
سوال ۹۳: آیا رجعت کا عمل اختیاری ہوگا یا اجباری ہوگا؟ ۲۷۷
سوال ۹۴: کیا رجعت اور تکلیف شرعی میں تضاد نہیں پایا جاتا؟ ۲۷۸
سوال ۹۵: قران مجید کی دو آیات رجعت کی نفی کرتی ہیں تو کیا آیات
مجیدہ کی موجودگی عقیدۂ رجعت کی بھی کوئی گنجائش ہے؟ ۲۷۹
سوال ۹۶: زمانہ رجعت میں کون لوگ لوٹائے جائیں گے؟ ۲۸۱

سوال ۹۷: کیا رجعت جسمانی ہوگی؟ ۲۸۲

## فصل ہشتم

## مسجد مقدس جمکران

سوال ۹۸: مسجد جمکران کی مختصر تاریخ کیا ہے؟ ۲۸۴
سوال ۹۹: مسجد جمکران کی مخصوص نماز کس طرح سے پڑھی جاتی ہے؟ ۲۸۷
سوال ۱۰۰: مسجد جمکران سے کون سی کرامات ظاہر ہوئی ہیں؟ ۲۸۷
منابع و ماخذ ۲۹۹
حوالہ جات ۳۰۱

# عرضِ مترجم

اعوذباللّٰہ من الشیطن الرجیم

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدالانبیاء و المرسلین و خاتم النبیین ابی القاسم محمدؐ و اهل بیته الطاهرین المعصومین المظلومین الذین اذهب اللّٰہ عنهم الرجس و طهرهم تطهیرا۔ امابعد فقد قال اللّٰہ الملك الحق المبین فی کتابه المتین وهو اصدق القائلین وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنهم فی الارض کما استخلف الذین من قبلهم ولیمکنن لهم دینهم الذی ارتضیٰ لهم ولیبدلنهم من بعد خوفهم امنا یعبدوننی ولا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلك فاولٰئك هم الفاسقون۔

صدق اللّٰہ العلی العظیم۔

سورۃ مبارکہ نور (آیت ۵۵) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اللہ نے تم میں سے صاحبانِ ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ انہیں روئے زمین میں اسی طرح اپنا خلیفہ بنائے گا جس طرح پہلے والوں کو خلیفہ بنایا ہے اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لیے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کر دے گا۔ وہ سب صرف میری عبادت کریں گے اور کسی طرح کا شرک نہ کریں گے اور اس کے بعد بھی کوئی کافر ہو جائے تو در اصل وہی لوگ فاسق اور بدکردار ہیں۔

اس آیت مجیدہ کے متعلق اگرچہ مفسرین کا خیال ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم یا صحابہ کے دور میں یہ وعدہ الٰہی محقق ہو چکا ہے جہاں دین اسلام کا غلبہ تھا، خوف امن میں تبدیل ہو گیا تھا، توحید خالص کا دور دورہ تھا اور شرک کا نام ونشان بھی نہیں تھا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس وعدہ کا مکمل متحقق ہونا ہنوز باقی ہے اور ابھی تک کوئی ایسا دور نہیں آیا ہے جسے آیت کا مکمل مصداق قرار دیا جائے۔ کیونکہ آیہ مجیدہ میں اس دین کے غلبہ کا ذکر ہے جسے خدا نے پسند کیا ہے اور دین کی پسندیدگی کا اعلان میدان غدیر میں ہوا ہے تو جب تک غدیری نظام دنیا میں غالب نہ آ جائے اور پرچم اسلام پر ولایت علیؑ کی مہر ثبت نہ ہو جائے اس وقت تک وعدہ کے تحقق کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر خوف کے امن سے بدل جانے کا تصور بھی رسول اکرمؐ اور صحابہ کے دور میں مکمل طرح سے متحقق نہیں تھا۔ تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں اضطراب وخوف موجود رہا تھا اور عدل وانصاف کا مکمل قیام ممکن نہیں ہوا ہے اسی لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کام میرے آخری وارث کے ذریعہ انجام پائے گا جب دنیا عدل وانصاف سے بھر جائے گی اور ظلم کی تاریک رات ہمیشہ کے لئے چھٹ جائے گی۔

امام مہدی علیہ السلام کا تصور تمام ادیان عالم مین کسی نہ کسی شکل میں پایا جاتا ہے اور اسلامی منابع میں اس کی بہت زیادہ وضاحت موجود ہے۔ تصور مہدیؑ دراصل اسلام کی بہار کا تصور ہے۔ یہی تصور امت اسلامیہ کو مایوسیوں سے نجات بخشتا ہے۔ اسی لئے ہادیان دین نے امام مہدیؑ کے ظہور کا متعدد بار ذکر کیا ہے۔ امام مہدی علیہ السلام کے ظہور پر تمام اسلامی فرقوں کا اتفاق ہے۔ سنی وشیعہ محدثین نے اپنی اسناد سے آپ کے متعلق بہت سی احادیث نقل کی ہیں کچھ اہل سنت محققین نے امام زمانہ (عج) کے متعلق مستقل کتابیں اور رسالے بھی تالیف کئے ہیں۔ امام زمانہ (عج) کی پہچان اتنی ضروری ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة

الجاهلية۔

ترجمہ: جو شخص اپنے زمانہ کے امام کی معرفت کے بغیر مرا تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

امام زمانہ (عج) کے متعلق اس وقت اردو میں بہت سی کتابیں موجود ہیں مگر رسالہ ہذا کا اپنا ہی انداز ہے۔ دیگر کتابوں میں امام زمانہ (عج) کے متعلق واقعات واحادیث تو لکھی ہوئی ہیں مگر ذہنوں میں اٹھنے والوں سوالات کا جواب دینے کی کوئی خاص زحمت نہیں کی گئی۔ جب کہ حجۃ الاسلام والمسلمین فاضل معاصر آقا علی رضا رجائی تہرانی نے اس کمی کو محسوس کیا تو انہوں نے امام زمانہ (عج) کے متعلق اٹھنے والے سوالات لکھے اور ان کے شافی جوابات دیئے۔(۱)

ہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر اس رسالہ کا ترجمہ کیا ہے۔ امید ہے کہ اہل ایمان اسے پسند کریں گے اور یہ رسالہ ان کے اطمینان قلب کا ذریعہ ثابت ہوگا۔

دعا ہے کہ خداوند عالم ہماری اس حقیر کاوش کو قبول فرمائے اور ہم پر اپنا خصوصی فضل وکرم فرمائے اور اسے ہمارے مرحوم والدین کی بخشش کا ذریعہ بنائے۔

ایں دعا از من واز جملہ جہاں آمین باد

والسلام

خادم ملت جعفریہ۔ محمد حسن جعفری

# پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کی ہمیشہ رہنمائی کی ہے اور کسی بھی وقت انہیں رہنمائی سے محروم نہیں رکھا۔ اس کائنات کا پہلا انسان آدمؑ تھا اور وہ خدا کی طرف سے ہادی اور رہبر تھا۔ نبوت کی شکل میں اللہ تعالیٰ نے ہادیوں کا جو سلسلہ حضرت آدمؑ سے شروع کیا تھا اس سلسلہ کا اختتام سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر کیا۔ تمام انبیائے کرام سلام اللہ علیھم نے پوری جانفشانی سے خدا کا پیغام پہنچایا لیکن حقیقت یہ ہے کہ نظامِ خداوندی کو پوری کائنات پر اپنی زندگی کے دوران نافذ نہ کر سکے۔

اللہ تعالیٰ نے حبیب کریم پر سلسلہ نبوت کو ختم کر دیا پھر پیغام نبوت کی بقاء کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ امامت کو جاری فرمایا۔ چنانچہ آنحضرتؐ نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت علیؑ کی خلافت اور وصایت کا اعلان کیا اور ان کے اعلان خلافت کے ساتھ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ان کے گیارہ معصوم فرزندان یکے بعد دیگرے منصب امامت پر فائز رہیں گے۔

رسول اکرمؐ کے بعد حضرت علیؑ سے لے کر حضرت امام حسن عسکریؑ تک گیارہ ائمہ ہدیٰ نے پیغام نبوت کو دنیا تک پہنچایا مگر پوری دنیا پر وہ بھی اسلام کو نافذ نہ کر سکے۔ انبیاء وائمہ کی طرف سے پوری جانشانی کے بعد بھی پوری دنیا پر پرچم اسلام نہ لہرانے کو نعوذ باللہ ہادیان دین کی کوئی کوتاہی نہیں سمجھا جا سکتا کیونکہ اللہ کی مشیت روز ازل سے ہی تھی کہ پوری دنیا میں پرچم اسلام لہرانے کا سہرا بارہویں امام کے سر پر باندھا جائے اور ان کو انبیائے کرام کے ارمانوں کی تکمیل کا ذریعہ بنایا جائے۔

خدا کی مشیت ہے کہ بارہویں امام کو ایک عرصہ کے لئے پردہ غیبت میں رکھا جائے اور جب دنیا ظلم وجور سے بھر جائے اور شیطانی قوتیں اپنے ارمان پورے کرلیں تو

اس وقت اس مصلح اعظم کو دنیا میں ظاہر کیا جائے اور ان کے وجود مبارک سے حق کی ابدی فتح کا کارنامہ سرانجام دلایا جائے اور ان کے انقلاب کو پوری روئے زمین پر محیط کر کے حق کی عالمی حکومت قائم کی جائے۔

امام زمانہ (عج) کے متعلق شیعہ وسنی علماء نے بہت سی کتابیں تالیف کی ہیں اور ہر مؤلف نے پورے خلوص سے اپنے شرعی وظیفہ کو سرانجام دینے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ البتہ یہ علیحدہ بات ہے کہ امام عالی مقام کو خدا نے وہ عظیم رتبہ عطا کیا ہے جن کے حضور یہ تمام کتابیں دو برگِ سبز سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتیں۔

چنانچہ ہم نے بھی ''تحفہ درویش'' کے تحت یہ رسالہ تحریر کیا ہے اور ہم نے باقی علمائے اسلام کی ترتیب سے ہٹ کر اس رسالہ کو سوال جواب کے انداز میں مرتب کیا ہے اور اس طرح کی ترتیب کی وجہ یہ تھی کہ امام زمانہ (عج) کے متعلق ذہنوں میں بہت سے سوالات پیدا ہوتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ مولا کی رعیّت کو اطمینان قلب کی دولت نصیب ہو اور ہماری نظر میں یہ طریقہ زیادہ مؤثر ہے۔

اس مقام پر ہم یہ دعویٰ تو ہرگز نہیں کرتے کہ ہم نے کوئی تازہ مطالب بیان کئے ہیں البتہ ہم اتنا عرض ضرور کرتے ہیں کہ ہم نے مطالب کو ایک نئے انداز سے ضرور مرتب کیا ہے اور یہ انداز نوجوان نسل کے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔

ہم رب العالمین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی شان کریمی سے ہماری اس حقیر سی خدمت کو قبول فرمائے اور امام زمانہ (عج) ہم سے راضی ہوں اور یہ کتاب امام زمانہ (عج) کے عُشاق ومنتظرین کے لئے استفادہ کا ذریعہ ثابت ہو۔

ربنا تقبل منا۔ واجعلنامن اعوانہ و انصارہ

علی رضا رجالی تہرانی (شعبان ۱۴۱۶)

# فصل اول

## مہدویت قران، روایات

## اور

## دوسرے ادیان کے آئینہ میں

**سوال ۱: مہدویت سے کیا مراد ہے اور کب سے اس کا آغاز ہوا ہے؟**

جواب: مہدی موعود کا عقیدہ دنیا کے تمام ادیان و مذاہب میں موجود ہے۔ مصلح اعظم کی آمد کا عقیدہ ہندو دھرم، یہودیت، عیسائیت، مجوسیت اور اسلام میں یکساں طور پر پایا جاتا ہے اور تمام مذاہب عالم اس نکتہ پر متفق ہیں کہ آخری زمانہ میں ایک مصلح کا ظہور ہوگا جو لوگوں کی تمام خیانتوں اور جرائم کا خاتمہ کردے گا۔

مہدی کا عقیدہ صرف اسلام نے ہی نئے سرے سے پیش نہیں کیا بلکہ یہ تمام درد منداور ستم دیدہ انسانوں کے لئے امید کی ایک کرن ہے اور دنیا کے تمام مذاہب نے اپنے پیروکاروں کو مصلح اعظم کی آمد کی نوید دی ہے۔ عقیدہ مہدیؑ انسانوں کے لئے قدرت کی طرف سے فطری الہام ہے۔ خیالات و نظریات کے اختلاف کے باوجود تمام مذاہب اس حقیقت پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر ایک وقت ایسا آئے گا جب انسانیت کی فتح ہوگی اور ایک مصلح اعظم کا ظہور ہوگا جس سے ادیان الٰہی کے مقاصد کی تکمیل ہوگی اور طویل رنج و ستم سہنے کے بعد انسانیت کو سکون حاصل ہوگا۔ قران مجید دنیا کی واحد الہامی کتاب ہے جو انسانی تصرفات سے محفوظ ہے جب کہ دوسری تمام کتابیں تحریف سے مبرّا نہیں ہیں مگر ان کتابوں میں بھی مصلح اعظم کے ظہور کی پیشین گوئیوں کو اللہ نے دست تحریف سے محفوظ رکھا ہے اسی

لئے ان کتابوں میں آج بھی آپ کے ظہور کی خوش خبریاں موجود ہیں۔ جب کہ قران حکیم اور احادیث میں آپ کی آمد کے لئے بہت سے مقامات پر غیر مبہم الفاظ میں پیشین گوئیاں موجود ہیں۔ سابقہ ادیان و مذاہب اور قران کریم کی پیشین گوئیوں سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ اس عبارت کا تعلق وحی کے سر چشمہ سے ہے اور اسے خدا نے ہر طرح کی انسانی تحریف سے محفوظ رکھا ہے۔ احادیث متواتر میں سے آنحضرتؐ کی ایک مشہور حدیث کا ترجمہ یہ ہے: اگر دنیا کے خاتمہ سے ایک دن بھی باقی بچا ہو تو اللہ اس دن کو طویل کر دے گا یہاں تک اللہ میری امت اور میرے خاندان میں سے اس شخص کو بر آمد کرے گا جو کہ میرا ہی ہم نام ہوگا اور وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل و انصاف سے بھر دے گا (۱)۔

**سوال ۲: دوسرے ادیان و مذاہب کی آسمانی کتابوں میں مہدی موعود (عج) کے لئے کیا بیان ہوا ہے؟**

**جواب:** دوسرے ادیان و مذاہب کی آسمانی اور مقدس کتابوں کے مطالعہ سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مہدی موعود (عج) کا عقیدہ صرف اسلام سے ہی مخصوص نہیں ہے بلکہ دوسرے مذاہب و ادیان بھی اس عقیدے میں مسلمانوں کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ ذیل میں بطور نمونہ ہم کچھ حوالہ جات پیش کرتے ہیں۔

**۱) زرتشتی عقیدہ:** ''زند'' زرتشتیوں کی مشہور مذہبی کتاب ہے اس میں شریر افراد کی نابودی اور صالحین کی کامیابی کے لیے یہ عبارت موجود ہے۔

''اہرمن (شیطان) کا لشکر یزدان (خدا) کے لشکر سے ہمیشہ دست و گریباں رہا ہے اور اکثر اوقات اہرمن کے لشکر کو ہی فتح نصیب ہوئی ہے لیکن اس فتح کے باوجود اہرمن کا لشکر یزدان کے لشکر کو مکمل طور پر ختم کرنے سے قاصر رہا ہے۔ جب یزدان کے لشکر پر سخت تنگی واقع ہوگی تو اس وقت ''آہورامزدا'' جو کہ آسمانوں کا خدا ہے، وہ یزدان کے پیروکاروں

کی جو اس کے فرزند ہیں مدد کرے گا اور وہ ۹ ہزار ساٹھ تک اہرمن کے پیروکاروں سے جنگ کریں گے۔ آخر کار یزدان کے پیروکاروں کو بہت بڑی کامیابی حاصل ہوگی اور اہرمن کے پیروکاروں کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا اور اہرمن کے پیروکاروں کا اقتدار و غلبہ زمین و آسمان سے ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گا۔ یزدان کے پیروکاروں کی مکمل کامیابی اور اہرمن کے پیروکاروں کی مکمل نابودی کے بعد دنیا کو اپنی اصلی سعادت میسّر آئے گی اور نسلِ آدم نیک بختی کے تخت پر بیٹھے گی۔''

کتاب ''جاماسب نامہ'' میں مرقوم ہے۔''عربوں کی سرزمین سے ایک مرد ظہور کرے گا جس کا تعلق نسل ہاشم سے ہوگا۔ اس کا جسم فربہ اور سر بڑا اور اس کی پنڈلی موٹی ہوگی اور وہ اپنے نانا کے دین پر ہوگا وہ بہت بڑا لشکر لے کر ایران کی طرف رخ کرے گا اور وہ زمین کو آباد کرے گا اور زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔۔۔''

کتاب مذکور کے ایک اور مقام پر یہ عبارت درج ہے۔

''سوشیانس'' (عظیم نجات دہندہ) زمانہ میں دین کو رائج کرے گا۔ وہ تنگدستی کا خاتمہ کرے گا، یزدان کے پیروکاروں کو اہرمن کے ہاتھوں سے نجات دے گا اور اہل زمانہ کو ہم فکر و ہم گفتار و ہم کردار کرے گا۔''

**۲) ہندوؤں کا عقیدہ:** ''شاکمونی'' ہندوؤں کے ایک بزرگ تھے اور ہندو انہیں ''اوتار'' (نبی) کا درجہ دیتے ہیں اور انہیں صاحبِ کتاب پیغمبر کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے آخر زمانہ کے مصلح اعظم اور وحدت دین کے متعلق پیشین گوئی کرتے ہوئے اپنی کتاب میں لکھا ہے: دنیا کی سلطنت اور بادشاہی دو جہاں کی مخلوقات کے سردار ''کشن'' (۲) کے فرزند کے ہاتھ آئے گی۔ ''کشن'' کا فرزند دنیا کے مشرق و مغرب کے پہاڑوں پر حکومت کرے گا اور احکام جاری کرے گا اور وہ بادلوں کی سواری کرے گا،

فرشتے اس کے کارکن ہوں گے اور جنات اور انسان اس کے خدمت گزار ہوں گے۔ وہ ملک سوڈان جو کہ خط استوا میں واقع ہے، سے لے کر قطب شمالی کے نوے درجہ تک کی سرزمین پر حاکم ہوگا اور ان زمینوں پر حکومت کرے گا جو سمندر پار ہوں گی۔ دین خدا ایک دین ہوگا اور وہ خدا کا دین زندہ کرے گا اس کا نام ''کھڑا ہونیوالا'' (۳) ہوگا اور وہ خدا شناس ہوگا۔

علاوہ ازیں ہندوؤں کی مشہور کتاب ''وید'' جسے وہ آسمانی کتاب تصور کرتے ہیں اس میں حسب ذیل عبادت مرقوم ہے۔

دنیا کی خرابی کے بعد آخری زمانہ میں ایک بادشاہ آئے گا جو کہ مخلوقات کا رہنما ہوگا۔ اس کا نام ''منصور'' ہوگا وہ تمام جہان پر حکومت کرے گا اور اپنے دین کو جاری کرے گا اور وہ تمام کافروں اور مومنوں کو پہچانتا ہوگا اور وہ جو کچھ بھی خدا سے مانگے گا خدا اسے عطا کرے گا (۴)۔

۳) **انجیل کی پیشین گوئی:** تمہاری کمریں بندھی رہیں اور تمہارے چراغ جلے رہیں ٥ اور تم ان آدمیوں کی مانند بنو جو اپنے مالک کی راہ دیکھتے ہوں کہ وہ شادی سے کب لوٹے گا تا کہ جب وہ آ کر دروازہ کھٹکھٹائے تو فوراً اس کے واسطے کھول دیں ٥ مبارک ہیں وہ نوکر جن کا مالک انہیں جاگتا ہوا پائے۔ پس تم بھی تیار رہو کیونکہ جس گھڑی تمہیں گمان بھی نہ ہوگا ابن آدم آ جائے گا ٥ (۵)

۴۔ **تورات کی پیشین گوئی:** ''یسی'' کے تنے سے ایک شاخ برآمد ہوگی اور اس سے برگ و بار پیدا ہوں گے اور اس پر خدا کی روح قرار پائے گی۔۔۔ مسکینوں کو وہ عدل فراہم کرے گا اور زمین کے مظلوموں کے لئے حق پر مبنی فیصلے کرے گا۔۔۔ بھیڑیا مینڈھے کے ساتھ سکونت اختیار کرے گا اور چیتا بکری کے بچے سے دوستی رکھے گا۔ شیر اور بچھڑا اکھٹے ہوں گے اور

ایک چھوٹا سا بچہ بھی شیر کو بھگا رہا ہوگا۔۔۔میرے تمام مقدس پہاڑوں میں کوئی نقصان نہیں واقع ہوگا کیونکہ جہان معرفت خدا سے لبریز ہو جائے گا(۶)

۵)**زبور کا بیان:** بدکار کاٹ ڈالے جائیں گے لیکن جن کو خداوند کی آس ہے ملک کے وارث ہوں گے ٥ کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں شریر نابود ہو جائے گا۔تو اس کی جگہ کو غور سے دیکھے گا پر وہ نہ ہوگا٥ لیکن حلیم ملک کے وارث ہوں گے ۔۔۔ کامل لوگوں کے ایام کو خداوند جانتا ہے ان کی میراث ہمیشہ کے لئے ہوگی۔(۷)

**سوال۳: کیا قران مجید میں امام مہدیؑ کے وجود اور ان کے ظہور کے متعلق بھی کچھ کہا گیا ہے؟**

**جواب:** یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر صحیح موضوع کی تمام جزئیات و خصوصیات قران مجید میں موجود ہوں۔کیونکہ بہت سے واقعات کی تفصیلات قران حکیم میں موجود نہیں ہیں۔اس کے باوجود سوال مذکور کا جواب اثبات میں ہے۔قران مجید میں امامؑ کی حکومت جہانی کے متعلق بہت سی آیات موجود ہیں۔جنہیں بزرگان دین نے اپنی معتبر اور گراں قدر کتابوں میں جمع کیا ہے۔علامہ مجلسی علیہ الرحمہ نے بحارالانوار میں ایسی بہت سی آیات جمع کی ہیں جن میں امام زمانہ (عج) کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔بطور نمونہ ہم بھی چند آیات کے اقتباسات پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱۔ وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُورِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُونَ۔انبیاء ۱۰۵

ترجمہ: اور نصیحت کے بعد ہم نے زبور میں لکھ دیا ہے کہ میرے نیک بندے زمین کے وارث بنیں گے۔

۲۔ هُوَ الَّذِي اَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُونَ۔الصّف۔۹

ترجمہ: وہی تو خدا ہے جس نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ روانہ کیا تاکہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔ اگرچہ یہ بات مشرکین کو ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔

اس آیت مجیدہ کے متعلق امام علی رضاؑ سے منقول ہے کہ اس آیت مجیدہ کا وعدہ قائم آل محمدؐ کے زمانہ میں تحقق پذیر ہوگا اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعہ سے دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے گا۔

۳۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِى الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِى ارْتَضٰى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْ بَعْدِخَوْفِهِمْ اَمْنًا يَعْبُدُوْنَنِىْ وَلَا يُشْرِكُوْنَ بِىْ شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَبَعْدَ ذٰلِكَ فَاُو لٰٓئِكَ هُمُ الْفَا سِقُوْنَ۔ نور۔۵۵

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے صاحبان ایمان و عمل صالح سے وعدہ کیا ہے کہ وہ انہیں روئے زمین میں ضرور اس طرح سے خلیفہ بنائے گا جیسا ان سے پہلے بنا چکا ہے اور ان کے لیے اس دین کو غالب بنائے گا جسے ان کے لئے پسندیدہ قرار دیا ہے اور ان کے خوف کو امن سے تبدیل کرے گا۔ وہ صرف میری ہی عبادت کرنے والے ہوں گے اور کسی بھی طرح کا شرک نہ کریں گے اس کے بعد جو بھی کافر ہو جائے تو دراصل وہی لوگ فاسق اور بدکار ہیں۔

شیخ طوسی کتاب غیبت میں لکھتے ہیں کہ ائمہ طاہرین سے منقول ہے کہ یہ آیت مہدی موعود (عج) اور ان کے ساتھیوں کے لئے نازل ہوئی ہے۔

۴۔ وَنُرِيْدُاَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْافِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِيْنَ۔ القصص۔۵

ترجمہ (اور ہم چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور بنا دیا گیا ہے اور ہم انہیں رہبر بنائیں گے اور ہم انہیں (زمین کے) وارث بنائیں گے۔

شیخ طوسی کتاب غیبت میں لکھتے ہیں کہ امیر المومنینؑ نے اس آیت مجیدہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: وہ گروہ جسے زمین پر کمزور بنایا گیا ہے وہ گروہ آل نبی کا ہے اللہ تعالیٰ اس گروہ میں سے مہدی (عج) کو مبعوث کرے گا جو انہیں عزت دلائے گا اور ان کے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔

۵۔ اِعۡلَمُوۡا اَنَّ اللّٰهَ يُحۡيِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا قَدۡ بَيَّنَّا لَكُمُ الۡاٰيٰتِ لَعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ۔ حدید۔۱۷

ترجمہ: جان لو کہ خدا زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے۔ ہم نے تمہارے لئے آیات بیان کی ہیں تا کہ تم سمجھ سکو۔

شیخ طوسی کتاب غیبت میں رقم طراز ہیں کہ ابن عباسؓ نے اسی آیت مجیدہ کی تاویل بیان کرتے فرمایا: اللہ ظلم و ستم سے مردہ ہونے والی زمین کو عدل وانصاف سے بھر کر اسے حیات نو عطا کرے گا اور یہ قائم آل محمدؐ کے زمانہ میں ہوگا۔

علامہ مجلسی نے اس سلسلہ کی ساٹھ آیات نقل کی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ظہور مہدی (عج) کی طرح اشارہ کیا ہے۔ تحقیق کے جویا اصل کتاب کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔ (۸)

**سوال۴: کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ائمہ معصومین علیھم السلام نے بھی مہدی موعود (عج) کے متعلق کچھ ارشاد فرمایا ہے؟**

**جواب:** جی ہاں حضرت خاتم الانبیاءؐ اور ان کے برحق جانشینوں کی طرف سے سند معتبر کے ساتھ اس سلسلہ کی بہت سی احادیث مروی ہیں اور یہ روایات اتنی بڑی تعداد میں ہیں کہ جن میں حقیقت کے متلاشیوں کے لئے شک یا تردید کی کوئی گنجائش نہیں ہے

ذیل میں ہم بطور نمونہ کچھ روایات نقل کرنے کی سعادت حاصل

کرتے ہیں۔

**۱) حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:**

مہدی میری اولاد میں سے ہوگا وہ میرا ہم نام ہوگا اور اس کی کنیت بھی میری کنیت ہوگی، وہ کردار وشکل وصورت میں ہو بہو میرا ہم شبیہ ہوگا۔ وہ غَیبت اختیار کرے گا۔ اس کی غَیبت کے زمانے میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ پھر وہ شہاب ثاقب کی طرح سے ظاہر ہوگا اور ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے پُر کردے گا۔ (۹)

**۲) امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:**

ہمارا قائم ایک طویل غَیبت میں چلا جائے گا۔ میں اپنے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اسے تمام جنگلوں اور صحراؤں میں تلاش کر رہے ہیں لیکن وہ انہیں کہیں نہیں دکھائی دیتا۔ تمہیں معلوم ہونا چاہیے جو اس کے غَیبت میں اپنے دین پر قائم رہیں گے اور اسکی طویل غَیبت کے زمانے میں اسکا انکار نہ کریں گے وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہونگے۔ جب ہمارے قائم ظہور کرے گا تو اُس وقت اس کی گردن میں کسی ظالم کی بیعت کا قلادہ نہیں ہوگا۔ اس کی ولادت پوشیدہ ہوگی اور وہ خود بھی لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوگا۔ (۱۰)

**۳)** جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ میں حضرت فاطمۃ الزہرا سلام علیہا کی خدمت میں شرفیاب ہوا۔ اس وقت آپ کے سامنے ایک لوح رکھی ہوئی تھی جس میں اوصیاء کے نام تحریر تھے۔ میں نے وہ نام گنے تو وہ بارہ تھے جن کے آخر میں بارہویں وصی کا نام ''قائم'' لکھا ہوا تھا اور اس میں تین محمد اور چار علی تھے (۱۱)۔

**۴) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام نے فرمایا:**

کیا تمہیں علم نہیں ہے کہ ہم تمام ائمہ اپنے اپنے دور کے سلاطین اور باغیوں کے زیرِ تسلط رہے ہیں کہ امامت وخلافت جو ہمارا حق تھا وہ ظالمانہ اور غاصبانہ طور سے پامال کیا گیا ہے۔

مگر وہ قائم اس سے مستثنیٰ ہوگا جس کی اقتدا میں عیسیٰ بن مریم نماز پڑھیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس کی پیدائش کو مخفی رکھے گا اور اس کے وجود کو لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رکھے گا۔ یہاں تک کہ وہ جب خروج کرے گا تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہیں ہوگا۔ وہ میرے بھائی حسینؑ کی نویں پشت سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کی غیبت میں اس کی عمر دراز کرے گا پھر اپنی قدرت سے اسے چالیس سال سے کم عمر جوان کی صورت میں ظاہر کرے گا۔ جس سے لوگوں کو معلوم ہو جائے گا کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے (۱۲)۔

۵) امام حسینؑ نے فرمایا:

میرے نویں فرزند میں ایک وصف یوسفؑ اور ایک وصف حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ہوگا۔ وہ ہم اہل بیت میں سے قائم ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہی رات میں اس کے معاملہ کی اصلاح کر دے گا۔ (۱۳)

۶) امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارے قائم میں انبیاء کے چند اوصاف ہونگے۔ ان میں حضرت آدمؑ، نوحؑ، ابراہیمؑ، عیسیٰؑ، موسیٰؑ، ایوبؑ، اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصاف موجود ہونگے۔

ان میں آدمؑ ونوحؑ کی طرح سے طولِ عمر کا وصف پایا جائے گا۔ ابراھیمؑ کی طرح سے ان میں مخفی ولادت کا وصف پایا جائے گا۔ ان میں حضرت موسیٰؑ کی سی ہیبت وجلال کا وصف ہوگا اور جس طرح حضرت عیسیٰؑ کے لئے لوگوں میں مختلف آراء پیدا ہوئیں چنانچہ اختلاف آراء کا یہ وصف ہمارے قائم میں بھی موجود ہوگا۔ ایوبؑ کی طرح سے ابتلاء وآزمائش کے بعد کشائش کا وصف بھی ان میں موجود ہوگا اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی طرح سے تلوار کے ساتھ خروج کرنے کا بھی ان میں وصف پایا جائے گا۔ (۱۴)

۷) امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

جب زمانے کے حالات دگرگوں ہو جائیں اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ "قائم" مر گیا ہے یا ہلاک ہو گیا ہے یا یہ کہیں کہ وہ نہ جانے کونسے بیابان میں چلا گیا ہے اور جو لوگ "قائم" کی ہلاکت کے خواہش مند ہوں گے وہ کہیں گے کہ جس کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہوں وہ بھلا کیسے ظاہر ہو گا؟

اس وقت تم قائم آل محمد (عج) کے ظہور کا انتظار کرنا اور جب یہ سنو کہ ان کا ظہور ہو چکا ہے تو تم دوڑ کر ان کی مدد کے لئے جاؤ خواہ تمہیں برف پر چل کر ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ (۱۵)

**۸) امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:**

انبیائے کرام میں غَیبت کی جو روش تھی وہ روش اپنی تمام خصوصیات سمیت قائم اہل بیت میں موجود ہو گی۔۔۔۔ وہ میرے فرزند موسیٰ کاظمؑ کی اولاد میں سے ہو گا اور وہ ایک کنیز خاتون کے بطن سے جنم لے گا۔ وہ ایسی غَیبت اختیار کرے گا کہ اہل باطل شک میں مبتلا ہو جائیں گے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اسے ظاہر کرے گا اور اس کے ہاتھ پر مشرق و مغرب کی فتح عنایت کرے گا۔ عیسیٰؑ بن مریمؑ نازل ہوں گے اور اس کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ اس وقت زمین اپنے مالک کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور تمام روئے زمین پر جہاں کہیں بھی غیر اللہ کی عبادت ہوتی ہو گی وہاں وہاں غیر اللہ کے بجائے خالص خدا کی عبادت کی جائے گی۔ اور ہر جگہ خدا کے دین کی فرمانروائی ہو گی اگرچہ مشرکین کو یہ بات ناگوار ہی کیوں نہ لگے۔ (۱۶)

**۹) امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا:**

وہ قائم جو کہ زمین کو دشمنانِ خدا سے پاک کرے گا اور ظلم و جور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے پُر کرے گا وہ میرا پانچواں فرزند ہوگا۔ اس کے لیے ایک طویل غَیبت ہوگی کیونکہ اسے اپنی جان کا خوف لاحق ہوگا۔ اس زمانہ غَیبت میں بہت سے گروہ دین سے منحرف ہو جائیں گے اور کچھ لوگ ہماری امامت کے عقیدہ پر ثابت قدم رہیں گے۔ ہمارے شیعوں کے لیے خوش خبری ہے جو قائم کی غَیبت کے دور میں ہماری ولایت سے وابستہ رہیں اور ہماری دوستی اور ہمارے دشمنوں سے بیزاری کے عقیدہ پر قائم رہیں۔ ایسے ہی افراد ہم میں سے ہیں اور ہم ان میں سے ہیں وہ ہماری امامت پر راضی ہیں اور ہم ان کی متابعت پر راضی ہیں۔ خوش نصیبی ہے ان لوگوں کے لیے خدا کی قسم! قیامت کے دن وہ ہمارے درجہ میں ہمارے ساتھ ہوں گے۔ (۱۷)

۱۰) امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارا قائم وہ ہے کہ جب وہ خروج کرے گا تو اس کی عمر بوڑھوں جیسی لیکن اس کی شکل و شباہت جوانوں جیسی ہوگی اور وہ اتنا طاقتور ہوگا کہ اگر وہ کسی بہت بڑے درخت کی طرف ہاتھ بڑھائے گا تو اسے اپنے ہاتھوں سے ہی زمین سے اُکھیڑ ڈالے گا اور اگر وہ پہاڑ پر آواز دے گا تو پہاڑ کے پتھر ٹوٹ جائیں گے۔ اس کے پاس موسیٰؑ کا عصا اور سلیمانؑ کی انگشتری ہوگی اور وہ میرا فرزند میری چوتھی نسل میں سے ہوگا۔ اللہ تعالیٰ جتنا چاہے گا اتنے عرصہ کے لیے اسے پردہ غیبت میں مخفی رکھے گا اس کے بعد اسے ظاہر کرے گا اور ظلم و ستم سے بھری ہوئی زمین کو اس کے ہاتھوں سے عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (۱۸)

۱۱) امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا:

ہمارا قائم ہی مہدی (عج) ہے اور وہ وہی ہے جس کی غیبت میں اس کا انتظار واجب ہے اور جب وہ ظہور کرے تو اس کی اطاعت واجب ہے اور وہ میرا تیسرا فرزند

ہوگا۔اس ذات کی قسم جس نے محمد مصطفیٰ ﷺ کو نبوت دے کر مبعوث کیا ہے اور جس نے امامت کے لیے ہمارا انتخاب کیا ہے۔اگر دنیا کی عمر میں سے صرف ایک دن ہی کیوں نہ بچا ہوا ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا طویل بنا دے گا کہ ہمارا قائم اس میں ظہور کرے گا اور ظہور کے بعد وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔(۱۹)

**۱۲)حضرت عبدالعظیم حسنی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام علی نقی علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ کے بعد میرا آقا و مولا کون ہے؟**

آپ نے فرمایا: تمہارا آقا میرا بیٹا حسن عسکریؑ ہے۔اس کے بعد اس کے جانشین کے دور میں لوگوں کا کیا حال ہوگا؟

میں نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: اس لئے کہ اس کا وجود لوگوں کی نگاہوں سے مخفی ہوگا اور اس کے ظہور سے قبل اس کا نام لینا حرام ہوگا اور وہ ظلم وستم سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔(۲۰)

**۱۳)امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا:**

میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تم میرے بعد میرے جانشین کے متعلق اختلاف کرو گے۔آگاہ رہو جو بھی شخص رسولِ خداؐ کے بعد تمام ائمہ حق کی امامت کو تسلیم کرے مگر میرے بیٹے کا انکار کرے تو اس نے گویا تمام انبیاء کا اقرار کیا لیکن خاتم الانبیاؐ کی نبوت کا انکار کیا اور جو شخص رسولِ خداؐ کی نبوت کا منکر ہو تو وہ درحقیقت تمام انبیاء کی نبوت کا منکر ہے کیونکہ ہمارے آخری فرد کی اطاعت ہمارے پہلے فرد کی اطاعت کی طرح سے ہے اور جس نے ہمارے پہلے معصوم کا انکار کیا تو اس نے ہمارے آخری معصوم کا بھی انکار کیا(۲۱)

**سوال ۵: کیا کتب اہل سنت میں بھی امام مہدیؑ کے متعلق روایات موجود ہیں؟**

**جواب:** یہ ایک حقیقت ہے کہ مہدی مدعودؑ کے عقیدہ کا شیعہ امامیہ میں زیادہ پرتو دکھائی دیتا ہے اوراس سلسلہ کی روایات کی تعداد ایک ہزار سے بھی کچھ زیادہ ہے مگر کتب اہل سنت بھی اس ذکرِ خیر سے خالی نہیں ہیں۔ محققین کا بیان ہے کہ کتب اہل سنت میں امام مہدیؑ کے متعلق دوسو سے زیادہ احادیث منقول ہیں۔

بنی امیہ و بنی عباس کے دور کے محدثین عام طور پر حکومت وقت کے زیر اثر تھے اسی لیے وہ ولایت و امامت کی روایات کو زیادہ نقل نہیں کر سکتے تھے۔ مگر اس کے باوجود کتب اہل سنت میں امام مہدیؑ کے متعلق بہت سی روایات موجود ہیں جن میں سے بطور نمونہ ہم چند احادیث کو یہاں نقل کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں۔

۱) حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ خطبہ دے رہے تھے اور آپ نے اپنی گفتگو کے دوران آئندہ کے واقعات بیان فرمائے اور آپ نے فرمایا:

''اگر زمانہ کی عمر میں سے صرف ایک دن بھی باقی ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کردے گا اور میری اولاد میں سے ایک شخص کو بھیجے گا جو کہ میرا ہم نام ہوگا۔''

سلمانؓ نے عرض کیا: وہ آپ کے کس فرزند سے ہوگا؟

آنحضرتؐ نے فرمایا: میرے اِس بیٹے کی نسل سے ہوگا۔ یہ کہہ آپ نے امام حسینؑ کی پشت پر ہاتھ مارا۔ (۲۲)

۲) عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ پیغمبر اکرم ﷺ نے فرمایا:

اگر زمانے کے خاتمہ میں ایک دن ہی باقی بچا ہو تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا لمبا کردے گا کہ اس میں میری امت اور میرے اہلبیت میں سے ایک شخص کو مبعوث کرے گا جو کہ میرا ہم نام ہوگا اور ظلم و جور سے بھرے زمانے کو عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ (۲۳)

۳)اور اسی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مہدیؑ میری عترت سے ہوگا اور وہ اولاد فاطمہؑ میں سے ہوگا (۲۴)

۴)ابوسعید خدری نے رسول اکرم ﷺ سے روایت کی۔آپ نے فرمایا:

آخری زمانہ میں سلطان کی طرف سے میری امت پر اتنی سختی نازل ہوگی کہ ایسی سختی پہلے کسی نے نہ سنی ہوگی اور زمین اپنی فراخی کے باوجود میری امت پر تنگ ہو جائے گی۔ اس وقت زمین ظلم وجور سے بھر جائے گی۔اہل ایمان کو ظلم وستم سے بچنے کے لئے کوئی پناہ گاہ دکھائی نہ دے گی۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ میرے خاندان سے ایک مرد کو بھیجے گا تاکہ ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر سکے۔آسمان وزمین کے تمام رہنے والے اس سے راضی ہوں گے۔زمین اپنی تمام نباتات اس کے لئے اگائے گی اور آسمان پے در پے بارشیں برسائے گا اور حالت یہ ہوگی کہ مردے بھی دوبارہ زندگی کی خواہش کرنے لگیں گے۔وہ لوگوں میں سات یا نو سال تک حکومت کریگا۔(۲۵)

۵)آنحضرت ﷺ سے منقول ہے آپ نے فرمایا:

ہمارا مہدیؑ بلند پیشانی اور باریک ناک رکھنے والا ہوگا۔وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔وہ سات سال تک حکومت کرے گا۔(۲۶)

۶)ابن عباسؓ نے رسول خداؐ سے روایت کی۔آپ نے فرمایا۔

مہدی اہل جنت کا طاوس ہے۔(۲۷)

**سوال:۶: تاریخ میں مدّعیانِ مہدویت کون رہے ہیں؟**

جواب۔اسلامی عقائد میں مسئلہ مہدیؑ ایک مسلّم الثبوت مسئلہ ہے اور مصلح غیبی کی آمد پر جملہ عالم اسلام کا اتفاق رہا ہے۔یہی وجہ ہے کہ تاریخ میں ایسے کئی افراد کا ذکر دکھائی دیتا ہے جنہوں نے مسلمانوں کے عقیدہ سے سوء استفادہ کرتے ہوئے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا

تھا۔ان میں بعض ایسے اصلاح پسند افراد بھی تھے جنہوں نے اپنے متعلق کبھی مہدیؑ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن لوگوں نے اپنی عقیدت کے تحت انہیں مہدیؑ موعود کہا۔

تاریخ کے اوراق میں مہدیؑ ہونے کے دعویدار افراد حسب ذیل تھے۔

۱)ابواسحاق ابوعبیدہ ثقفی (۲۸):

جس نے امام حسینؑ کے خون کے انتقام کے لئے قیام کیا تھا اور ابراہیم بن مالک اشتر کی مدد سے کامیابی حاصل کی تھی اور اس نے حضرت علیؑ کے چوتھے فرزند محمد حنفیہؓ کو جو کہ قبہ زمزم میں ابن زبیر کی قید میں تھے، انہیں اپنے فوجی دستہ کے ذریعہ سے نجات دلائی تھی اوران کے بعد اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔وہ محمد حنفیہؓ کو امام مانتا تھا۔

محمد حنفیہؓ کی وفات کے بعد کئی مسالک منظر عام پر آئے۔ابواسحاق ۶۷ھ میں مصعب بن زبیر کے ہاتھوں قتل ہوا۔شہرستانی نے اس کے متعلق لکھا ہے کہ وہ کیسانی المذہب تھا۔پھر زبیری بنا اس کے بعد شیعہ ہوا تھا۔

۲)کیخسرو (ایرانی بادشاہ)

فردوسی لکھتے ہیں کہ جب کیخسرو نے جہان کو دشمنوں سے پاک کیا تو اس نے بادشاہی چھوڑ کر اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کر دیا۔اس نے خدا سے درخواست کی تھی کہ وہ اسے زمین سے اٹھالے۔پھر اس نے حکومت ''لہراسپ'' کے حوالے کی اور خود نیک طینت افسروں کو ساتھ لے کر پہاڑ کی جانب چلا گیا۔اس کے پیروکاروں کا خیال ہے کہ وہ زندہ ہے اور ایک دن ظہور کرے گا۔

اسکے متعلق فردوسی لکھتے ہیں:

خرد مند ازاین کار خندان شود

که زنده کسی پیش یزدان شود

عقل مندایسے کام سے خوش ہوتا ہے کیونکہ زندہ وہی ہے جو خدا کے سامنے ہو

**۳۔محمد حنفیہؒ** کو مہدی تسلیم کرنے والوں میں میں مزدکیہ، حارثیہ، ہاشمیہ، خرمیہ اور کیسانیہ نامی فرقے پیدا ہوئے اور انہوں نے بہت سی خرافات کو اپنے عقائد میں شامل کیا۔ چنانچہ مسعودی نے مروج الذہب اور ابن خلکان نے وفیات الاعیان اور شہرستانی نے الملل والنحل (ص۱۱۲) میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

**۴) ابوالحسن زید بن علی زین العابدین** بہت بڑے عابد وزاہد انسان تھے اور وہ اموی خلفاء کو باطل پر سمجھتے تھے اسی لیے انہوں نے ان کے خلاف قیام کیا اور کوفہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں چار ہزار افراد نے ان کی بیعت کی اور انہوں نے اس وقت کے حاکم عراق یوسف بن عمر سے جنگ کی۔ جنگ میں آپ شہید ہوئے۔ آپ کے ساتھیوں نے آپ کی لاش کو دفن کیا مگر اموی خلیفہ ہشام کے حکم سے آپ کی قبر کھودی گئی اور آپ کے جسم کو برہنہ کر کے صلیب پر لٹکا دیا گیا۔ ہشام کی موت کے بعد ولید بن عبدالملک نے حکم دیا کہ سالہا سال سے صلیب پر لٹکتی ہوئی ان کی لاش کو اتار کر نذرِ آتش کیا جائے۔ چنانچہ آپ کی لاش کو صلیب سے اتار کر نذر آتش کیا گیا اور آپ کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیا گیا۔

یہ واقعہ ۱۲۱ھ یا ۱۲۲ھ ہجری میں پیش آیا۔

زید شہید کے پیروکار، ان کے فرزند یحیٰی کے گرد جمع ہوئے۔ چنانچہ یحیٰی نے خراسان میں قیام کیا اور جوز جان میں شہید ہوئے۔ ان کی شہادت کے بعد ان کے پیروکار مختلف فرقوں میں تقسیم ہو گئے جن میں سے رافضیہ اور زیدیہ مشہور فرقے ہیں جو کہ حضرت زید شہید کی مہدویت کے قائل ہیں اور ان کے ظہور کے منتظر ہیں۔

**۵) ابوالعباس سفاح (بنی عباس کا پہلا خلیفہ)**

اس کے ایک جد اعلیٰ نے محمد حنفیہؒ کے فرزند ابو ہاشم سے ۹۸ھ میں ملاقات کی

چونکہ ہاشم کا کوئی فرزند نہ تھا ان کی وفات کے بعد اس نے دعویٰ کیا کہ ابو ہاشم نے محمد بن عباس کو اپنا وصی اور جانشین مقرر کیا تھا۔ پھر اس کے مرنے کے بعد اس نے اپنے بیٹے ابراہیم کو اپنا وصی مقرر کیا۔ وہ ایک مرد دلیر وشجاع تھا پھر ایک طویل جدوجہد کے بعد عنانِ حکومت اموی خاندان سے نکل کر عباسی خاندان میں منتقل ہوئی۔ لوگوں نے ۱۰۴ھ میں اس کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اسے مسجد میں لایا گیا جہاں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اس کے ساتھ نماز پڑھی گئی اس کے چاہنے والوں نے اسے ''مہدی'' کا لقب دیا۔

۶) ابومسلم خراسانی:

اسے امین آلِ محمدؐ بھی کہا جاتا تھا۔ شجاع، دلیر اور معاملہ فہم افراد میں تھا۔ کوفہ اس کی جائے پیدائش تھا (۲۹) عباسیوں کے حامیوں سے اس کی ملاقات ۱۲۷ھ میں ہوئی اور انہوں نے (اپنی تحریک کو آگے بڑھانے کے لئے) اس کو پسند کیا۔ ابوالعباس اس کو سیاہ پوش کہتا تھا۔ خلیفہ سفاح کے ذریعہ سے ہی ۱۳۷ھ میں قتل ہوا۔ اس کے مفصل حالات اکثر مورخین نے خلافت کے امویوں سے عباسیوں میں منتقل ہونے کے دوران لکھے ہیں۔

۷) ابن مقنع:

اس کا نام ہشام بن حکیم تھا اس کے والد کا تعلق علاقہ بلخ سے تھا اور وہ ہمیشہ اپنے منحوس چہرے پر زربفت کا نقاب چڑھائے رہتا تھا اسی لیے اسے ''مقنع'' کہا گیا۔ وہ ایک آنکھ سے نابینا تھا وہ نادر علوم جیسے شعبدہ، نیرنگ، طلسمات اور کیمیا کا ماہر تھا۔ ۱۴۰ھ میں امیر خراسان عبدالجبار کا وزیر مقرر ہوا۔ بعدازاں اس نے ''مرو'' میں پیغمبری کا دعوی کیا اور ۱۶۳ھ تک چودہ سال عیش وآرام کی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس نے اپنے مبلغین کو اطراف وجوانب میں روانہ کیا۔ آخر کار جب حکومت نے اس کے خلاف کاروائی کی تو اس نے اپنے آپ کو ایک تنور میں جلا ڈالا جہاں اس کا نام ونشان تک ختم ہوگیا۔ اس کے پیروکار اسے زندہ

مانتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہ آسمان پر چلا گیا اور ایک دن ظہور کرے گا۔

**۸) ابو محمد عبداللہ مہدی:**

افریقہ میں یہ یہودیوں سے ساز باز رکھتا تھا۔ ابتدا میں وہ بڑا عابد و زاہد شخص تھا۔ یہ خلیفہ مکتفی عباسی کا ہم عصر تھا۔ اس نے حکومت کے خلاف کئی جنگیں لڑیں۔ سنہ ۲۸۰ھ میں اس نے اپنے مبلغین کو مغرب و افریقا کی طرف روانہ کیا اور خود یمن چلا گیا جہاں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا، اپنے آپ کو ''القائم'' کے لقب سے ملقب کیا اور سکوں پر ''حجۃ اللہ'' کے الفاظ لکھوائے۔ سنہ ۲۹۷ھ بروز جمعہ اس نے مہدی ہونے کا اعلان کیا اور اپنے آپ کو امیر المومنین کا لقب دیا۔ ایک طویل عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد آخر کار سنہ ۳۴۴ھ کو اس کی وفات ہوئی۔ افریقہ میں یہ بہت اہمیت اختیار کر گیا تھا اور اس کے پیروکار کی بڑی تعداد ہو گئی تھی۔

**۹) حاکم بامر اللہ:**

سنہ ۳۸۶ھ کو گیارہ برس کی عمر میں خلیفہ مقرر ہوا۔ اس نے عجیب و غریب احکام جاری کئے تھے۔ مثلاً اس نے ایک حکم یہ جاری کیا کہ تمام مساجد اور عوامی مقامات کے درو دیوار پر خلفاء وصحابہ کے لئے گالیاں لکھی جائیں۔ اس نے ایک ''طُرفہ'' حکم یہ بھی جاری کیا کہ عورتیں کسی بھی ضرورت کے لیے اپنے گھر سے باہر قدم نہ رکھیں بلکہ خریداری کے لئے ضرورت کے مطابق رقم لیکر گھر کے پھاٹک پر آئیں پھر پھاوڑہ کی مانند ایک دستہ دار برتن میں مطلوبہ سامان رکھ کر گھر میں داخل کیا جائے اگر سامان عورتوں کی خواہش کے مطابق ہو تو ان کے سامنے چھوڑ دیا جائے۔ اس نے موچیوں کو عورتوں کے جوتے سینے سے منع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کی مملکت میں پورے سات سال تک کسی عورت نے گھر سے باہر قدم نہ نکالا۔ پھر وہ مصر گیا تو راستہ میں ہی لاپتہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد اس کے خون آلودہ کپڑے

لوگوں کو راستہ میں پڑے ہوئے ملے۔اس کے پیروکاروں کا عقیدہ ہے کہ وہ آسمان پر چلا گیا۔اس نے ابتدا میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تھا لیکن بعد میں اس نے خدائی کا دعویٰ کر دیا تھا۔

۱۰)ابوعبداللہ مغربی:

یہ ۴۸۵ھ کو پیدا ہوا اور اس نے ۵۲۲ھ کو مراکش میں مہدویت کا دعوی کیا۔ اس نے کافی پیروکار بنا لیے تھے۔اس کی حکومت کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں آخر کار ۵۲۴ھ کو اس نے وفات پائی۔

۱۱)مہدی سوڈانی:

وہ ۱۸۴۸ء کو پیدا ہوا اور ۱۸۸۵ء کو انگریز فوج کے ہاتھوں قتل ہوا۔ بنیادی طور پر وہ حریت پسند رہنما تھا۔اس نے غیر ملکی آقاؤں کے خلاف بہت سی خونریز جنگیں لڑی تھیں۔اس نے ۱۸۸۱ء میں تصوف قبول کرنے کا اعلان کیا اور اس کے ساتھ ہی مہدی ہونے کا بھی اعلان کر دیا۔اس نے خرطوم شہر کے علاوہ اپنے شہر سوڈان کا کافی علاقہ غیر ملکی فوجوں سے آزاد کرایا تھا اس نے اپنے چار جانشین نامزد کیے تھے۔(۳۰)

۱۲)عباس الریفی:

اس کا تعلق مراکش کے دیہاتی علاقے سے تھا۔اس نے ۶۹۰ھ اور ۷۰۰ھ کے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اور عظیم فتنہ برپا کیا تھا۔

۱۳)ایک پہاڑی باشندہ ''الرجل الجبلی''

اس کا نام عبداللہ تھا اور اس نے علاقہ جبل میں خروج کیا۔تین ہزار افراد نے اس کے ہاتھوں پر بیعت کی تھی اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اور ۷۱ھ میں خروج کیا تھا۔

۱۴) توزری:

وہ تیونس کے علاقہ ''توزر'' کا رہنے والا تھا اور جب ''طائفہ مدینیہ'' کی حکومت تھی تو اس نے حکومت کے خلاف خروج کیا اور دعوی مہدویت کیا اس نے ''قلعہ ماسا'' پر جو کہ محکم ترین قلعہ تھا قبضہ کر لیا۔ آخر کار ''مصامدہ'' کے ہاتھوں قتل ہوا۔ جیسا کہ ''شکیب ارسلان'' نے اپنی کتاب ''المحاظرات'' میں تذکرہ کیا ہے۔

۱۵) طرابلسی:

اس نے طرابلس میں خروج کیا تھا اور فرانسیسی بادشاہ نپولین بونا پارٹ نے دمنھور اور رشید کے درمیان اس سے جنگ کی تھی جس میں وہ قتل ہوا تھا۔ (شکیب ارسلان)۔

۱۶) سید محمد جون پوری:

یہ شخص جون پور ہندوستان میں ۸۴۷ ھ میں پیدا ہوا ۹۱۰ ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کے والد کا نام سید خان اویسی تھا اور والدہ کا نام بی بی اخاملک تھا۔ اس نے ۹۰۱ ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اور ہزاروں افراد نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی جن میں دانا پور کا حاکم سلطان حسین بھی شامل تھا۔ سید محمد جونپوری نے بہت سی کتابیں لکھی تھی جن میں شواھد الولایۃ، مطلع الولایۃ، تزکرۃ الصالحین اور بار امانت کافی مشہور ہیں۔ میں (مؤلف) نے ان کتابوں کا مطالعہ کیا ہے اور مطالعہ کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وہ چالاک قسم کا انسان تھا۔ اس کے ماننے والوں کو ''جو پنوریہ'' کہا جاتا ہے اور اس فرقہ کے لوگ آج بھی سندھ، گجرات اور بریلی میں پائے جاتے ہیں اور وہ سید محمد جون پوری کو امام مہدی (عج) تسلیم کرتے ہیں جب کہ کچھ محققین اُس کی سیادت سے بھی انکار کرتے ہیں۔

**۱۷) سید محمد مشہدی:**

یہ مشہد مقدس کا رہائشی تھا۔سلطان ہند ''فرخ سیر'' کے زمانہ میں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔سلطان نے اس بیعت کی تھی اور جب اسے کچھ مزید کامیابی حاصل ہوئی تو اس نے ''خفشانی'' کے نام سے نیا مذہب ایجاد کیا اور وحی و نبوت کا دعویٰ کر دیا۔اس نے کچھ کتابیں بھی لکھی تھیں جو کہ مہمل اور بے معنی الفاظ پر مبنی ہیں۔اس کی مشہور کتاب ''قوزہ مقدسہ'' ہے۔حقیر نے اسکی کتابیں پڑھی ہیں جن سے اس کے عقائد ظاہر ہوتے ہیں۔وہ یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میں سقط شدہ بچہ محسن ہوں اور میری والدہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا ہیں۔

اس نے اپنے پیروکاروں کے لئے ایک نماز بھی تشکیل دی تھی جس میں چھ اطراف کی جانب کچھ کلمات کہنے پڑتے ہیں۔یعنی چند کلمے آسمان کی طرف رخ کر کے، چند کلمے زمین کی طرف اور پاؤں کے نیچے نظر کر کے ادا کئے جاتے ہیں۔اس جماعت کی اپنی کچھ عیدیں بھی ہیں جن میں سے اہم عید کا نام ''عید الجشن'' ہے اور یہ عید ماہ ذی الحجہ کی سات تاریخ کو منائی جاتی ہے۔

**۱۸) موسیٰ کُردی:**

یہ کردستان کا ایک کرد تھا اس نے شاہ خدابندہ کے دور میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔خدابندہ نے اسے قتل کرا دیا تھا۔

**۱۹) ابوالکرم دارانی:**

اس نے بخارا میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔اور حکومت کے خلاف خروج کیا تھا اس نے بخارا میں رہنے والے تمام یہودی اور عیسائیوں کے قتل عام کا حکم جاری کیا۔اس کے حکم پر تمام یہودیوں اور عیسائیوں کو لوگوں نے تہ تیغ کر دیا اور ان کے گھروں کو لوٹ

لیا۔اسکے پیروکاروں کی تعداد ساٹھ ہزار افراد پر مشتمل تھی ۔ بعد ازاں منگول بادشاہ ''جرماغون'' نے اس سے جنگ کی جس کی وجہ سے وہ اپنے ساتھیوں سمیت قتل ہوا۔ وہ اعلیٰ درجہ کا شعبدہ باز تھا اور وہ بہت سے مخفی علوم کا ماہر تھا۔

**۲۰۔شیخ علائی:**

وہ ابتداء میں شیخ سلیم عارف کا نائب تھا بعدازاں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ہندوستان کا شہر ''بیانہ'' اس کا مسکن تھا اس نے ۹۵۵ھ میں وفات پائی۔

**۲۱۔عبداللہ عجمی:**

اس نے ۲۶ ماہ رمضان بروز جمعہ ۱۰۸۱ھ کو مسجد الحرام میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اور قتل ہو گیا۔

**۲۲۔بنگالی:**

یہ ہندوستانی بنگال میں رہائش پذیر تھا۔اس نے ماہ رجب ۱۲۰۳ھ کو مسجد الحرام میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔شریف مکہ کے حکم سے اسے قتل کر دیا گیا۔

**۲۳) محمد بن احمد سوڈانی:**

اس نے ۱۲۹۹ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔خدیو مصر نے اسے قتل کیا تھا تاریخ میں اس کے حالات بڑے مشہور ہیں۔

**۲۴) شیخ سعید یمانی ملقب بہ فقیہ:**

اس نے ۱۲۵۶ھ کو یمن میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔یمن کے امام الهادی نے اسے قتل کروادیا۔

**۲۵) سید محمد بن علی بن احمد ادریسی:**

اس نے ۱۳۲۳ھ میں ''صبیا'' کے مقام پر مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔شیخ

عبدالواسع نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن میں نے ذاتی طور پر جو کچھ معلوم کیا تو اس سے پتہ چلا کہ اس نے مہدویت کا کبھی دعویٰ کبھی نہیں کیا تھا البتہ عوام الناس نے اپنی عقیدت کے تحت اسے مہدی موعود سمجھ لیا تھا۔

**۲۶) شیخ شمس الدین محمد الفریانی بن احمد المغربی:**

اس نے مراکش کے مغربی علاقہ ''جبال حمیدہ'' میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اسے ''فریانی'' کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اس کا تعلق مراکش کے علاقہ ''فریانہ'' سے تھا۔ اس نے ۸۲۴ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔

**۲۷) شیخ مغربی:**

اس نے ۹۵۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ شعرانی بھی اس سے ملاقات کی تھی اور اس سے اپنی ملاقات کا احوال اپنی کتاب لطائف میں بیان کیا ہے۔

**۲۸) مردِ مصری:**

یہ ایک مصری باشندہ تھا اس نے خاندان ایوبیہ کے بادشاہ ''ملک الکاول'' کے دور اقتدار میں مہدویت کا دعوی کیا تھا بادشاہ نے اسے مراکش جلاوطن کردیا تھا۔ چنانچہ اسے وہاں قتل کیا گیا اور اس کے سر کو دروازہ پر نصب کیا گیا۔

**۲۹) محمد بن عبداللہ، المعروف نفس زکیہ:**

اگرچہ انھوں نے خود تو مہدویت کا دعوی نہیں کیا تھا لیکن ان کے پیروکاروں نے کہا کہ حدیث نبوی میں ہے مہدی میرے ہم نام ہوگا اور اسکا والد میرے والد کا ہم نام ہوگا۔ چنانچہ اس حدیث کے تحت یہی مہدی موعود ہیں۔ ان کے متعلق اسی کتاب میں مزید وضاحت کی جائے گی۔

۳۰) محمد قرمانی:

اس کا اصلی نام بابا اسحاق تھا اور اس کا تعلق جماعت صوفیہ سے تھا۔ اس نے ۶۳۷ھ میں آل عثمان کے سلطان سلیمان قانونی کے عہد حکومت میں ''اناطولی'' شہر میں مہدویت کا دعوی کیا تھا۔ اس نے بہت سے لوگوں کا قتل کیا اور بہت سے لوگوں کے گھروں کو لوٹا اور بہت سے علاقے پر تصرف حاصل کیا۔ آخرکار ''قونیہ'' کے امیر کیخسرو نے اسے قتل کیا۔

۳۱) مرزا غلام احمد قادیانی:

(یہ ہندوستان میں انگریز استعمار کا ایجنٹ تھا) اس نے مہدویت کا دعوی کرتے ہوئے کہا کہ عالمِ اسلام کو جس مہدی برحق کا انتظار ہے وہ مہدی میں ہوں اور اس کے ساتھ اس نے یہ دعوی بھی کیا کہ عیسائیوں کو جس مسیح موعود کا انتظار ہے وہ بھی میں ہی ہوں اور یہودیوں سے کہا کہ میں نبی آخرالزمان ہوں۔ بہت سے لوگوں نے اس کے دعوے کو قبول کیا۔ اس نے بہت سی کتابیں لکھی تھیں جن میں سے ایک کتاب کا نام ''حمامۃ البشریٰ'' ہے یہ کتاب مسئلہ امامت پر لکھی گئی ہے۔ علمائے ہند نے اس کی کتابوں کے جوابات دیئے ہیں۔ (ماضی قریب میں حکومت پاکستان نے اس کے پیروکاروں کو کافر قرار دیا ہے)۔

۳۲) مرزا طاہر۔ المعروف حکاک (نگینہ ساز)

یہ اصفہان کا رہائشی تھا اور مذہب شیخیہ کے سربراہ سید کاظم رشتی کا شاگرد تھا۔ وہ اصفہان میں نگینہ سازی کا کام کیا کرتا تھا پھر وہ تہران چلا گیا اور وہاں سے استنبول چلا گیا۔ وہ خط نسخ کا ماہر تھا۔ وہاں مسجد ایا صوفیہ میں خطاطی اور نگینہ سازی کا کام کرتا تھا۔ اس وقت ایران میں ناصر شاہ قاچار اور ترکی میں عبد الحمید عثمانی کی حکومت تھی۔ اس نے دونوں سلاطین کو خطوط لکھ کر اپنا تعارف کرایا اور لکھا کہ مجھے تمام انبیاء نے مبعوث کیا ہے۔ اس نے

اپنے کچھ پیروکار بنا لیے پھر اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ ۱۳۰۰ھ میں زہر کے ذریعے اسے ہلاک کیا گیا اسکے پیروکاروں کو "طاہریہ" کہا جاتا ہے۔

**۳۳) شیخ مہدی قزوینی مقیم کربلا**

یہ بھی سید محمد کاظم کے رشتی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ وہ مخفی طور پر مہدویت کا دعوی دار تھا۔ اس کی کتاب سے اسکی وفات کے بعد لوگوں کو اس کے دعوے کا علم ہوا۔ اس نے اس موضوع پر کئی کتابیں تالیف کی تھیں۔

**۳۴) سید محمد گجراتی ہندی**

یہ ہندوستان کا ایک عالم و عارف تھا اور علامہ حلی کا ہم عصر تھا۔ وہ ادیب و عارف شخص تھا اس نے گجرات میں مہدویت کا دعوی کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد قتل ہو گیا تھا۔

**۳۵) سید محمد ہمدانی مقیم ہند**

یہ فرقہ شیخیہ کے بانی شیخ احمد احسائی کا شاگرد تھا۔ ہندوستان پہنچ کر اس نے پہلے تو شیخیت کی ترویج کی بعد ازاں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور ۱۲۷۷ھ کو وفات پائی۔

**۳۶) سید ولی اللہ اصفہانی متولد ہند مقیم شہر بمبئی**

یہ بھی فرقہ شیخیہ کے بانی شیخ احمد احسائی کا شاگرد تھا اور اس نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔

**۳۷) مرزا حسن ہمدانی**

یہ فرقہ شیخیہ کے مشہور مروج حاجی کریم خان کا شاگرد تھا۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد یہ ہندوستان گیا جہاں اس نے پہلے پہل تو حاجی کریم خان کے عقائد کا پرچار کیا بعد ازاں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔

۳۸)غلام رضا شاہ۔المعروف مرکّب ساز ۔

اس نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا تھا ۱۳۴۰ھ کو اس نے وفات پائی وہ شاعری کیا کرتا تھا اس کا ایک دیوان بھی ہے جو کہ اہل نظر کے نزدیک کوئی قدر قیمت نہیں رکھتا۔

۳۹)سید علی شاہ ہندی

یہ صاحب ریاضت و معرفت ہندوستانی تھا۔اس نے برس ہا برس امیر المومنین کے حرم مطہر میں بسر کیے تھے۔وہ نجف اشرف میں ہمیشہ سر و پا برہنہ رہا کرتا تھا۔بعد ازاں اس نے مہدویت کا دعویٰ کیا اور کئی ارادت مند بھی پیدا کر لئے۔ ۱۳۴۲ھ کے لگ بھگ وفات پائی۔

۴۰)ہاشم شاہ نور بخش

یہ کشمیر میں رہائش پذیر تھا اس کی وفات ۱۲۰۵ھ میں ہوئی۔

۴۱)شیخ عبدالقدیر بخاری

اس نے ۹۰۰ھ میں بخارا میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔امیر بخارا نے اسے قتل کرا دیا تھا۔

۴۲)مرزا بلخی

بلخ کے بزرگ علماء میں اس کا شمار ہوتا تھا۔اس نے ۸۹۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔کچھ عرصہ بعد اسے قتل کر دیا گیا۔اس نے اپنے آثار میں ایک دیوان چھوڑا ہے جس میں اہل بیت طاہرین کی مدح و ثنا پائی جاتی ہے۔

۴۳)ملا عرشی کاشانی

اس کا وطن اصفہان تھا اس نے ۸۵۰ھ میں مہدویت کا دعویٰ کیا تھا اس نے مہدویت کے دعویٰ پر ہی قناعت نہیں کی تھی بلکہ اس نے نبوت کا دعویٰ بھی داغ دیا

تھا آخر کار ۸۸۰ھ میں قتل ہوا۔ بعض قلمی نسخوں میں لکھا ہے کہ لوگوں نے اس کی لاش کو بھی جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔

۴۴) سید علی موسوی

اس کا تعلق ہویزہ کے مشعشعی سادات کے گھرانے سے تھا اور اس نے ہندوستان میں اقامت اختیار کی تھی۔ اس نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس دعویٰ کے بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

۴۵) مرزا مشتاق علی شیرازی

یہ کریم خان زند کے عہد سلطنت کا فرد تھا۔ اس نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس نے اس موضوع پر کتاب بھی لکھی تھی۔

۴۶) بایزید ترکمانی

یہ ترکی کے شہر قونیہ میں رہائش پذیر تھا۔ یہ سلطان سلیمان قانونی کا معاصر تھا۔ اس نے بھی مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس نے قران مجید کے متعلق بھی کتابیں لکھی تھیں۔ آخر کار اسے قتل کر دیا گیا۔ (۳۱)

واضح رہے کہ مدعیان مہدویت صرف مذکورہ بالا افراد ہی نہیں تھے ان کے علاوہ سید علی محمد باب، میرزا یحییٰ ازل، حسین علی عبد البہاء اور یوسف خواجہ جیسے بہت سے افراد نے مہدویت کا دعویٰ کیا تھا۔ ان کے حالات متعلقہ کتابوں میں تفصیل سے بیان کئے گئے ہیں۔ ماضی قریب کے اکثر مہدویت کے دعویداروں کا تعلق استعماری قوتوں سے تھا اور یہ سب کے سب استعماریوں کے ایجنٹ تھے ان کی کمینگی اظہر من الشّمس ہے۔

امام جعفر صادقؑ کے بڑے فرزند کا نام حضرت اسماعیل تھا اور اسماعیلی فرقہ انہی کی طرف منسوب ہے۔ یہ فرقہ انہیں مہدی تسلیم کرتا ہے اور ان کا عقیدہ ہے کہ ان کی وفات

نہیں ہوئی۔ جب کہ اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنے والدؑ کی زندگی میں فوت ہو گئے تھے اور امام جعفر صادقؑ نے بار بار اپنے فوت شدہ فرزند کا چہرہ لوگوں کو دکھایا تھا تا کہ کوئی شخص ان کے متعلق کسی غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔

**سوال ۷: سب سے پہلے "مہدی موعودؑ" کسے کہا گیا؟**

**جواب:** جیسا کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں کہ مسئلہ مہدویت کے تحت ہمیں دو قسم کے افراد دکھائی دیتے ہیں کچھ افراد وہ ہیں جنہوں نے مہدیؑ ہونے کا دعویٰ کیا تھا اور کچھ افراد ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی زندگی میں کبھی بھی مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا مفاد پرستوں نے اپنے مفادات کے حصول کے لئے انہیں مہدی کہا۔ ایسے ہی افراد میں حضرت علیؑ کے فرزند محمد بن حنفیہؒ بھی شامل تھے اور شاید "مہدی موعودؑ" کے الفاظ کا اطلاق سب سے پہلے ان پر ہی کیا گیا تھا حالانکہ وہ اس پر راضی نہ تھے۔ فرقہ کیسانیہ کا عقیدہ تھا کہ آپ ہی مہدی موعود ہیں اور جب محمد بن حنفیہؒ کی وفات ہوئی تو فرقہ کیسانیہ کے افراد نے شور وغوغا کیا اور کہا کہ وہ ہرگز نہیں مرے اور وہ مدینہ کے قریب "کوہ رضویٰ" میں زندہ ہیں جہاں دو شیر اُن کی حفاظت کرتے ہیں۔ جب کہ حضرت محمد بن حنفیہؒ نے ۸۰ھ یا ۸۱ھ میں وفات پائی تھی اور انہیں قبرستان بقیع میں دفن کیا گیا تھا۔

**سوال ۸: امام زمانہ (عج) میں کون سے انبیاء کی مشابہت پائی جاتی ہے؟**

**جواب:** درج بالا سوال کے جواب کے لئے حسب ذیل دو روایات کافی ہیں۔

**۱) امام زین العابدینؑ نے فرمایا:**

ہمارے قائم میں کچھ انبیاء کے اوصاف موجود ہوں گے۔ ان میں ایک وصف آدمؑ کا، ایک وصف نوحؑ کا، ایک وصف حضرت ابراہیمؑ کا، ایک وصف موسیٰ کا، ایک وصف عیسیٰ کا، ایک وصف ایوبؑ کا اور ایک وصف حضرت محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین کا ہوگا۔

آدمؑ ونوحؑ کی طرح سے ان میں درازی عمر کا وصف ہوگا۔ ابراہیمؑ کی ہی طرح سے ان میں پوشیدہ ولادت کا وصف ہوگا اور ابراہیم کی طرح سے وہ لوگوں سے دوری اختیار کریں گے، موسیٰ کی طرح سے ان میں بھی لوگوں سے خائف ہو کر ان سے دوری اختیار کرنے کا وصف ہوگا۔ عیسیٰؑ کے متعلق جس طرح سے لوگوں میں اختلاف ہے یہ وصف قائم میں بھی موجود ہوگا۔ جس طرح ایوبؑ کو آزمائش کے بعد فراخی نصیب ہوئی تھی یہ وصف قائم میں موجود ہوگا اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تلوار سے قیام کرنے کا وصف بھی ان میں موجود ہوگا۔ (۳۲)

۲) محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں امام محمد باقرؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تا کہ ان سے قائمؑ کے متعلق کچھ پوچھوں۔ لیکن میرے سوال سے قبل آپ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا:

محمد بن مسلم! قائم آل محمدؑ میں پانچ انبیاء کی مشابہتیں پائی جائیں گی ان میں یونسؑ بن متی، یوسفؑ بن یعقوبؑ، موسیٰ بن عمران، عیسیٰؑ بن مریمؑ اور محمد مصطفیٰ صلوات اللہ علیہم اجمعین کی مشابہتیں پائی جائیں گی۔

وہ یونسؑ کی طرح غیبت اختیار کریں گے۔ جس طرح یونسؑ ایک طویل عرصہ تک قوم سے دور چلے گئے تھے اور پھر اپنی قوم کے پاس آئے تھے اسی طرح سے قائم آل محمدؑ بھی قوم سے دور چلے جائیں گے اور ایک عرصہ بعد ایک جوان کی شکل وصورت میں قوم کے پاس تشریف لائیں گے۔

وہ یوسفؑ بن یعقوبؑ کی شبیہ ہوں گے جس طرح سے یوسفؑ اپنے والد اور بھائیوں سے جدا ہو گئے تھے اور انہیں بھائی تک نہ پہچان سکے تھے۔ حالانکہ کنعان اور مصر میں کوئی بہت بڑا فاصلہ بھی نہیں تھا۔ اس طرح سے قائم آل محمدؑ عوام وخواص سے دوری

اختیار کریں گے اور جب تک آپ خود نہ چاہیں گے اس وقت تک کوئی انہیں پہچان نہیں سکے گا۔

ان میں موسیٰؑ کی مشابہت پائی جائے گی جس طرح سے موسیٰؑ کی پیدائش مخفی رکھی گئی تھی اور وہ لوگوں کے خوف سے ایک طویل عرصہ کے لئے اہل مصر سے دور چلے گئے تھے۔اسی طرح سے قائمؑ کی پیدائش مخفی رہے گی۔اور وہ موسیٰؑ طرح لوگوں سے دور چلے جائیں گے۔

جس طرح سے عیسیٰؑ کے متعلق لوگوں میں اختلاف ہوا یہ مشابہت قائم آل محمدؐ میں بھی پائی جائے گی ان کے متعلق بھی لوگ اختلاف کریں گے۔کچھ کہیں گے کہ وہ تو ابھی تک پیدا ہی نہیں ہوئے، کچھ کہیں گے کہ وہ مر چکے ہیں۔حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بھی لوگوں نے اختلاف کیا تھا کسی نے کہا کہ وہ صلیب پر مر گئے تھے، کسی نے کہا کہ وہ زندہ ہیں۔

ان میں انکے نانا حضرت رسول خداؐ کی مشابہت بھی پائی جائے گی۔جس طرح آنحضرتؐ نے تلوار سے جہاد کیا اس طرح سے وہ بھی تلوار اُٹھا کر جنگ کریں گے اور جابروں اور ستم گروں کو تلوار کے ذریعے جھکنے پر مجبور کریں گے۔

ان علائم ظہور میں شام سے سفیانی اور یمن سے ایک یمنی کا خروج شامل ہے۔ رمضان المبارک میں آسمانی صدا سنی جائے گی اور ایک منادی ان کا اور ان کے والد کا نام لے کر صدا دے گا۔(۳۳)

# فصل دوئم

## امام مہدیؑ از ولادت تا غیبت

سوال ۹: امام مہدیؑ کی زندگی کی مختصر تاریخ کیا ہے؟

جواب: آپ کا نام امام محمد (ع)۔

مشہور القاب: مہدی موعود، ولی عصر، صاحب الزمان، قائم، منتظر، حجۃ اللہ، منتقم۔۔۔۔

کنیت: ابوالقاسم، ابوعبداللہ (ع)

والدین کا نام: امام حسن عسکریؑ۔ حضرت نرجس خاتون۔

وقت اور مقام پیدائش: پندرہ شعبان ۲۵۵ھ یا ۲۵۶ھ ہجری کو سامرا شہر میں پیدا ہوئے اور پانچ برس تک اپنے والد بزرگوار کے زیر نگرانی مخفیانہ پرورش پائی۔

مدت غیبتِ صغریٰ:

امام حسن عسکریؑ کی شہادت کے بعد عہدہ امامت پر فائز ہوئے اور اس تاریخ کو ہی ۲۶۰ھ میں آپ نے غیبت صغریٰ اختیار کی اور آپ کی یہ غیبت تقریباً ستر سال تک جاری رہی۔ جب ۳۲۹ھ میں آپ کے نامزد کردہ چوتھے نائب کی وفات ہوئی تو اس وقت سے غیبت صغریٰ کے دور کا خاتمہ ہوگیا۔ اس دوران آپ کے نامزد کردہ چار جانشین آپ کے اور لوگوں کے درمیان واسطے کا کام دیتے رہے۔

غیبت کبریٰ:

۳۲۹ھ سے غیبت کبریٰ کا آغاز ہوا اور نیابت خاصہ کا خاتمہ ہوا اور اس کی جگہ

عمومی نیابت کا دروازہ کھول دیا گیا اور جب تک خدا کی مشیت ہوگی یہ غیبت جاری رہے گی۔ جب خدا چاہے گا تو آپ ظہور کریں گے اور دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

**سوال ۱۰: امام مہدیؑ کی پیدائش کا کیا ثبوت ہے کیا کسی نے آپ کو دیکھا بھی تھا؟**

**جواب:** سنی اور شیعہ مورخین نے آپ کی ولادت کا تذکرہ اتنی کثرت سے کیا ہے کہ آپ کی ولادت کے متعلق کوئی شک وشبہ باقی نہیں رہتا۔ آپ کی ولادت ایک مسلم الثبوت تاریخی واقعہ ہے۔ بطور نمونہ ہم ذیل میں دو بزرگ سنی علماء کی گواہی پیش کرتے ہیں۔

**۱) مشہور اہل سنت مورخ علی بن حسین مسعودی لکھتے ہیں:**

۲۶۰ھ میں ابو محمد حسن بن علی بن محمد بن علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہم السلام کی وفات ہوئی اس وقت معتمد عباسی کی خلافت کا زمانہ تھا اور وفات کے وقت ان کی عمر ۲۹ برس کی تھی اور وہ مہدیؑ منتظر کے والد تھے (۳۴)۔

**۲) شیخ سلیمان قندوزی لکھتے ہیں:**

ثقہ افراد کے ہاں معلوم و مُسَلَّم خبر یہ ہے کہ قائم علیہ السلام پندرہ شعبان کی شب ۲۵۵ھ کو سامرا شہر میں پیدا ہوئے۔ (۳۵)

بنی عباس کے خلفاء کو اس حقیقت کا علم تھا کہ امام حسن عسکری گیارہویں امام ہیں اور ان کا بیٹا بارہواں امام ہوگا اور اسی کے متعلق رسول اکرمؐ کی احادیث موجود ہیں کہ وہ زمانہ کو عدل وانصاف سے پر کرے گا اور فساد وگمراہی کے تمام سرچشمے بند کردے گا۔ اس لیے عباسی خلفاء کی شدید خواہش یہی تھی کہ کسی نہ کسی طرح سے اس خدائی نور کو بجھایا جائے۔ اسی لیے اللہ نے آپ کی ولادت کو بھی حضرت موسیٰؑ کی ولادت کی طرح مخفی رکھا اور آپ کے والد ماجد آپ کی مخفیانہ تربیت کرتے رہے۔ اسی لیے آپ کو زیادہ لوگوں نے نہیں دیکھا۔ البتہ امام حسن عسکریؑ نے اپنے خواص واصحاب میں بعض کو اپنے فرزند کی زیارت

کرائی تھی جن میں کچھ کے نام حسب ذیل ہیں۔

۱) حکیمہ خاتون: آپ امام محمد تقیؑ کی دختر اور امام علی نقیؑ کی ہمشیرہ اور امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی تھیں۔ امام زمانہؑ کی ولادت کے وقت آپ موجود تھیں۔ آپ نے امام زمانہ (عج) کی متعدد بار زیارت کی تھی۔ امام عسکریؑ کی دو کنیزوں نسیم اور ماریہ کا بیان ہے کہ امام مہدیؑ نے پیدا ہوتے ہی خاک پر سجدہ کیا اور انگشت شہادت آسمان کی جانب اٹھائی اور چھینک ماری اور کہا: الحمد لله رب العالمین وصل الله علی محمد واله (۳۶)

۲) ابو بصیر خادم نے بھی امام زمانہؑ کی زیارت کا شرف حاصل کیا تھا اس کا بیان ہے کہ میں صاحب زمان (عج) کے پاس گیا اس وقت آپ جھولے میں لیٹے ہوئے تھے۔ میں ان کے قریب گیا اور انہیں سلام کیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: مجھے پہچانتے ہو؟

میں نے عرض کیا۔ جی ہاں آپ میرے آقا ہیں اور میرے سردار حسن عسکریؑ کے فرزند ہیں۔۔۔۔۔

آپ نے فرمایا: اَنَا خَاتَمُ الْاَوْصِیَآءِ وَبِیْ یُرْفَعُ الْبَلَآءُ مِنْ اَھْلِیْ وَشِیْعَتِیْ۔ میں آخری وصی ہوں اور میرے ذریعے سے میرے خاندان اور شیعوں سے آزمائش اٹھائی جائے گی۔ (۳۷)

۳) سعد بن عبداللہ قمی کا بیان ہے کہ میں ایک جماعت کو ساتھ لے کر اور بہت سے خطوط لے کر سامرا شہر میں امام حسن عسکریؑ کی خدمت حاضر ہوا۔ تو وہاں ہم نے دیکھا کہ آپ کی دائیں جانب ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جو کہ چاند سے بھی زیادہ حسین تھا ہم نے پوچھا کہ یہ صاحبزادے کون ہیں؟ تو ہمیں بتایا گیا کہ یہ مہدی قائم آلِ محمدؐ ہیں (۳۸)۔

۴) ایک مرتبہ چالیس شیعوں کی جماعت گیارہویں امام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

انہوں نے آپ سے درخواست کی کہ آپ ہمیں اپنا جانشین دکھائیں ۔امام حسن عسکریؑ نے ان کی درخواست قبول کی اور ان کے سامنے اپنے فرزند کو لائے جو چاند کا ٹکڑا دکھائی دیتا تھا اور اپنے والد کی ہو بہو تصویر تھا۔آپ نے فرمایا:

میرے بعد میرا یہ فرزند تمہارا امام ہے اور میرا تم میں جانشین ہے۔اس کے فرمان کی اطاعت کرتے رہنا اور اس کی رہبری کے دائرہ سے خارج نہ ہونا ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور تمہارا دین تباہ ہو جائے گا اور تمہیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ آج کے بعد تم اسے دوبارہ نہیں دیکھ سکو گے بلکہ تم اسے بہت طویل عرصہ تک نہ دیکھ سکو گے اسی لئے تم اس کے نائب ''عثمان بن سعید'' کی اطاعت کرنا۔(۳۹)

۵)ابو سہل نوبختی کا بیان ہے کہ بیماری کی حالت میں امام حسن عسکریؑ کی خواہش تھی کہ ان کے بیٹے کو ان کے پاس لایا جائے ۔اس وقت امام مہدیؑ کا بچپنا تھا۔انہیں والد کی خدمت میں لایا گیا۔انہوں نے اپنے والد کو سلام کیا میں نے انہیں دیکھا وہ سرخ وسفید رنگت رکھنے والے تھے،انکے بال گھنگریالے تھے اور دانت کشادہ تھے۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے اپنے فرزند کو ''یَا سَیِّدَ اَھْلِ بَیْتِہٖ'' کہہ کر مخاطب کیا یعنی اے خاندان کے سردار۔

پھر امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند سے کہا کہ وہ انہیں دوائی پلانے میں مدد کریں۔بچے نے حکم کی تعمیل کی۔پھر انہوں نے اپنے والد کو وضو کرایا۔اس وقت امام حسن عسکریؑ نے ان سے کہا: میرے فرزند! تم ہی مہدیؑ ہو اور روئے زمین پر تم ہی حجت خدا ہو۔(۴۰)

سوال ۱۱: دشمنوں کی کثرت کے باوجود امام مہدی (عج) نے اپنے والد کے جنازے میں اپنا تعارف کیوں کرایا؟

جواب: امام حسن عسکریؑ نے اپنے فرزند کو عوام الناس کی نظروں سے چھپا کر رکھا تھا۔یہاں

تک کہ آٹھ ربیع الاول ۲۶۰ھ کو آپ کی وفات ہوئی امامؑ کا جنازہ اٹھا اور نماز جنازہ کے لیے کھلے میدان میں رکھا گیا اس وقت امام مہدیؑ کی امامت کا تقاضا یہ ہوا کہ آپ اپنے آپ کو لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اس میں امامت کی حسب ذیل مصلحتیں پوشیدہ تھیں۔

۱) اس عمل کی پہلی وجہ یہ تھی کہ معصوم کا جنازہ معصوم ہی پڑھاتا ہے اس لیے آپ کے لیے ضروری ہو گیا تھا کہ مجمع عام میں تشریف لائیں اور اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھائیں۔

۲) آپ نہیں چاہتے تھے کہ خلیفہ یا اس کا کوئی نمائندہ آ کر آپ کے والد مطہر کی نماز جنازہ پڑھا کر سلسلہ امامت کے خاتمے کا اعلان کرے اور اس کے ساتھ یہ دعویٰ بھی کرے کہ آئندہ سے شیعی مسلک امامت کے وارث عباسی خلفاء ہوں گے۔

۳) آپ نے اپنے والد کے جنازہ میں شریک ہو کر اور ان کی نماز جنازہ پڑھا کر اپنے ماننے والوں کو اندرونی انحراف سے بچایا کیونکہ آپ کا چچا جعفر بن علی نقی امامت کا دعویدار بننا چاہتا تھا اور وہ لوگوں کو یہ باور کرانا چاہتا تھا کہ میرے بھائی کے ہاں کوئی اولاد نہیں تھی اس لیے میں ان کی مسند امامت کا وارث ہوں۔

۴) آپ نے اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھا کر امامت حقہ اور ولایت اسلامیہ کے تسلسل کو قائم رکھا اور لوگوں کو بتایا کہ سلسلہ امامت گیارہویں امام پر اختتام پذیر نہیں ہوا بلکہ حدیث نبویؐ کے مطابق امت کے بارہ امام ہیں اور وہ بارہواں امام اس وقت بھی موجود ہے جو رسالت اسلامی اور ولایت دنیا و دین کا حامل ہے۔ (۴۱)

۵) آپ نے اپنے آپ کو منظر عام پر لا کر عباسیوں کو بھی عملی طور پر یہ پیغام دیا کہ وہ جس نور الٰہی کے بجھانے کے درپے ہیں وہ اپنی ان مذموم کوششوں میں ناکام ہو چکے ہیں اور مظلوموں کے خون کا وارث دنیا میں پیدا ہو چکا ہے جسے دنیا سے ظلم و جور کو ختم کر کے عدل

وانصاف قائم کرنا ہے۔

**سوال۱۲: امام زمانہ (عج) کب اور کن حالات میں پیدا ہوئے؟**

**جواب:** امام محمد تقیؑ کی دختر اور امام علی نقی علیہ السلام کی بہن اور امام حسن عسکریؑ کی پھوپھی حضرت حکیمہ خاتون نے امام زمانہؑ کی ولادت کی تفصیل یوں بیان فرمائی ہے۔''ابو محمد امام حسن عسکریؑ نے میرے پاس پیغام بھیجا کہ آپ میرے گھر تشریف لائیں اور ماہ شعبان کا روزہ میرے ہاں افطار کریں۔ میں ان کے گھر گئی تو آپ نے مجھ سے کہا کہ پھوپھی جان! آج رات آپ یہاں قیام کریں کیونکہ آج رات اللہ تعالیٰ اپنی حجت کو ظاہر کرے گا۔

میں نے کہا: بیٹا وہ مولود کس خاتون کے بطن سے پیدا ہوگا؟

میرے بھتیجے نے کہا وہ نرجس کے بطن سے پیدا ہوگا۔

میں نے غور سے نرجس کو دیکھا تو میں نے امام حسن عسکریؑ سے کہا کہ مجھے تو اس میں حمل کے آثار دکھائی نہیں دیتے۔ امام حسن عسکریؑ نے کہا: پھوپھی جان! ایسا ہی ہوگا جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ یہ سن کر میں بیٹھ گئی اتنے میں نرجس آئیں اور انہوں نے از راہ ادب میرا جوتا میرے پاؤں سے اتارنا چاہا اور کہا: مالکہ! آپ کا مزاج کیسا ہے؟

میں نے کہا: آج سے تم اس گھر کی مالکہ ہو۔ میری یہ بات سن کر نرجس نے تعجب سے کہا: بی بی! آپ یہ کیا کہہ رہی ہیں؟

میں نے کہا: آج رات خدا تجھے ایک بیٹا عطا کرے گا جو دنیا و آخرت کا سردار ہوگا۔

میری یہ بات سن کر نرجس شرما سی گئیں۔ بہر نوع میں نے روزہ افطار کیا اور نماز عشاء سے فارغ ہو کر بستر پر لیٹ گئی۔ جب آدھی رات گزری تو میں بستر سے اٹھی، نماز شب ادا کی اور تعقیبات کے بعد پھر سو گئی۔ کچھ دیر بعد نیند سے بیدار ہوئی تو اس وقت نرجس بھی بیدار ہوئیں اور انہوں نے نماز شب ادا کی۔

پھر میں کمرے سے باہر نکلی تا کہ دیکھوں کہ فجر طلوع ہوئی ہے یا نہیں۔ میں نے دیکھا کہ فجر اول طلوع ہو رہی تھی اور اس وقت نرجس سو رہی تھیں۔ اس وقت اس کا یہ حال دیکھ کر میں پریشان ہو گئی کہ حجت کا ابھی تک ظہور نہیں ہوا ہے۔ قریب تھا کہ میرے دل میں شک پیدا ہو کہ اچانک امام حسن عسکریؑ نے ساتھ والے کمرے سے آواز دے کر فرمایا: ''پھوپھی جان! جلد بازی نہ کریں وقت قریب آ چکا ہے۔''

یہ آواز سن کر میں بیٹھ گئی اور سورۂ الم سجدۂ اور سورۃ یسین پڑھنے لگی۔ میں تلاوت کر رہی تھی کہ اچانک نرجس پریشان ہو کر اٹھیں۔ منتھی الامال کی روایت کے مطابق حکیمہ فرماتی ہیں کہ میں نے نرجس کو سینے سے لگایا اور اس پر خدا کا نام پڑھا۔

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا کہ آپ اس پر سورۃ قدر پڑھ کر دم کریں میں نے نرجس سے پوچھا کہ تمہاری طبیعت کیسی ہے؟ اس نے کہا۔ جو کچھ آپ کے مولا نے فرمایا ہے وہ ظاہر ہو چکا ہے۔

یہ سن کر میں نے دوبارہ سورۃ قدر پڑھنی شروع کی۔ نرجس کے شکم میں موجود بچے نے بھی میرے ساتھ سورۃ قدر پڑھی جس سے میں ڈری۔

پھر میں نے نرجس کو تسلی دی اور کہا: اس وقت آپ کیا محسوس کر رہی ہو۔ نرجس نے کہا: میں بچے کی آمد کو محسوس کر رہی ہوں ۔ میں نے کہا: مضطرب ہونے کی کوئی ضرورت نہیں یہی بات میں نے رات کے پہلے حصے میں تم سے کہی تھی۔ اسی اثنا میں میرے اور نرجس کے درمیان ایک نورانی پردہ آویزاں ہو گیا۔ میں متوجہ ہوئی تو بچہ پیدا ہو چکا تھا میں نے کپڑا ہٹا کر نرجس کو دیکھا تو مجھے دکھائی دیا کہ نومولود نے اپنا سر سجدہ میں رکھا ہوا تھا اور ذکر خداوندی میں مصروف تھا۔

میں نے آگے بڑھ کر نومولود کو اٹھایا تو دیکھا وہ ہر طرح کی آلائش سے پاک

تھا۔اس وقت امام حسن عسکریؑ نے صدا دی اور کہا: پھوپھی جان ! بچے کو میرے پاس لائیں۔

میں نومولود کو ان کی خدمت میں لے گئی۔آپ نے اسے آغوش میں لٹایا، بچے کے ہاتھوں اور آنکھوں پر آپ نے ہاتھ پھیرا۔اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی۔اس کے بعد آپ نے فرمایا: فرزند! کچھ تو بولو۔اس وقت بچے نے کہا: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ اس کے بعد نومولود نے امیر المومنینؑ اور دوسرے ائمہ کی امامت کی گواہی دی۔جب وہ وہ اپنے والد کی گواہی دے چکے تو انھوں نے کہا:

"اَللّٰهُمَّ اَنْجِزْلِیْ وَعْدِیْ وَاَتْمِمْ لِیْ اَمْرِیْ وَثَبِّتْ وَطَاَتِیْ وَامْلَاْءِ الْاَرْضَ بِیْ عَدْلًا وَّقِسْطاً" پروردگار! مجھ سے اپنا وعدہ پورا فرما اور میرے معاملہ کو تکمیل تک پہنچا اور مجھے ثابت قدم رکھ اور میرے وسیلہ سے زمین کو عدل وانصاف سے پُر فرما۔

میں ساتویں روز امام حسن عسکریؑ کی خدمت حاضر ہوئی تو آپؑ نے فرمایا: پھوپھی جان! میرا بیٹا میرے پاس لائیں۔ میں نومولود کو کپڑے میں لپیٹ کر ان کے پاس لے گئی۔آپ نے فرمایا: بیٹا! مجھ سے کلام کرو۔اس وقت نومولود نے یہ آیت پڑھی:

وَنُرِیْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِی الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِیْنَ۔ (القصص۔۵)

ترجمہ: اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان لوگوں پر احسان کریں جنہیں زمین میں کمزور کردیا گیا ہے۔ہم انہیں پیشوا بنائیں اور زمین کا وارث بنائیں۔(۴۲)

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ جب امام زمانہ (عج) پیدا ہوئے تو ان کے وجود سے ایک نور ساطع ہوا جس سے آسمان کے افق چمک اٹھے اور میں نے سفید رنگ کے

پرندوں کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر آئے اور انہوں نے اپنے پروں کو نومولود کے جسم سے مَس کیا اور پرواز کر گئے۔اس کے بعد امام حسن عسکریؑ مجھے آواز دے کر فرمایا:

"پھوپھی جان ! نومولود کو میرے پاس لائیں" میں نے بچے کو اٹھایا تو وہ مختون اور ناف بریدہ تھا اور ہر طرح کی آلائش سے پاک تھا اس کے دائیں بازو پر آیت لکھی ہوئی تھی "جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا" حق آ گیا اور باطل چلا گیا باطل ہمیشہ بھاگنے والا ہوتا ہے۔(۴۳)

امام مہدیؑ نیمہ شعبان کو جمعہ کے دن ۲۵۵ھ میں پیدا ہوئے اور پیدا ہوتے ہی اپنی کرامات کا اظہار کیا۔

اس سوال کے دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ روایات کے مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام حسن عسکریؑ اپنے فرزند کے متعلق بڑے حساس تھے آپ ان کی ولادت کے بعد اپنے خادموں اور اہل خانہ سے بھی اشاروں کنایوں میں باتیں کرتے تھے کہ مبادا کوئی حکومت کے جاسوسوں کو اطلاع نہ کر دے۔جیسا کہ شیخ طوسی نے اپنے کتاب غَیبت میں لکھا۔

احمد بن اسحاق قمی نے امام حسن عسکریؑ سے صاحب الزماں (عج) کے متعلق سوال کیا تو اسکے جواب میں آپ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتایا کہ وہ زندہ اور تندرست ہیں (۴۴)

**سوال ۱۳: امام زمانہ (عج) کی والدہ ماجدہ کون تھیں اور کس علاقہ سے تعلق رکھتی تھیں؟**

جواب: امام زمانہ (عج) کی والدہ ماجدہ ایک صاحب وجاہت شاہزادی تھیں اور حضرت عیسیٰ کے حواریوں کی نسل سے تعلق رکھتی تھیں۔قدرت الٰہی نے انہیں روم سے سامرا بھیجا تا کہ مہدی کا تابناک گوہران کے رحم میں پرورش پا سکے۔آپ قیصر روم کی صاحبزادی تھیں

اور حضرت مسیح کے وصی بلا فصل شمعون الصفا کی نسل سے تھیں۔ بی بی کا واقعہ حسب ذیل ہے:

بُشر بن سلیمان کا تعلق ابوایوب انصاری کی نسل سے تھا اور وہ مخلص مومن تھے۔ سامرا میں ان کا گھر امام علی نقیؑ کے گھر کے قریب تھا وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں اپنے گھر بیٹھا ہوا تھا اور رات کا کچھ حصہ بیت چکا تھا کہ میرے دروازے پر دستک ہوئی میں نے دروازہ کھولا تو امام علی نقیؑ کا غلام ''کافور'' میرے دروازے پر کھڑا تھا اس نے مجھ سے کہا: اس وقت امام علی نقیؑ تجھے اپنے گھر میں یاد کر رہے ہیں۔

میں نے کپڑے تبدیل کئے اور اس کے ساتھ چلا گیا۔ اسی وقت امام علی نقیؑ اپنے فرزند ابو محمد حسن عسکریؑ سے محو گفتگو تھے، پردہ کے پیچھے جناب حکیمہ خاتون تشریف فرما تھیں اور وہ آپ کی گفتگو سن رہی تھیں۔ میں وہاں جا کر بیٹھ گیا۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: بشر! تمہارا تعلق خاندان انصار سے ہے اور ہماری محبت تم کو وراثت میں منتقل ہوئی ہے۔ تم لوگ ہمارے لئے قابل بھروسہ ہو۔ میں تمہیں ایک فضیلت و شرف سے سرفراز کرنا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے تم ہمارے باقی شیعوں سے دوستی اور مودت کے لحاظ سے سبقت حاصل کر لو گے۔ یہ ایک رازداری کی بات ہے۔ میں تمہیں ایک کنیز کی خریداری کے لیے روانہ کر رہا ہوں۔

آپ نے رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک خط تحریر کیا اور اس پر اپنی مہر لگائی پھر آپ نے زرد رنگ کی تھیلی نکال کر میرے سپرد کی اور فرمایا: اس میں دو سو پچیس دینار ہیں تم یہ خط اور تھیلی لو اور فلاں دن زوال سے پہلے فرات کے پل پر پہنچ جاؤ۔ جب تم وہاں پہنچو گے تو دیکھو گے کہ چند کشتیاں اسیروں کی وہاں پر لنگر انداز ہوں گی۔ وہاں بنی عباس کے وکلاء اور کچھ عرب نوجوان خریداری کے لیے تمہیں کھڑے دکھائی دیں گے۔ تم وہاں جا کر دیکھو گے کہ ایک بردہ فروش کا نام عمر بن زید ہوگا۔ تم اس کے سامنے کھڑے رہنا وہ

خریداروں کے سامنے ایک ایسی کنیز کو پیش کرنے کی کوشش کرے گا جس نے حریر کے دو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گے اور وہ خریداروں کے سامنے جانے سے انکار کر رہی ہوگی اور کسی کے ہاتھ لگانے سے مسلسل انکاری ہوگی۔ وہ باریک کپڑے کے پیچھے بیٹھی ہوئی اپنی رومی زبان میں فریاد کر رہی ہوگی اور میں جانتا ہوں کہ وہ اپنی زبان میں کہہ رہی ہوگی کہ ہائے میری پردہ دری۔

اس وقت گاہک اس کی قیمت تین سو دینار لگائیں گے اور کہیں گے کہ ہم اسے اس لیے مرغوب رکھ رہے ہیں کہ یہ پاک دامن دکھائی دیتی ہے۔ اس وقت کنیز کہے گی: اگر تو سلیمانؑ بن داؤدؑ کی ملکیت کی قیمت بھی ادا کرنا چاہے تو بھی میں تجھے منہ نہیں لگاؤں گی۔ اپنی دولت اپنے پاس رکھ۔ اس وقت بردہ فروش کہے گا کہ کب تک تو بکنے سے انکار کرتی رہے گی آخر کار مجھے تجھے فروخت تو کرنا ہی ہے۔

اس وقت کنیز کہے گی: آخر تجھے اتنی جلدی کیوں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ اپنے لیے ایسا خریدار منتخب کروں جس کی وفاداری اور امانت پر مجھے یقین ہو۔ چنانچہ جب کنیز یہ بات کہے تو تم اپنی جگہ سے اٹھنا اور اس بردہ فروش کے پاس جا کر کہنا کہ میرے پاس رومی زبان اور رومی رسم الخط میں ایک شریف کا لکھا ہوا خط ہے جس میں اس نے اپنے کرم و وفا و شرافت و سخاوت کو بیان کیا ہے تم یہ خط اس کنیز کو دے دو تا کہ وہ اس خط لکھنے والے کی عادات پر غور کرے اور اگر وہ اس کے پاس فروخت ہونے پر راضی ہوگئی تو میں اسکا وکیل بن کر آیا ہوں میں اسے خرید لوں گا۔ بشر بن سلیمان کہتے ہیں کہ اس کنیز کے متعلق میں نے امام علی نقی علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کی۔ جب اس کنیز نے آپ کے خط کو دیکھا تو زار و قطار رونے لگی اور اس نے بردہ فروش سے کہا: تم مجھے اس کے ہاتھ فروخت کر دو اور میں قسم کھا کر کہتی ہوں اگر تو نے مجھے اس کے ہاتھ نہ بیچا تو پھر میں خودکشی کر لوں گی۔ پھر میں نے اس

سے قیمت کے متعلق مول تول کیا آخر کار وہ اس قیمت پر راضی ہو گیا جو مولاؑ نے میرے سپرد کی تھی۔ میں نے قیمت ادا کی اور اس نے خوش ہو کر کنیز میرے سپرد کر دی۔ میں اسے اپنے ساتھ بغداد کے اُس مکان پر لے گیا جہاں میں رہتا تھا وہ کنیز بار بار خط کو جیب سے نکال کر چومتی اور آنکھوں سے لگاتی اور رخسار پر رکھ کر سینے سے لگاتی۔

میں نے تعجب سے کہا: جب تم خط لکھنے والے کو نہیں جانتیں تو پھر اس خط کو بوسے کیوں دے رہی ہو؟! کنیز نے کہا: اے اولادِ انبیاء کی معرفت سے بے بہرہ انسان! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ میں قیصر روم کے فرزند یشوعا کی بیٹی ہوں۔ میرا نام ملیکہ ہے اور میری ماں کا تعلق حضرت عیسیٰ کے وصی شمعون کی اولاد سے ہے۔ میں تجھے اپنا قصہ سناتی ہوں جب میری عمر تیرہ برس کی ہوئی تو میرے دادا نے اپنے بھائی کی اولاد سے ایک لڑکے کا میرے لیے انتخاب کیا اور شادی کے انتظامات شروع کئے پھر اس نے نسلِ حوارین و قسیسین و رہبانان میں سے تین سو آدمیوں اور سات سو باوجاہت افراد اور اس کے علاوہ لشکر کے سرداروں، نقیبوں اور قبائل کے سرداروں میں سے چار ہزار افراد کو اپنے محل میں بلایا اور شادی کے انتظامات کے لیے ایک بلند و بالا چبوترا بنوایا گیا جس کے چالیس زینے تھے اور ہیرے جواہرات سے مرصع ایک تخت محل سے منگوا کر اس چبوترے پر رکھوا دیا۔

جب میرا ہونے والا شوہر اس چبوترے پر چڑھ کر تخت کی جانب جانے لگا اس وقت ہر سمت میں صلیبیں لٹکی ہوئی تھیں، پادری قطار بنائے کھڑے تھے اور انجیل کے نسخے کھلے ہوئے تھے کہ اچانک صلیبیں ٹوٹ کر نیچے گر پڑیں اور میرا ہونے والا شوہر تخت سے گر کر بے ہوش ہو گیا۔ یہ منظر دیکھ کر پادری لرزنے لگے اور بڑے پادری نے میرے دادا سے کہا: آپ ہمیں اس منحوس تقریب سے علیحدہ ہی رکھیں، یہ دین مسیح کے زوال کی علامت ہے۔ میرے دادا نے اس سے بدشگونی لی اور کہا: اس چبوترے کے پائے دوبارہ کھڑے

کیے جائیں اوراس پر صلیبیں لٹکائی جائیں اوراس منحوس دولہا کے بھائی کو بلالو میں اس سے اپنی پوتی کی شادی کروں گا تا کہ یہ نحوست ختم ہو جائے۔ لیکن یوں ہوا کہ جب اس کے بھائی کو دولہا بنا کر لایا گیا اس کا بھی حشر وہی ہوا جو اس کے بھائی کا ہوا تھا یہ دیکھ کر تمام مجمع اٹھ کر چلا گیا۔ میرے دادا بھی مایوس ہو کر اپنے گھر چلے گئے اور دروازوں پر پردے ڈال دیے۔ میں نے اس رات خواب میں دیکھا کہ حضرت عیسیٰ اوران کے وصی شمعون اوران کے کچھ حواری میرے دادا کے محل میں جمع ہوئے اورایک بلند وبالا نوری منبر نصب کیا گیا اور یہ منبر بھی اسی جگہ لگایا گیا جہاں میرے دادا نے چبوترا بنوایا تھا اور پھر میں نے دیکھا کہ حضرت محمدؐ اوران کے داماد اوران کی اولاد میں سے کچھ افراد تشریف لائے۔ حضرت عیسیٰ نے آگے بڑھ کر انکا استقبال کیا اور گلے ملے حضرت محمد مصطفیٰؐ نے فرمایا: ''روح اللہ! میں آپ کے وصی شمعون کی لڑکی ملیکہ کا رشتہ اپنے بیٹے ابو محمد حسن عسکریؑ کے لیے طلب کرنے آیا ہوں۔''

حضرت عیسیٰ نے اپنے وصی شمعون کی جانب دیکھ کر فرمایا: شمعون! خدا نے تمہیں شرف بخشا ہے تم اپنے خاندان کی نسبت آل محمدؐ سے دے دو۔

شمعون نے کہا: حضورؐ مجھے منظور ہے اس ایجاب وقبول کے بعد حضرت محمدؐ اس نوری منبر پر تشریف لے گئے اور آپؐ نے میرا نکاح اپنے فرزند سے پڑھا اور حضرت عیسیٰ اوران کے حواری اور اولادِ محمد مصطفیٰؐ کے افراد اس نکاح کے گواہ بن گئے۔ جب میں اس خواب سے بیدار ہوئی تو میں نے خوف کے مارے اس خواب کو اپنے باپ اور دادا سے بیان نہ کیا کیونکہ مجھے اندیشہ تھا کہ اگر میں نے ان کو اپنا خواب سنایا تو وہ مجھے زندہ نہ چھوڑیں گے اس لیے میں نے اس خواب کا کسی سے ذکر نہ کیا۔

لیکن ابو محمدؐ کی محبت میرے رگ وپے میں ایسی رچی کہ میں نے کھانا پینا چھوڑ

دیا جس کی وجہ سے میں کمزوری ہوگئی اور کمزوری کی وجہ سے سخت بیمار ہوگئی۔ مملکت روم کا کوئی ایسا طبیب نہ تھا جسے میرے دادا نے بلا کر میرا علاج نہ کروایا ہو۔ جب میرے دادا میری صحت سے مایوس ہوگئے تو انہوں نے مجھ سے کہا: اے نور چشم تیری کوئی خواہش ہو تو بتاؤ تا کہ میں اس پر عمل کروں ممکن ہے تو اس ذریعہ سے صحت یاب ہو جائے۔

میں نے کہا: دادا جان میں سمجھتی ہوں کہ میرے لیے صحت و تندرستی کے تمام دروازے بند ہو چکے ہیں البتہ ایک حسرت ہے اگر آپ ان مسلمان قیدیوں کو جو آپ کے قید خانوں میں مدت سے سختیاں جھیل رہے ہیں رہا کر دیں تو مجھے امید ہے کہ حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ مجھے صحت عطا فرمائیں گی۔

میرے دادا نے میری خواہش کا احترام کیا اور انھوں نے مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیا تو میں کچھ کھانا کھانے لگی۔ مجھے تھوڑا سا رو بصحت دیکھ کر میرے دادا کو خوشی ہوئی اور وہ قیدیوں پر شفقت کرنے لگے۔

چودہ دن کے بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت خاتون جنت سیدہ نسا العالمین فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا میرے پاس تشریف لائیں اور ان کے ساتھ حضرت مریم بنتِ عمران اور ایک ہزار جنت کی حوریں تھی۔ حضرت مریمؑ نے مجھ سے فرمایا۔ یہ تمہارے شوہر ابو محمدؑ کی والدہ ماجدہ سیدۃ النساء ہیں۔

یہ سن کر میں ان سے لپٹ گئی اور میں نے رو رو کر کہا: آپ کے بیٹے ابو محمدؑ سے میری ملاقات نہیں ہوئی۔

حضرت سیدہؑ نے مجھ سے فرمایا: جب تک تم مشرک ہو اور دین نصاریٰ پر قائم ہو اس وقت تک میرے فرزند سے خواب میں ملاقات نہیں ہوگی۔ تمہارے موجودہ عقائد سے حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ دونوں بیزار ہیں لہذا اگر تمہیں خدا اور حضرت مسیحؑ اور ان کی

والدہ کی خوشنودی مطلوب ہے اور تم میرے فرزند ابو محمدؑ کی رضامندی چاہتی ہو تو کلمہ شہادتین پڑھ کر اسلام قبول کرو۔

چنانچہ میں نے اشهدان لا الـه الا الله واشهدان محمد رسول الله کا کلمہ پڑھا اور جب میں نے کلمہ پڑھا حضرت سیدۃ النساءؑ نے مجھے گلے لگایا اور میں خوش ہوگئی۔ حضرت سیدہؑ نے فرمایا اب تمہیں ابو محمدؑ کی زیارت کی توقع رکھنی چاہیے اور میں انہیں تمہارے پاس روانہ کروں گی۔ اس کے بعد میں خواب سے بیدار ہوئی اور مجھے یقین ہو گیا کہ اب ابو محمدؑ سے ملاقات ہوگی۔ دوسری رات میں نے ابو محمدؑ کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کیا: آپ نے مجھے اپنی محبت میں مبتلا کیا لیکن آپ مجھے ملنے کے لیے تشریف نہ لائے۔

آپ نے فرمایا: اب تک میں اس لئے نہیں آیا کہ تم مشرکہ تھیں اور اب جب کہ تم مسلمان ہو چکی ہو میں ہر رات تم سے ملاقات کروں گا۔ اور عنقریب اللہ تعالیٰ ہمیں ظاہری طور بھی یکجا کر دے گا۔ اس دن سے لے کر آج تک میں روزانہ حضرتؑ کی زیارت سے مستفید ہوتی رہی ہوں۔

میں (بشر بن سلیمان) نے کہا: مگر تم قیدیوں میں کیسے آئیں؟

بی بی نے کہا: ایک رات ابو محمدؑ نے مجھے بتایا کہ تمہارا دادا فلاں دن مسلمانوں سے جنگ کے لئے لشکر تیار کرے گا اور اس لشکر کے پیچھے خود بھی چلا جائے گا۔ تم چند کنیزوں کے ساتھ بھیس بدل کر فلاں راستے سے ان کے ہمراہ ہو جانا۔ میں نے حضرت کے فرمان پر عمل کیا۔ مسلمانوں کے ایک دستے کی مجھ پر نظر پڑی تو انہوں نے مجھے کنیز بنالیا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ تمہارے سامنے ہے۔ جب مسلمانوں نے مال غنیمت تقسیم کیا تو میں جس سپاہی کے حصّہ میں آئی تو اس نے مجھ سے میرا نام پوچھا۔ میں نے اصلیت چھپانے کے لئے اپنا نام نرجس بتایا اس نے کہا: یہ کنیزوں جیسا نام ہے۔

میں (راوی) نے کہا: بی بی! آپ تو رومی ہیں بھلا آپ نے عربی کیسے سیکھ کر لی؟

بی بی نے کہا: اسکی وجہ یہ ہے کہ میرا دادا چاہتا تھا کہ میں کچھ دوسری زبانیں سیکھوں اس نے ایک عورت کو مقرر کیا وہ صبح وشام میرے پاس آ کر مجھے عربی زبان کی تعلیم دیتی تھی اس طرح سے میں روانی سے عربی بولنے لگی۔

بشر کہتا ہے کہ جب میں کنیز کو سامرہ لے آیا اور اسے امام علی نقیؑ کی خدمت میں پیش کیا تو آپ نے فرمایا: بتاؤ اللہ نے اسلام کی عزت اور نصرانیت کی ذلت اور محمدؐ وآل محمدؑ کی محبت کا شرف تجھے کیسے عطا کیا؟

بی بی نے عرض کی: مولا ان واقعات کو آپؑ مجھ سے زیادہ بہتر جانتے ہیں میرے بیان کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

امام علی نقیؑ نے فرمایا: میری طرف سے تم دو میں سے ایک چیز کا انتخاب کرلو یا دس ہزار دینار لے لو اور اگر چاہو تو ہمیشہ کا شرف حاصل کرلو؟

بی بی نے کہا: مولاؑ میں ہمیشہ کا شرف چاہتی ہوں۔

امام نقیؑ نے فرمایا: تمہیں خدا کی طرف سے ایک بیٹا مبارک ہو جو شرق سے غرب تک تمام دنیا پر حکمرانی کرے گا اور ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔

بی بی نے عرض کی: میرے بیٹے کا باپ کون ہوگا؟

امام علی نقیؑ نے فرمایا: جس کے لئے رسول خدا نے حضرت عیسیٰؑ اور شمعونؑ سے تمہاری خواستگاری کی تھی وہ تمہارے بیٹے کا والد ہوگا۔

بی بی نے کہا: پھر تو ابو محمدؑ میرے شوہر ہوں گے اور میرے بچے کے والد ہوں گے۔

امام علی نقیؑ نے فرمایا: کیا تم ابو محمدؑ کو ہو جانتی ہو؟

بی بی نے عرض کیا: جس رات سے میں نے حضرت سیدۃ النساء کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تھا اس رات سے لے کر ہر رات تک میں روزانہ ان کی زیارت کرتی رہی ہوں کیا اس کے باوجود بھی میں ان سے ناواقف رہ سکتی ہوں؟

اسکے بعد امامؑ نے کافور خادم کو حکم دیا کہ جاؤ اور میری بہن حکیمہ خاتون کو بلا لاؤ۔ جب وہ تشریف لائیں تو آپ نے فرمایا: بہن دیکھو کیا یہ وہی ہے؟ حضرت حکیمہ خاتون نے بڑھ کر انہیں گلے سے لگایا اور بے حد خوش ہوئیں۔ آپ نے اپنی بہن سے فرمایا: بنت پیغمبرؐ! آپ انہیں اپنے گھر لے جائیں اور انہیں اسلام کے فرائض اور سنن کی تعلیم دیں یہی ابو محمدؑ کی زوجہ اور قائم آل محمدؐ کی ماں ہوں گی۔ (۴۵)

امام زمانہ (عج) کی والدہ ماجدہ کے کچھ اور نام بھی کتابوں میں مذکور ہیں جیسا کہ محمد بن علی بن حمزہ نے امام حسن عسکریؑ سے نقل کیا گیا ہے: حضرت حجت کی والدہ کا نام ملیکہ تھا اور انہیں سوسن اور ریحانہ اور صیقل و نرجس بھی کہا جاتا تھا۔ بعض روایات میں ان کا نام ''صقیل'' بھی بیان کیا گیا ہے۔ (۴۶)

**سوال ۱۴: امام زمانہ (عج) کا نام اور کنیت اور القاب کیا ہیں؟**

**جواب۔** آپ کا اصلی نام محمد ہے۔ یہ نام حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کے لئے تجویز کیا تھا اور فرمایا تھا کہ وہ میرا ہم نام اور میرا ہم کنیت ہوگا۔ (۴۷)

آپ کی کنیت ''ابوالقاسم'' ہے۔ اسکے علاوہ آپ کو ابو صالح، ابو عبداللہ، ابو ابراہیم، ابو جعفر اور ابوالحسن کی کنیت سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

آپ کے القاب بہت زیادہ ہیں جن میں سے چند مشہور لقب حسب ذیل ہیں۔

۱)مہدی:

یہ آپ کا مشہور ترین لقب ہے جو کہ لفظ ''ہدایت'' مصدر سے مشق ہے جسکے معنی ہیں ''وہ فرد جسے خدا کی طرف سے ہدایت ملی ہو''۔

امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے: اسے ''مہدی'' کہا جائے گا کیونکہ وہ لوگوں کو اس امر کی ہدایت کرے گا جسے لوگ گم کر چکے ہوں گے۔امام محمد باقرؑ نے فرمایا: اسے مہدی اس لئے کہا جائے گا کہ لوگوں کو پوشیدہ امر (اسلام حقیقی) کی ہدایت کرے گا۔(۴۸)

۲)قائم:

یعنی حق کے ساتھ قیام کرنے والا۔رسول ﷺ نے فرمایا: اسے ''قائم'' اس لیے کہا جائے گا کہ وہ اپنا نام فراموش ہونے کے بعد قیام کرے گا(۴۹)

امام محمد تقیؑ سے پوچھا گیا کہ امام مہدی کو ''قائم'' کیوں کہا جاتا ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ اُس وقت قیام کرے گا کہ لوگوں کے دلوں سے اس کا نام تک محو ہو جائے گا اور اس کی امامت کے معتقدین کی اکثریت خدا کے دین سے منحرف ہو چکی ہوگی۔اسی لئے اسے قائم کہا جاتا ہے۔(۵۰)

۳)منصور:

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد خداوندی ہے:

وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِيِّهٖ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِّي الْقَتْلِ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔

ترجمہ: جو بھی مظلوم ہو کر قتل کیا جائے ہم اس کے ولی کو بدلہ کا اختیار دیتے ہیں لیکن اسے چاہیے کہ قتل میں حد سے آگے نہ بڑھے۔اسکی بہر حال مدد کی جائے گی۔

اس آیت مجیدہ کا ایک مورد بیان کرتے ہوئے امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ''وَمَنْ قُتِلَ

مَظۡلُوۡمًا'' کا مصداق حسینؑ بن علیؑ ہیں اور '' فَقَدۡ جَعَلۡنَا لِوَلِیِّهٖ سُلۡطَانًا فَلَا یُسۡرِفۡ فِّی الۡقَتۡلِ اَنَّهٗ کَانَ مَنۡصُوۡرًا''۔ کا مصداق حضرت قائم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت مجیدہ میں حضرت قائمؑ کو ''منصور'' کا ایسے ہی نام دیا ہے جیسا کہ اس نے اپنے نبی محمدؐ واحمد کو محمود اور عیسیٰؑ کو مسیح کا نام دیا ہے (۵۱)

۴) مُنۡتَظَرۡ:

امام زمانہ (عج) کا ایک لقب ''مُنۡتَظَرۡ'' بھی ہے۔امام محمد تقیؑ سے پوچھا گیا کہ امام مہدی (عج) کو ''منتظر'' کیوں کہا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ طویل غیبت اختیار کریں گے اور ان کے ارادت مند ان کے ظہور کا انتظار کریں اور جنہیں ان کے متعلق شک ہوگا وہ ان کے وجود کا انکار کریں گے۔ (۵۲)

۵) بقیۃ اللہ: (خدا کی طرف سے بچایا ہوا آخری ہادی)

روایت میں مذکور ہے کہ جب آپ خروج کریں گے تو آپ کعبہ شریف کی دیوار سے ٹیک لگائیں گے اور تین سو تیرہ مومن آپ کے گرد جمع ہونگے۔آپ آغاز گفتگو کرتے ہوئے قران مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائیں گے۔ بَقِیَّةُ اللّٰهِ خَیۡرٌ لَّکُمۡ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّؤۡمِنِیۡنَ۔ ترجمہ: خدا کا بچا ہوا منافع تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم مومن۔ (ہود۔۸۶)

یہ تلاوت کر کے آپ فرمائیں گے: لوگو! میں بقیہ اللہ، حجت خدا اور اس کی طرف سے تم پر خلیفہ ہوں۔ اسکے بعد جو بھی انہیں سلام کرے گا تو ان الفاظ سے آپ کو سلام کرے گا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیۡكَ یَابَقِیَّةَ اللّٰهِ فِیۡ اَرۡضِهٖ۔(۵۳)

آنحضرتؑ کا ذکر بہت سی دعاؤں اور روایات میں اسی لقب سے کیا گیا ہے اور

بیشتر محدثین نے آپؑ کواسی نام سے یاد کیا ہے یوں تو کہ اس لقب میں تمام ائمہ شریک ہیں اور وہ سب حضرات مخلوق پر حجت خدا ہیں لیکن یہ خصوصیت آنجنابؑ کی ہے روایات میں ہرجگہ جہاں بغیر کسی حوالے کے بقیۃ اللہ کہا جائے وہاں مراد آپؑ ہی ہوتے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ آپ مخلوق پر خدا کے حجت اللہ کہلاتے ہیں کیونکہ یہ دونوں امور حضرت کے ظہور کا نتیجہ ہوں گے۔آپ کی انگوٹھی کا نقش بھی ''انا حجۃ اللہ'' ہوگا یعنی میں حجت خدا ہوں (۵۴)

علاوہ ازیں آپ کا لقب ''خلف صالح''، ''شرید'' (بے وطن) ''غریم'' (طلب گار) ''مُؤَمِّل'' (امیدوار) ''منتقم'' (انتقام لینے والا) ''ماء معین'' (آب شیریں) ''ولی اللہ'' اور ''صاحب الامر'' اور ''صاحب الزمان'' بھی ہے۔

آپ کے القاب کی مزید تشریح کے لیے منتہی الامال اور بحار الانور جیسی کتابوں کا مطالعہ فرمائیں۔

**سوال ۱۵: امام زمانہ (عج) کا نام سن کر شیعہ تعظیم کے لیے کیوں کھڑے ہوجاتے ہیں؟**

**جواب:** جی ہاں شیعانِ آلِ محمدؐ کا وطیرہ ہے کہ وہ جب بھی ''قائم آلِ محمدؐ'' نام سنتے ہیں تو تعظیم کے لیے کھڑے ہوجاتے ہیں اگر چہ وجوب قیام کے لیے کوئی مُسلَّم قِسم کی دلیل تو موجود نہیں ہے البتہ اس سلسلہ میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ یہ عمل مستحب ہے۔اس امر کی مذہبی بنیاد موجود ہے۔اوراس سے امام عالی مقام کے حضور ادب واحترام کا اظہار ہوتا ہے۔

اس عمل کو ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے خود ہی رواج دیا تھا جیسا کہ روایات میں مذکور ہے کہ امام علی رضاؑ کے سامنے لفظ ''قائم'' کہا گیا تو آپ کھڑے ہوگئے اور آپ نے اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہا: ''اَللّٰھُمَّ عَجِّلْ فَرَجَهٗ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهٗ'' (خدایا ان کی کشائش میں جلدی فرما اوران کے ظہور وتحریک کے راستے کو آسان فرما) (۵۵)

روایات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمل امام جعفر صادقؑ کے دور میں بھی رائج تھا۔ امام جعفر علیہ السلام سے پوچھا گیا: ''قائم کے ذکر پر کھڑے ہونے کی وجہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: صاحب الامر کی طویل غیبت ہوگی اور ان کے محبّ اور دوست اپنی محبت کے اظہار کے لئے انہیں ''قائم'' کے لقب سے یاد کریں گے۔ اور اس نام سے وہ ان کے قیامِ حق اور ان کی حکومتِ جہانی کا تصور اذہان میں لائیں گے۔ اس لفظ سے وہ امام کی بے سروسامانی کو بھی یاد کریں گے اور امام بھی اپنے چاہنے والوں سے محبت کریں گے۔ اسی محبت و احترام کا تقاضا ہے کہ اٹھ کر ان کے نام کی تعظیم کی جائے اور اللہ تعالیٰ سے ان کی جلد کشائش کی درخواست کی جائے۔ (۵٦)

یہ کہنا بالکل مناسب ہوگا کہ جب کسی محفل میں امام زمانہ (عج) کا نام لیا جائے اور اہل محفل اٹھ کر آپ کے نام کی تعظیم کریں تو کسی ایک شخص کا بیٹھے رہنا بے ادبی ہے اور حضرت کی تعظیم کے تقاضوں کے منافی ہے اور ایسا کرنا حرام ہے۔

آیت اللہ سید محمود طالقانیؒ فرمایا کرتے تھے: مومنین کا کھڑا ہونا صرف احترام کے لیے نہیں ہے۔ اگر احترام کے لیے کھڑا ہونا ضروری ہوتا تو پھر رسول اکرم اور باقی ائمہ کے نام کے لئے بھی کھڑے ہونا چاہیے تھا کیونکہ ان کا احترام کسی طور بھی امام زمانہؑ سے کم نہیں ہے مگر اس کے باوجود ان کا نام سن کر کھڑا ہونا ضروری نہیں ہے۔ امام زمانہ (عج) کا نام سن کر کھڑا ہونے میں یہ اشارہ مضمر ہے کہ ہم قائم آل محمدؑ کے قیام کے لئے ہر طرح کی مدد کے لئے حاضر ہیں۔

مومنین کا کھڑا ہونا صرف آپ کے احترام کی دلیل نہیں ہے کیونکہ احترام میں تو تمام ہادیان دین برابر کے شریک ہیں یہ صرف اپنی نصرت و مدد کا عملی مظاہرہ ہے اور ہر مومن کھڑا ہو کر اپنے عمل سے یہ اعلان کرتا ہے کہ میں اپنے مولا و آقا کی نصرت کے لئے بالکل

آمادہ اور تیار ہوں اور میں ان کی دولت حقہ کی تاسیس کے لئے ہر طرح سے تیار ہوں۔(۵۷)

**سوال ۱۶) آخری اسکی کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید میں آپؑ کے نام کی صراحت موجود نہیں ہے کیونکہ اگر آپ کے نام صراحت موجود ہوتی تو کسی طرح کا ابہام باقی نہ رہتا؟**

**جواب:** قرآن کا دستور یہ ہے کہ وہ الٰہی شخصیات کا تعارف تین طریقوں سے کراتا ہے۔ ۱) کبھی نام لے کر کسی شخصیت کا تعارف کراتا ہے۔۲) کبھی تعداد بتا کر تعارف کراتا ہے۔۳) کبھی صفت بیان کر کے تعارف کراتا ہے۔

یہ سچ ہے کہ قرآن مجید میں حضرت مہدی (عج) کا نام موجود نہیں ہے لیکن ان صفات اور ان کی حکومت کی خصوصیات کا تذکرہ موجود ہے۔

اصولی طور پر قرآن حکیم افراد کے تعارف کے لئے بلند ترین مصلحتوں کو مدنظر رکھتا ہے اور بعض اوقات مصلحتوں کا تقاضا یہ ہوتا ہے کہ شخصیات کی صفات بیان کی جائیں اور حضرت مہدیؑ کے متعلق بھی الٰہی مصلحتوں کا یہی تقاضا تھا۔

۱) امام عالی مقام کی حکومت جہانی کے لئے بعض مقامات پر وضاحت سے کام لیا گیا اور بعض مقامات پر اس کی طرف اشارہ کیا گیا۔ سورہ توبہ اور سورہ صف میں اسلام کی اشاعت اور غلبہ اسلام کی پیشین گوئی کی گئی ہے اور "لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ" کا اشارہ غلبہ اسلام کی طرف ہے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ابھی تک یہ الٰہی وعدہ تحقق پذیر نہیں ہوا۔

اسی طرح سے سورہ انبیاء کی آیت ۱۰۵ میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

"وَلَقَدْ كَتَبْنَا فِي الزَّبُوْرِ مِنْ بَعْدِ الذِّكْرِ اَنَّ الْاَرْضَ يَرِثُهَا عِبَادِيَ الصَّالِحُوْنَ"

ترجمہ: اور ہم نے توراۃ کے بعد زبور میں لکھ دیا ہے کہ زمین کے وارث میرے نیک

بندے ہوں گے۔

انسانیت کی مکمل تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ ابھی تک پوری روئے زمین کبھی بھی نیک بندوں کے تصرف میں نہیں آئی اور خدا کا یہ وعدہ ابھی تک تشنۂ تکمیل ہے۔

۲) اللہ تعالیٰ نے امام زمانہ (عج) کا قران مجید میں نام نہیں لیا اس میں اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے اور اس مصلحت کے تحت اللہ تعالیٰ نے قران مجید میں حضرت علیؑ کا نام بھی نہیں لیا اور خدائی مصلحتوں میں سے مصلحت امکانی یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اگر ان ہادیان دین کے نام لئے جاتے تو اس سے بدر و اُحد و حنین کے کینے شعلہ ور ہو جاتے اور نتیجہ کے طور پر یا تو لوگوں کی اکثریت اسلام اور قران کا انکار کر دیتی یا قران میں تحریف کی جاتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے ہادیان دین کا نام نہیں لیا اور اس کی بجائے یہ فرمایا کہ میرے صالح بندے، یعنی میرے باصلاحیت بندے میری زمین پر حکومت کریں گے۔

اس مقام پر اگر کوئی شخص یہ کہے کہ پھر اللہ نے قران مجید میں لقمان و ذوالقرنین اور بعض انبیاء کا نام کیوں لیا ہے؟

اسکے جواب میں ہم یہ کہیں گے کہ گزشتہ افراد سے لوگوں کو حسد نہیں ہوتا اور ان کے خلاف سینوں میں کینہ پیدا نہیں ہوتا جب کہ موقع پر موجود افراد کے خلاف کینہ اور نفرت کی آگ بھڑکا کرتی ہے۔ اسی لیے اگر اللہ نے انبیائے کرام کا نام لیا تو ان کے خلاف کسی کی نفرت کی آگ بھڑکنے کا کوئی امکان نہیں تھا اور اگر اس کی بجائے حضرت علیؑ یا اولاد علیؑ میں سے کسی کا نام لیا جاتا تو نفرتوں کے شعلے آسمان سے باتیں کرتے ہوئے دکھائی دیتے۔

قارئین کرام! کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ صرف نام بیان کرنے سے درد کی دوا ہو جاتی ہے؟ اور کیا آپ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر امام زمانہ (عج) کا نام بھی قران میں موجود ہوتا تو کوئی مفاد پرست طالع آزما سوء استفادہ نہ کرتا؟

اگر آپ یہ سمجھتے ہیں تو یقیناً یہ آپ کی غلط فہمی ہے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ امام زمانہ (عج) کا نام بھی قران میں بیان کر دیتا پھر بھی چالاک طالع آزما اپنی حرکات سے باز نہ آتے اور اپنا نام امام کے نام پر رکھ دیتے اور کہتے کہ دیکھو قران مجید کی یہ آیت ہمارے متعلق نازل ہوئی ہے اور اپنے نام اور مسلمانوں کے انتظار سے ناجائز فائدہ حاصل کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے قران حکیم میں بیان فرمایا ہے کہ میرے نبی امی کا نام تورات وانجیل میں موجود تھا۔ ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ حضرت مسیحؑ نے رسول خداؐ کی بشارت دیتے ہوئے بیان کیا کہ میرے بعد ایک رسول آئے گا جس کا نام احمدؐ ہوگا۔

تو کیا اس وضاحت کے باوجود اہل کتاب نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو مان لیا تھا؟ انہوں نے تو ماننے کی بجائے تحریف و تاویل سے کام لیا یقیناً اس طرح سے اگر اللہ تعالیٰ قران حکیم میں امام زمانہ (عج) کا نام بھی لے لیتا تو بھی منکرین امام اس آیت کی تاویل کر کے پھر بھی انکار کر دیتے۔

اسی لیے رب العالمین نے امام زمانہ (عج) کا نام نہیں لیا اس کے عوض ان کی خصوصیات بیان کر دیں تا کہ اہل عقل خصوصیات دیکھ کر اصلی اور نقلی مہدی کے درمیان فرق کر سکیں۔ (۵۸)

**سوال ۱۷: کیا زمانہ غیبت میں امامؑ کا اصلی نام لینا جائز ہے؟**

**جواب:** امامؑ کو ان کی کنیت یا ان کے القاب حجت، قائم، مہدی، صاحب الزمان، اور صاحب امر سے یاد کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مسئلہ یہ ہے کہ کیا ہم امامؑ کو ان کے اصلی نام ''م ح م د'' سے یاد کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس کے متعلق علمائے شیعہ میں اختلاف پایا جاتا ہے امامؑ کے نام بیان کرنے کے کئی طریقے ہیں۔

۱)ایک طریقہ تو یہ ہے کہ کتاب میں آپ کا اصلی نام لکھا جائے تو اس کے جائز ہونے میں کسی طرح کا کوئی اشکال نہیں ہے کیونکہ ممانعت کے دلائل میں اسے شامل نہیں کیا گیا اور ثقۃ الاسلام کلینی سے لے کر اس دور تک کے تمام علماء نے اپنی کتابوں میں آپ کا نام لکھا ہے اس پر آج تک کسی صاحبِ علم نے اعتراض نہیں کیا۔

۲)آپ کا نام لینے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ مثلاً انسان کہے کہ امام زمانہ(عج) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم نام اور ہم کنیت ہیں یہ طریقہ بلا اشکال جائز ہے اور آنحضرتؐ سے اس مضمون کی بہت سی احادیث شیعہ سنی طریقہ اسناد سے منقول ہیں۔ مثلاً آنحضرتؐ نے فرمایا:

''مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔اس کا نام میرا نام اس کی کنیت میری کنیت ہوگی''(۵۹)

یہاں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان دو مذکورہ مواقع میں امامؑ کا نام لینا اس وقت جائز ہے جب کسی خاص قسم کا خوف لاحق نہ ہو۔البتہ خوف عارضی اور وقتی ہوتا ہے جب کہ حرام سمجھتے ہوئے اجتناب کرنا ثواب اور فائدے کا باعث ہے۔

۳)اپنی دعاؤں اور مناجات میں آپ کا نام لینا جائز ہے۔

۴)اپنی محفلوں میں تعلیم اور درددل کے اظہار کے لیے بھی آپ کا نام لینا صحیح ہے۔کیونکہ اس حالت میں ممانعت کے دلائل برطرف کیے جاسکتے ہیں۔اس طرح جواز اور دلائل اختلاف کے بغیر باقی رہتے ہیں۔اب آیئے دیکھیں کہ اس حدیث نبوی کا کیا مقصد ہے جس میں یہ کہا گیا ہے۔''اس کے قیام سے قبل جو بھی اس کا نام لے گا وہ اسکا منکر ہوگا۔(۶۰)

ممکن ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہو کہ تقیہ کے موقع پر آپ کا نام لینا صحیح نہ ہو۔

۵)خوف کے مواقع پر اسم شریف کا لینا منع ہے مثلاً محافل ومجالس دین میں کہ جہاں تقیہ واجب ہے اور اس قسم کی حرمت کے لئے علماء میں کوئی اختلاف نہیں ہے جیسا کہ متعدد

روایات میں اس کے حرام ہونے کی صراحت کی گئی ہے۔

۶)اسی طرح سے یہ مفہوم بھی ممکن ہے کہ ایسے تمام مقامات پر جہاں خوف وتقیہ تو نہ ہو لیکن بحث وتکرار کا امکان ہو تو ایسے موقع پر بھی حضرت کا نام لینا صحیح نہیں ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ہمارے پاس گوناگوں روایات ایسی موجود ہیں جو اس کے حرام ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اس موضوع پر حرمت کی روایات ملاحظہ فرمائیں۔

امام علی نقیؑ نے فرمایا: میرے بعد میر بیٹا حسنؑ میرا جانشین ہوگا۔ میرے جانشین کے جانشین کے وقت تمہارا کیا حال ہوگا؟

راوی نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں وہ کس طرح سے؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ تمہیں اس کا وجود دکھائی نہ دے گا اور اسکا نام لینا بھی تمہارے لیے جائز نہ ہوگا۔

میں (راوی) نے عرض کیا کہ ہم آخر انہیں کس نام سے یاد کریں؟

آپ نے فرمایا: تم کہو ''حجت آل محمدؐ'' (۶۱)

امام زمانہؑ نے اپنی ایک توقیع مبارک میں لکھا: ملعون ہے ملعون ہے وہ شخص جو لوگوں کی کسی محفل میں میرا نام لے۔ (۶۲)

مذکورہ بالا روایات کے متعلق علمائے محققین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ تقیہ کے مقام پر آپ کا نام لینا جائز نہیں ہے۔ کیونکہ ہمارے پاس ایسی روایات بھی موجود ہیں جن میں آپ کے نام کا لینا جائز بیان کیا گیا ہے۔ لہذا جواز اور حرمت کی روایت کو جمع کیا جائے تو اس کا یہی مفہوم ہے کہ تقیہ کے وقت آپ کا نام لینا صحیح نہیں ہے۔

مذہب شیعہ کے بزرگ عالمِ دین علی بن عیسی اربلی لکھتے ہیں:

میرا فتویٰ یہ ہے کہ تقیہ کے وقت امام علیہ السلام کا نام لینا صحیح نہیں ہے لیکن اب

جب کہ تقیہ نہیں ہے اس کے جواز میں کوئی اشکال نہیں ہے (۶۳)

محدث کبیر شیخ حر عاملی نے بھی وسائل الشیعہ میں یہی موقف اختیار کیا ہے۔ لہذا اس بحث کا آخری نتیجہ یہی ہے کہ ہمارے دور میں چونکہ تقیہ ضروری نہیں رہا اس لیے امام زمانہ (عج) کا نام لینا درست ہے۔ (۶۴)

**سوال ۱۸: امام زمانہ (عج) کا تعلق امام حسن علیہ السلام کی بجائے امام حسین علیہ السلام کی نسل سے آخر کیوں ہے؟**

**جواب:** اسلامی روایات میں یہ بات قطعیت سے کہی گئی ہے کہ امام زمانہ (عج) امام حسین علیہ السلام کی نسل میں سے ہیں۔ جیسا کہ روایات میں مذکور ہے کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیغمبر اکرمؐ سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا: اگر دنیا کے خاتمے سے ایک دن بھی بچا ہوا ہو تو اللہ اس دن کو لمبا کر دے گا یہاں تک کہ میری اولاد میں سے ایک مرد کو اٹھائے گا جو کہ میرا اہم نام ہوگا۔

سلمانؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! وہ آپ کے کون سے فرزند کی نسل سے ہوگا؟ پیغمبر اکرمؐ نے اپنا دست مبارک امام حسینؑ پر مار کر فرمایا کہ وہ اس کی اولاد میں سے ہوگا۔ (۶۵)

ابو وائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے اپنے فرزند حسینؑ کی طرف نگاہ کی اور فرمایا: میرا یہ بیٹا سید و سردار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے سید و سردار کہا ہے اس کی پشت سے ایک شخص پیدا ہوگا جو شکل و صورت اور کردار میں رسول اکرمؐ کی شبیہ ہوگا۔ وہ اس وقت ظاہر ہوگا جب لوگ غفلت میں پڑے ہوں گے اور حق ضائع ہو چکا ہوگا اور ظلم و ستم کا رواج ہوگا تو وہ اس وقت خروج کرے گا خدا کی قسم! (اس کے لیے اس وقت خروج کرنا ضروری ہو جائے گا کیونکہ) اگر اس نے خروج نہ کیا اور تلوار نہ اٹھائی تو اس کی گردن مار دیں گے۔ اس کے

خروج سے آسمان کے رہنے والے خوش ہونگے اور وہ ظلم وجور سے بھری ہوئی زمین کو عدل و انصاف سے پر کردے گا۔(۶۶)

چند روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ امام زمانہ (عج) کا تعلق امام حسن مجتبیٰ کی نسل سے ہوگا جیسا کہ اس روایت میں ''حسینؑ'' کی بجائے ''حسنؑ'' کا لفظ وارد ہوا ہے۔

ایسی روایات کے متعلق یہ بات کہنا بعید نہ ہوگا کہ یہ لوگوں کی ساختہ پرداختہ روایات ہیں۔اور یہ نظریہ ضرورت کے تحت گھڑی گئی ہیں۔اس طرح کی ایک حدیث بنی عباس نے بھی اپنے حق میں تخلیق کرائی تھی کہ مہدی کا تعلق نسل عباس سے ہوگا۔

ہمیں علم ہے کہ امام حسن مجتبیٰؑ کی اولاد میں سے بہت سے افراد نے حکومت کے حصول کی کوششیں کی تھیں اور ہمارا خیال یہ ہے کہ یہ حدیث اسی دور میں بنائی گئی ہوگی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ امام حسن مجتبیٰؑ کی نسل میں امامت کا سلسلہ جاری کیوں نہ رہا؟

اس سوال کے جواب کے لئے جب ہم احادیث و روایات کی طرف رجوع کرتے ہیں تو ہمیں ایک روایت یہ بھی دکھائی دیتی ہے کہ امام علی رضاؑ سے جب کسی نے یہی سوال پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ خدا کی مشیت یہی تھی کہ سلسلہ امامت نسل حسینؑ میں جاری رہے اور امام حسن مجتبیٰؑ کی نسل میں نہ ہو اور خدا سے اس کے افعال کے تعلق سوال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کا جوابدہ نہیں ہے۔(۶۷)

ایک روایت کے مطابق امام جعفر صادقؑ نے اسے موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے حالات سے مشابہت دی۔

امام جعفر صادقؑ سے کسی نے پوچھا: ''آپ یہ بتائیں کہ امام حسنؑ افضل تھے یا امام حسینؑ؟ آپ نے فرمایا: امام حسنؑ افضل تھے۔سائل نے کہا: پھر اس کی کیا وجہ ہے کہ

امامت کا سلسلہ نسل حسینؑ میں اللہ نے جاری کر دیا؟

آپ نے فرمایا: خدا یہ چاہتا تھا کہ موسیٰ وہارون کی مشابہت کھل کر سامنے آ جائے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جس طرح سے حسنؑ وحسینؑ بھائی تھے اسی طرح سے موسیٰؑ وہارونؑ بھی ایک دوسرے کے بھائی تھے۔ اور موسیٰؑ وہارونؑ دونوں بھائی نبی تھے جب کہ حسنؑ وحسینؑ دونوں بھائی امام تھے؟ اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ نسل ہارونؑ میں جاری کیا اور نسل موسیٰؑ میں سے کسی کو عہدہ نبوت عطا نہ کیا اگر چہ موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارونؑ سے افضل تھے۔ (۶۸) اس روایت میں خدا کی مصلحت وحکمت کی نشان دہی کی گئی ہے۔

اس مقام پر یہ عرض کرنا مناسب ہوگا کہ کوئی بھی امام دوسرے ائمہ پر معنوی برتری نہیں رکھتا البتہ بعض روایات میں امیر المومنینؑ کی برتری کا تذکرہ موجود ہے۔ لہذا امام حسن علیہ السلام کو امام حسین علیہ السلام کی معنوی برتری پر محمول نہ کیا جائے۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کو ان کی شہادت کی وجہ سے اعزاز ملا ہے کہ ان کی نسل میں سلسلہ امامت کو جاری کیا گیا۔ جیسا کہ حسب ذیل روایت سے یہی مفہوم مستفاد ہوتا ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: کہ جبریلؑ امین ایک بار رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے آپ سے کہا: ''اے محمدؐ! اللہ تعالیٰ آپ کو فاطمہؑ کے ایک فرزند کی بشارت دیتا ہے جسے آپ کے بعد آپ کی امت شہید کرے گی''۔

رسول خدا نے فرمایا: بعد سلام میرے خالق کو میری طرف سے یہ عرض کرو کہ مجھے ایسے بیٹے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ جبرئیلؑ امین چلے گئے پھر دوبارہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سابقہ پیغام دیا۔ آنحضرتؐ نے بھی سابقہ جواب عرض کیا۔ یہ جواب سن کہ جبریلؑ چلے گئے۔ پھر تیسری بار نازل ہوئے تو انہوں نے کہا: کہ آپ کا پروردگار آپ کو

سلام کہتا ہے اور آپ کو یہ خوش خبری دیتا ہے کہ اللہ اس کی ذریت میں امامت، ولایت اور وصایت رکھ رہا ہے۔

یہ سن کر رسول خدا نے فرمایا کہ اب میں راضی ہوں۔اس کے بعد آپ نے حضرت فاطمہ زہراؑ سے فرمایا کہ میرے خدا نے مجھے تمہارے ایک مولود کی خوش خبری دی ہے جسے میرے بعد میری امت قتل کرے گی۔حضرت فاطمہؑ نے عرض کیا: مجھے ایسے فرزند کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔رسول خدا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اس کی ذریت میں امامت، ولایت اور وصایت قرار دے گا۔یہ سن کر فاطمہ زہرؑ نے کہا کہ اب میں راضی ہوں۔(۶۹)

امام جعفرؑ صادق نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے امام حسینؑ کو شہادت کے عوض یہ انعام دیا کہ امامت کو ان کی ذریت میں قرار دیا اور ان کی تربت میں شفا رکھی اور ان کی قبر کو دعاؤں کی قبولیت کا ذریعہ بنایا۔۔۔(۷۰)

**سوال ۱۹: حضرت امام مہدی (عج) نے پانچ سال کی عمر میں رہبری وقیادت کی صلاحیت کیسے حاصل کرلی؟**

**جواب:** روایات میں یہی مذکور ہے کہ امام حسن عسکریؑ کی وفات کے فوراً بعد امام مہدی (عج) عہدہ امامت پر فائز ہوئے اس وقت آپ کی عمر پانچ سال کی تھی اور اس تھوڑی سی عمر میں بھی منصب امامت کے لئے جس فکر وروحانیت کی ضرورت محسوس ہوسکتی ہے وہ آپ میں بدرجہ اتم موجود تھی۔کیونکہ یہ بات بڑی واضح اور روشن ہے کہ اگر کوئی شخص امامت مسلمین کا دعویٰ کرے اور اس کے پاس فقہ، تفسیر، عقائد اور دیگر علوم کا وجود نہ ہوتو اسے امامت کا دعویٰ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔لیکن اللہ تعالیٰ جسے منصب امامت سے سرفراز کرتا ہے تو اسے امامت کے عہدہ کے مطابق صلاحیت ولیاقت بھی عطا کردیتا ہے تا کہ کوئی شخص یہ نہ کہہ

سکے کہ ہم اسکی امامت کوتسلیم کریں تو کیسے کریں یہ تو ابھی ناسمجھ ہے، اسے مسائل کا ادراک ہی نہیں ہے، فی الحال یہ امت کی رہنمائی کے قابل نہیں ہے، ابھی تو اس کے کھیل کود کے دن ہیں۔

اسی سلسلہ امامت کے دو اور امام بھی کم سنی میں عہدہ امامت پر فائز ہوئے یعنی محمد تقیؑ اور علی نقیؑ بھی تو سات آٹھ برس کی عمر کے تھے کہ منصب امامت پر فائز ہوئے۔اس وقت کی حکومت بھی ائمہ اہل بیت کی شدید مخالف تھی۔حکومت کے لئے سنہری موقع تھا کہ وہ یہ اعلان کرتی کہ لوگو انہیں امام تسلیم نہ کرو کیونکہ ان میں امامت کی صلاحیت موجود نہیں ہے۔لیکن خدا گواہ ہے حکومت، ائمہ اہل بیت پر ظلم وستم تو کرتی رہی لیکن وہ یہ اعلان نہ کرسکی کہ ان میں علم ودانش کی کمی ہے اسی لیے یہ منصب امامت کے لئے موزوں نہیں ہیں۔ حکومت کا خاموش رہنا اور اس طرح کا کوئی اعلان نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ حکومت وقت اپنی تمام تر مخالف کے باوجود یہ جانتی تھی کہ اگرچہ امام کمسن ہیں لیکن علم وفضل میں کسی سے کم نہیں ہیں۔

خلاصہ یہ کہ کم سنی میں مرتبۂ امامت حاصل ہوجانا کوئی نئی بات نہیں کیونکہ دو بزرگ امام جواد اور امام ہادی علیہما السلام سات اور آٹھ برس کے سن میں اس پر فائز مرتبہ ہوچکے تھے اور امام زمانہ (عج) کو یہ بلندی پانچ سال کے سن میں اللہ نے عطا کردی۔

**سوال ۲۰: امام زمانہ (عج) سے کون سے معجزات وکرامات صادر ہوئے تھے؟**

**جواب:** امام عالی مقام سے جو کرامات صادر ہوئے اگر ان سب کو بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے گی۔بطور نمونہ ہم یہاں صرف امام زمانہ (عج) کی چار کرامات نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

۱) ایک عراقی نے آپکی خدمت میں کچھ مال روانہ کیا۔لیکن آپ نے یہ کہہ کر اسکا

مال واپس کر دیا کہ اس میں اسکے چچازاد بھائیوں کا حصہ بھی ملا ہوا ہے۔ اس شخص کی کچھ زمین اسکے چچازاد بھائیوں کے ساتھ مشترک تھی جب اس نے حساب کیا تو پتہ چلا کہ اس کی رقم میں اس کے چچازاد بھائیوں کے چار سو درہم بھی شامل ہیں۔ اس نے چار سو درہم انہیں ادا کئے اور بعد میں امام زمانہ (عج) کی خدمت میں رقم روانہ کی تو آپ نے اسے قبول کرلیا ۔(۷۱)

۲) محمد بن علی بن شاذان نیشاپوری کا بیان ہے کہ میرے پاس مال امام کے چار سو اسی درہم مومنین نے جمع کرائے۔ میں نے دل میں سوچا کہ یہ رقم پانچ سو سے تو صرف بیس درہم کم ہے لہذا کیوں نہ میں اس میں اپنی طرف سے بیس درہم شامل کر کے امامؑ کی خدمت میں بھیج دوں؟

چنانچہ میں نے اس میں اپنی طرف سے بیس درہم شامل کئے اور پورے پانچ سو درہم ''اسدی'' کے پاس روانہ کئے (وہ امام کے محصل اموال تھے) میں نے اپنے خط میں یہ ذکر نہیں کیا تھا کہ اس رقم میں میرے ذاتی بیس درہم بھی شامل ہیں۔

چند دنوں بعد مجھے امام زمانہ (عج) کی طرف سے ایک رقعہ ملا جس میں تحریر کیا تھا ہمارے پاس تمہارے بھجوائے ہوئے پانچ سو درہم مل چکے ہیں جن میں بیس درہم تم نے اپنی طرف سے شامل کئے تھے (۷۲)۔

۳) چند سال قبل متقی ہمدانی کی بیوی کے ساتھ ایک واقعہ پیش آیا پیر اٹھارہ ماہ صفر ۱۳۹۷ھ کی بات ہے کہ متقی ہمدانی کے دو بیٹے شمیران کے پہاڑی میں ایک حادثہ میں بیک وقت وفات پا گئے۔ ان کی موت نے ماں کے دل پر گہرا اثر کیا، اسے سکتہ ہو گیا اور وہ ''کومے'' میں چلی گئی۔ حسب دستور معالجین نے علاج شروع کیا لیکن کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا۔ متقی ہمدانی کا کہنا ہے:

شب جمعہ ۲۲ صفر یعنی حادثہ کو چار روز گزر گئے تھے کہ حاجی مہدی کاظمی جو تہران کے تجار اور شرفاء میں شمار تھے اپنے بھانجے کے ساتھ تہران سے آئے کہ اپنی بہن کو موٹر کار کے ذریعے علاج کے لئے تہران لے جائیں۔ ان کا کہنا ہے:

رات کے گیارہ بجے میں پژمردنی اور دل شکستگی کے ساتھ اپنے کمرہ میں سونے کے لئے گیا۔ یکایک خیال آیا شب جمعہ ہے یعنی شب دعا، شب توسل وتوجہ۔ چنانچہ قران کی چند آیات کی تلاوت کے بعد ایک مختصر دعائے جمعہ پڑھنے کے بعد حضرت بقیۃ اللہ سے متوسل ہوا اور اندوہ گیں دل کے ساتھ سو گیا۔ چار بجے معمول کے مطابق بیدار ہونا گاہ محسوس ہوا کہ برابر کے کمرے سے جس میں بیوی تھی کچھ آوازیں آرہی ہیں۔ آوازیں کچھ بڑھیں اور پھر خاموشی چھا گئی۔

میں نے خیال کیا کہ ہمدان یا تہران کے مہمان آئے ہوں گے چنانچہ کوئی توجہ نہ کی یہاں تک کہ اذان صبح کی آواز بلند ہوگئی۔ وضو کرنے کیلئے برابر کے کمرے میں گیا تو دیکھا کہ میری بڑی لڑکی جس کے لبوں پر بھائیوں کی موت کے بعد مسکراہٹ نہیں آتی تھی بہت خوش ہے اور مسکرا رہی ہے۔

میں نے اس پوچھا: تم کیوں نہیں سوئیں۔

اس نے کہا: ابا جان نیند مجھ سے بھاگ گئی ہے۔

میں نے پوچھا: وہ کیسے؟

اس نے کہا: اس لئے کہ میری ماں چار بجے کے بعد ٹھیک ہو چکی ہیں۔ میں انتظار کر رہی تھی کہ آپ آئیں تو خوش خبری آپ کو سناؤں۔

میں نے بیٹی سے پوچھا۔ اتنی جلدی تمہاری ماں ٹھیک کیسے ہوگئی؟ میری بیٹی نے کہا: ابا جان! والدہ سخت بے قراری کی حالت میں تھیں کہ اچانک چار بجے وہ ہڑبڑا کر اٹھیں

اور کہنے لگیں کہ آقا کو الوداع کہو۔ یہ سن کر ہم سب بیدار ہو گئے۔ ہماری امی جو کہ چلنے پھرنے سے قاصر تھیں اچانک اپنے بستر سے اٹھیں اور کچھ دور تک چلتی گئیں۔ میں بھی اپنی والدہ کے ساتھ چلنے لگی۔

جیسے ہی صدر دروازے پر والدہ پہنچیں تو انہوں نے غیر مرئی شخصیت کو خدا حافظ کہا۔ میں نے والدہ سے پوچھا: امی یہ سب کیا ہے؟

میری اماں نے کہا: بیٹی میں عالم بے ہوشی میں تھی کہ میں نے ایک بزرگوار شخصیت کو دیکھا جنہوں نے بزرگ علمائے دین کا سا لباس پہنا ہوا تھا وہ میرے سرہانے آئے اور مجھ سے کہا: اٹھو۔ میں نے کہا: میں اٹھ نہیں سکتی۔ انہوں نے سخت لہجے میں کہا: اب رونا نہیں اور اب دوا بھی نہ کھانا۔ میں ان کی ہیبت وجلال کی وجہ سے کھڑی ہوگئی اور میں نے تم لوگوں کے صدا دی کہ اٹھو اور بزرگوار کو دروازے تک لے جاؤ۔ تم لوگوں نے اٹھنے میں دیر کی تو میں خود انہیں الوداع کہنے کے لیے دروازے تک چلی گئی۔

بچی کا بیان ہے کہ اس کے بعد میری والدہ کے حواس بجا ہوئے انہوں نے کہا: زہرا میں جاگ رہی ہوں یا خواب دیکھ رہی ہوں؟

میں نے کہا: نہیں امی جان خدا نے آپ کو صحت عطا کی ہے۔ پھر والدہ کمرے تک واپس آئیں والدہ نے بتایا جیسے ہی اُن بزرگوار نے الفاظ کہے کہ ''مت رو'' تو ان کے الفاظ کا اثر یہ ہوا کہ میرے دل سے تمام غم دور ہو گیا۔ (۷۳)

۴) فاضل دانش مند شمس الدین محمد بن قارون بیان کرتے ہیں کہ ''دقوسا'' نامی گاؤں میں ایک شخص رہتا تھا۔ جس کا نام ''نجم'' تھا لیکن لوگ اسے ''اسود'' کے نام سے پکارتے تھے۔ وہ دریائے فرات کے کنارے رہا کرتا تھا۔ اسکی بیوی کا نام فاطمہ تھا۔ وہ بھی شوہر کی طرح سے انتہائی نیک اور دیانت دار خاتون تھی۔

اتفاق قدرت سے میاں بیوی بڑھاپے میں نابینا ہو گئے یہ واقعہ ۱۲۷۱ھ میں پیش آیا تھا۔ کچھ عرصے تک دونوں معذوری کی زندگی بسر کرتے رہے۔ ایک رات اس کی بیوی نے محسوس کیا کوئی اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیر رہا ہے اور اس سے کہہ رہا ہے: ''خدا نے تمہاری بینائی لوٹا دی ہے اپنے شوہر ابوعلی کے پاس جاؤ اور اس کی خدمت میں کوتاہی نہ کرنا۔'' عورت نے جیسے ہی آنکھیں کھولیں تو وہ سب کچھ دیکھ سکتی تھی اس کو پورا کمرہ بقعۂ نور بنا ہوا دکھائی دیا۔ عورت سمجھ گئی کہ یہ قائم آلِ محمد (عج) کی کرامت تھی۔ (۷۴)

**سوال ۲۱: جعفر کذاب کون تھا؟**

جواب: امام علی نقی علیہ السلام کو خدا نے پانچ اولادیں عطا کی تھیں چار بیٹے اور ایک بیٹی۔ جن کے نام یہ ہیں:

۱) امام حسن عسکریؑ۔ ۲) حسین۔ ۳) محمد۔ ۴) جعفر۔ ۵) علیہ۔ ان میں سے جعفر ایک بدکار اور جھوٹا شخص تھا اور اس کے جھوٹا ہونے کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس کا لقب ہی ''جعفر کذّاب'' مشہور ہو گیا۔

یہ شخص امام حسن عسکریؑ کا بھائی اور امام زمانہ (عج) کا چچا تھا۔ امام علی نقی علیہ السلام کی وفات کے بعد اس نے امامت کا دعویٰ کرتے ہوئے کہا تھا کہ اپنے والد کے بعد میں امام ہوں میرے بھائی حسن عسکریؑ امام نہیں ہیں۔

امام علی نقی علیہ السلام کی وفات کے بعد وہ عباسی خلیفہ کے پاس گیا تھا اور اس نے اسے پیش کش کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں بیس ہزار اشرفی نذر کرتا ہوں لیکن اس کے عوض آپ مجھے میرے والد کی مسند امامت پر بیٹھنے کی اجازت دے دیں اور میرے بھائی کو اس مسند سے روک دیں۔

امام حسن عسکری علیہ السلام نے فرمایا تھا: ''میرا جانشین وہی ہوگا جو میری نماز

جنازہ پڑھائے گا۔" چنانچہ آپ کی وفات کے بعد جعفر کذّاب نے امام علیہ السلام کا جنازہ پڑھنے کی کوشش کی تھی کہ اچانک کمرے کا سفید پردہ اونچا ہوا اور اس میں سے ایک نورانی شکل رکھنے والا لڑکا برآمد ہوا۔ اس نے جعفر کی چادر پکڑ کر کہا: چچا! آپ علیحدہ ہو جائیں، اپنے والد کی نماز جنازہ پڑھانے کا میں ہی حقدار ہوں۔ جعفر مبہوت ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور ایک لفظ تک ادا نہ کر سکا۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ جب امام حسن عسکریؑ کی وفات ہوئی تو ایک لڑکا نمودار ہوا اور اس نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور اس نے انہیں لحد میں اتارا۔

ابوالادیان کا بیان ہے کہ ایک بار ہم جعفر کذاب کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ قم سے کچھ لوگ وہاں آئے اور انہوں نے امام حسن عسکریؑ کے متعلق دریافت کیا۔ انہیں بتایا گیا کہ چند روز قبل ان کی وفات ہوگئی ہے۔ انہیں نے پوچھا کہ ان کا وارث کون ہے جسے ہم ان کا پرسہ دیں۔

لوگوں نے جعفر کذاب کی طرف اشارہ کیا۔ وہ جعفر کے پاس آئے اور انہوں نے سلام کیا اور پرسہ دینے کے بعد انہوں نے اسے امامت کی مبارک دی اور کہا کہ ہم آپ کے کچھ دوستوں کے خطوط اور کچھ اموال لے کر آئے ہیں آپ یہ بتائیں کہ ہمارے پاس کن لوگوں کے خطوط ہیں اور ہمارے پاس مال خمس کتنا ہے؟

یہ سننا تھا کہ جعفر بگڑ گیا اور ان سے کہا کہ تم لوگ ہم سے علم غیب کی توقع رکھتے ہو؟! اتنے میں ایک خادم آیا اور اس نے آکر ان سے کہا تمہارے پاس فلاں فلاں افراد کے خطوط ہیں اور تمہارے پاس ایک ہمیانی ہے جس میں ایک ہزار دینار ہیں جن میں دس دینار کھوٹے ہیں۔ وہ امانت میرے حوالے کر دو تا کہ میں تمہاری امانت تمہارے امامِ حق کی خدمت میں پیش کر سکوں۔

یہ سن کر انہوں نے وہ خطوط اور وہ رقم اس خادم کے حوالے کر دی اور کہا: واقعی تو نے صحیح بات کہی ہے اور تو امام حق کا بھیجا ہوا نمائندہ ہے۔ (۷۵)

جعفر کذاب نے تین طرح کی مخالفتیں کی تھیں۔

۱) اس نے امام حسن عسکریؑ کے بعد امامت کا دعویٰ کیا تھا۔

۲) اس نے امام حسن عسکریؑ کے شرعی وارث کا انکار کیا تھا اور کہا تھا کہ میں ہی ان کا وارث ہوں۔

۳) جب امام مہدیؑ نے اس پر اعتراض کیا تو اس نے ارکان حکومت کو امام مہدیؑ کے خلاف بھڑکایا اور انہیں ترغیب دی کہ وہ امام حسن عسکریؑ کے گھر کی تلاشی لیں اور ان کے فرزند کو گرفتار کر کے ٹھکانے لگائیں۔

# فصل سوم

## امام مہدیؑ در عصر غیبت

سوال ۲۲: کیا پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام نے غیبت مہدی (عج) کی پیشین گوئی کی تھی؟

جواب: امام زمانہ (عج) کی غیبت ایک مسلّم حقیقت ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ان کے برحق خلفاء نے اس کا پہلے سے اعلان کر دیا تھا۔ امام مہدیؑ کی غیبت کوئی نئی بات نہیں تھی بلکہ اس کا اعلان مدتوں پہلے کیا جا چکا تھا۔ حضرت رسولؐ مقبول نے ایک مرتبہ فرمایا: مجھے اس ذات کی قسم! جس نے مجھے بشیر بنا کر روانہ کیا ہے میری اولاد میں سے جب قائم عہدہ امامت پر فائز ہوگا تو وہ غائب ہو جائے گا۔ اس کی غیبت اتنا طول پکڑے گی کہ لوگ کہنے لگیں گے کہ اب خدا کو آلِ محمدؐ کی سرے سے کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ کچھ اور لوگ اس کی پیدائش میں شک کریں گے۔ لہٰذا تم میں سے جو کوئی اس کی غیبت کا زمانہ پائے تو اسے چاہیے کہ اپنی دین کی نگہبانی کرے اور شیطان کو اپنے دل میں دراندازی کی اجازت نہ دے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اسے ملت سے پھسلا کر دین سے باہر نکال دے جیسا کہ اس سے قبل وہ تمہارے باپ اور ماں کو جنت سے باہر نکالنے میں کامیاب ہو چکا ہے۔ اللہ نے شیطان کو کفار کا دوست اور حاکم مقرر کیا ہے۔ (۷۶)

۲) اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امیر المومنینؑ نے حضرت قائم (عج) کو یاد کیا اور فرمایا:

''آگاہ رہو وہ اس طرح سے غائب ہوں گے کہ نادان شخص یہ کہے گا کہ اب خدا کو آل محمدؑ کی ضرورت ہی نہیں رہی'' (۷۷) علاوہ بر ایں کتب حدیث میں اس موضوع کی بہت سی روایات موجود ہیں۔

**سوال ۲۳: غیبت صغریٰ اور غیبت کبریٰ سے مراد کیا ہے اور اس کا آغاز کب سے ہوا؟**

**جواب**۔ جب ۲۶۰ھ میں حضرت امام حسن عسکریؑ کی وفات ہوئی تو امامت کبریٰ کا عہدہ حضرت مہدیؑ کو منتقل ہوا۔ آپ کے دشمن آپ کی کھوج میں تھے۔ آپ نے اپنے والد ماجد کے غسل وکفن اور دفن و جنازہ کے مراسم میں شرکت کی اس بعد آپ اپنے گھر کے سرداب میں غائب ہو گئے۔

امام زمانہ (عج) کی غَیبت کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مختصر غَیبت جسے غیبت صغریٰ کہا جاتا ہے اور طویل غیبت جسے غیبت کبریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ غیبت صغریٰ ۲۶۰ھ میں امام حسن عسکریؑ کی وفات سے شروع ہوئی اور ۳۲۹ھ کو آپ کے آخری نامزد کردہ جانشین کی وفات پر ختم ہوئی اور اس غیبت کا کل دورانیہ انہتر ۶۹ سال کا ہے۔ یہ غیبت دو جہتوں سے محدود تھی۔ ۱۔ جہت زمانی۔ ۲۔ جہت شعاعی۔

وقت اور زمانہ کے لحاظ سے یہ تقریباً ستر سال کا وقفہ تھا (یعنی ۶۹ سال چھ ماہ اور پندرہ دن) اور اس وجہ سے اسے غیبت صغریٰ کا نام دیا گیا۔

علاوہ ازیں شعاعی حیثیت سے بھی یہ غیبت محدود تھی کیونکہ یہ ہر کسی سے غیبت نہ تھی۔ اس غیبت کے اثرات محدود تھے۔ یعنی اس ستر سالہ غیبت میں اگر چہ امام زمانہ (عج) لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ تھے۔ کچھ لوگ تھے جن سے براہ راست رابطہ تھا اور یہ آپکے نائبینِ خاص تھے۔ وہ لوگوں کے مسائل امام (عج) کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور امام (عج) کی طرف کے جو جواب موصول ہوتا تھا اسے لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ کبھی

ایسا بھی ہوتا تھا کہ ان نائبینِ خاص کی وساطت سے لوگوں کے گروہ امام زمانہ (عج) کا شرف دیدار حاصل کر لیتے تھے۔ (۷۸)

بعض مورخین کے بیان کے مطابق امام زمانہ (عج) کی ولادت سے ہی غیبت صغریٰ کا آغاز ہو گیا تھا اور ان کے حساب سے غیبت صغریٰ کا آغاز ۲۵۵ھ سے ہوا اور اس کا اختتام ۳۲۹ھ میں ہوا اور یوں غیبت صغریٰ کا دورانیہ چھتر (۷۵) برس پر محیط رہا۔ (۷۹)

جب امام زمانہ (عج) کے چوتھے نائب خاص کی وفات ہوئی تو رابطہ کا دروازہ بند ہو گیا اور اس سے آپ کی مکمل غیبت کا دور شروع ہوا۔ اس دور کو ''غیبت کبریٰ'' کہا جاتا ہے۔ امام جعفر صادقؑ نے اس سلسلہ میں فرمایا: حضرت قائم (عج) کی دو غیبتیں ہوں گی۔ ایک طولانی ہوگی اور ایک چھوٹی غیبت ہوگی (۸۰)

زیادہ وضاحت کے لئے سوال ۳۷ کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

**سوال ۲۴: غیبت صغریٰ کا غیبت کبریٰ میں کیا کردار ہے؟**

**جواب:** یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ امام زمانہ (عج) کی غیبت سے قبل امام نہم کے زمانہ ہی سے غیبت کے لیے زمین ہموار ہونی شروع ہو گئی تھی۔ امام محمد تقیؑ تک تمام لوگ ائمہ سے براہ راست رابطہ کر سکتے تھے لیکن امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے دور میں ان اماموں سے لوگوں کا رابطہ نہایت محدود ہو گیا تھا کیونکہ عملی طور پر دونوں اماموں کی زندگی نظر بندی کی زندگی تھی۔ اس دوران چند مخصوص افراد کے علاوہ ان سے لوگوں کا بظاہر رابطہ نہیں تھا۔ ممکن ہے کہ اس میں خدا کی یہ مصلحت کارفرما ہو کہ لوگوں کو آہستہ آہستہ غیبت سے مانوس کیا جائے۔

امام مہدیؑ نے بھی ابتدا میں غیبت صغریٰ اختیار کی تھی اور ستر سال تک لوگوں کی نگاہوں سے اس لیے پوشیدہ رہے تا کہ لوگوں کو طویل غیبت کے لیے تیار کیا جا سکے۔

اگر امام زمانہ (عج) پہلے دن سے ہی غیبت کبریٰ میں چلے جاتے تو لوگوں کے اذہان ان کی امامت سے منحرف ہو جاتے اور لوگوں کے لئے ان کی غیبت کو تسلیم کرنا مشکل ہو جاتا اسی لئے جب بتدریج لوگوں کے اذہان غیبت صغریٰ کے ذریعہ سے غیبت سے مانوس ہو گئے تو آپ غیبت صغریٰ کو چھوڑ کر غیبت کبریٰ میں چلے گئے اور جو سوال پوچھا جاتا ہے کہ امام زمانہ (عج) نے دو غیبتیں کیوں اختیار کیں اور پہلے دن سے غیبت کبریٰ اختیار کیوں نہ کی؟ تو اس سوال کا جواب بھی یہی ہے جو ہم نے عرض کیا ہے۔

**سوال ۲۵: امام زمانہ (عج) کی غیبت کی وجہ کیا ہے؟**

جواب۔ امام زمانہ (عج) کی غیبت کے علل واسباب کی بحث سے قبل یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آپ کی غیبت کا حقیقی سبب کیا ہے۔ اس کا صحیح علم انسان کے پاس نہیں ہے آپ کی غیبت کی حقیقت کے فلسفہ کو اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے بعد ائمہ معصومین ہی اسے بہتر جانتے ہیں۔ جیسا کہ حسب ذیل روایت میں بیان ہوا ہے۔

عبداللہ بن فضل ہاشمی بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: صاحب الامر (عج) کو لازمی طور پر پردہ غیبت میں جانا ہے اور ان کی غیبت اتنا طول پکڑے گی کہ اہل باطل ان کے وجود میں شک کرنے لگیں گے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: فرزند رسول! وہ غیبت کیوں اختیار کریں گے؟ آپ نے فرمایا: ہمیں اس کا سبب بیان کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ میں نے عرض کیا: ان کی غیبت میں کیا حکمت مضمر ہے؟

آپ نے فرمایا: اس میں وہی حکمت کارفرما ہے جو ان سے پہلے حجت ہائے خدا اور سفیران کی غیبت میں کارفرما تھی۔ قائمؑ کی غیبت کی حکمت ان کے ظہور کے بعد ہی ظاہر ہوگی۔ جیسا کہ حضرت خضرؑ نے کشتی میں سوراخ کیا تھا، اور ایک بچے کو قتل کیا تھا اور ایک گرتی

ہوئی دیوار کو از سر نو بنایا تھا ان کے ان اعمال کی حکمت موسیٰؑ پر اس وقت ظاہر ہوئی تھی جب وہ ایک دوسرے سے جدا ہونے لگے تھے (۸۱)

اس روایت اور اس طرح کی دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ (عج) غیبت کی حقیقی حکمت تو ان کے ظہور کے بعد ہی ظاہر ہو گی۔ البتہ کچھ دوسری وجوہات بھی اس سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں اگر چہ انہیں ہم اسباب غیبت کا نام تو دے سکتے ہیں لیکن ہم انہیں حتمی طور پر آپ کی غیبت کا سبب قرار نہیں دے سکتے۔

آپ کی غیبت کے چند اسباب جو معصومین کی زبانی منقول ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

۱) امتحان و آزمائش۔

آپ کی غیبت لوگوں کے ایمان و نفاق کے لیے آزمائش کا ذریعہ ہے اور اس ذریعہ سے آپ کے خالص اور غیر خالص دوستوں کا امتحان مقصود ہے۔ اگر ہم اسے مختصر الفاظ میں بیان کرنا چاہیں تو یہ کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی غیبت منافق اور مومن کی پہچان کی کسوٹی ہے۔

جعفر جعفی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: مولا! آپ حضرات کی کشائش کا دور کب شروع ہو گا؟

آپ نے فرمایا: وہ وقت بہت دور ہے۔ وہ وقت بہت دور ہے۔ ہماری کشائش اس وقت تک شروع نہ ہو گی جب تک تمہیں چھلنی میں سے نہ گزارا جائے۔ (آپ نے یہ الفاظ تین مرتبہ ارشاد فرمائے)۔ مسلسل امتحان کے ذریعے سے آلائش میں مبتلا افراد جدا ہو جائیں گے اور خالص اور پاکیزہ افراد جدا ہو جائیں گے۔ (۸۲)

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا: جب میرا پانچواں فرزند غیبت میں چلا جائے

تو اپنے دین کا خصوصی خیال رکھنا ایسا نہ ہو کہ کوئی تمہیں دین سے نکال دے۔

اے میرے فرزند! صاحب الامر کے لیے غیبت ضروری ہے اور ان کی غیبت اتنا طول پکڑے گی کہ اہل ایمان کا ایک گروہ اپنے عقیدہ کو خیر باد کہہ دے گا۔ اللہ تعالیٰ غیبت کے ذریعہ سے اپنے بندوں کی آزمائش کرے گا۔ (۸۳)

۳) ظالموں کی بیعت سے محفوظ رہنا۔

امام زمانہ (عج) کی غیبت کے علل و اسباب کے سلسلہ میں اس مفہوم کی روایات بھی موجود ہیں کہ آپ نے اس لئے غیبت اختیار کی ہے تا کہ آپ کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہ ہو۔

حسن بن فضال کا بیان ہے کہ امام علی رضاؑ نے فرمایا: اپنے تیسرے فرزند (امام حسن عسکریؑ) کی وفات کے بعد میں اپنے شیعوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنے امام کی تلاش میں سرگرداں ہو کر ہر جگہ اسے ڈھونڈھ رہے ہیں مگر وہ انہیں کہیں دکھائی نہیں دیتا۔

میں (راوی) نے عرض کیا۔ مولا! وہ کیوں؟

آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہوگی کہ ان کا امام غائب ہو جائے گا۔

میں نے عرض کیا: مولا! وہ کیوں غائب ہو جائے گا؟

آپ نے فرمایا: تا کہ جب وہ تلوار لے کر خروج کرے تو اس کی گردن میں کسی کی بیعت کا قلادہ نہ ہو۔ (۸۴)

۴) دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنا۔

آپکی ولادت باسعادت سے سلاطین ظلم و جور کی نیندیں اڑ گئی تھیں کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ بارہواں امام دنیا سے ہر طرح کے ظلم و جور کو ختم کر دے گا۔ اسی لئے وہ آپ کی جان کے درپے ہو چکے تھے چنانچہ آپ نے حکم الٰہی کے تحت غیبت اختیار کر لی۔

زرارہ بن اعین راوی ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ''زرارہ! ہمارے قائم کے لئے غیبت ضروری ہے''

میں (راوی) نے عرض کیا: مولا! وہ کس لیے؟

آپ نے فرمایا: اسے اپنی جان کا خوف ہوگا۔ اس کی بعد آپ نے اپنے ہاتھ سے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا۔ (۸۵)

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ آپکی غیبت کا سبب صرف جان کا خطرہ ہی نہیں بلکہ مشیت خداوندی کا بھی اس میں دخل ہے۔ کیونکہ آپ کا تعلق اس شجرہ طیبّہ سے ہے جنہوں نے راہ حق میں اپنی جان کی کبھی پرواہ تک نہیں کی تھی شیخ طوسی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ امام زمانہ (عج) کی غیبت کا سبب صرف جان کا خطرہ ہے تو یہ بات صحیح نہیں ہے۔ اگر صرف یہی سبب ہوتا تو پردہ غیبت میں نہ رہتے کیونکہ انبیاء وائمہ نے اللہ کے دین کے لئے ہر دور میں ہر طرح کی جانی و مالی قربانیاں پیش کی ہیں۔ (۸۶)

**سوال ۲۶: آخر بارہ ائمہ کی تعداد پر اصرار کس لیے ہے اور یہ کیوں ضروری ہے کہ خداوند عالم ایک امام کی خاطر نظام طبعی کو معطل کرے؟**

**جواب:** شیعہ امامیہ کے اصول مذاہب میں عقیدہ امامت بھی شامل ہے۔ امامت دراصل تعلیمات نبوت کے تسلسل کا دوسرا نام ہے امامت انسانی سعادت کو اوج کمال پر پہنچانے اور اسے خدا کے قرب و رضا کی منزل پر پہنچانے کا ذریعہ ہے۔ امام انسانیت کا فرد کامل ہے اور امام عالم مادی اور عالم ربوبی کے درمیان رابطہ کا کام انجام دیتا ہے اسلامی روایات کے مطابق وجودِ امام کائنات کی بقاء کا ذریعہ ہے اگر امام اور حجت زمین پر موجود نہ ہو تو زمیں اور اہل زمین ختم ہو جائیں۔

امام سجادؑ نے فرمایا: ''ہم مسلمانوں کے رہبر، اور اہل عالم پر خدا کی حجت، مومنین کے سردار، نیک لوگوں کے رہبر ہیں اور مسلمانوں کے لیے صاحبان امر ہیں۔ ہم اہل زمین کے لیے اسی طرح سے باعث امان ہیں جس طرح سے ستارے اہل آسمان کے لیے باعث امان ہیں۔ ہماری وجہ سے آسمان زمین پر نہیں گرتا۔ ہاں جب خدا چاہے تو ایسا ہوسکتا ہے۔ اگر زمین پر ہمارا وجود نہ ہوتا تو زمین اپنے اہل سمیت ڈوب جاتی''۔

پھر آپ نے فرمایا:

جب سے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا اس دن سے اس نے زمین کو حجت خدا سے خالی نہیں رکھا خواہ وہ حجت ظاہر و مشہور ہو یا غائب و مستور ہو اور قیامت قائم ہونے تک خدا زمین کو حجت سے خالی نہیں چھوڑے گا۔ اگر زمین پر حجت کا وجود نہ ہو تو خدا کی پرستش و عبادت تک نہ ہوگی۔ (۸۷)

اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ہم اصل سوال کی طرف آتے ہیں کہ آخر اماموں کی تعداد بارہ کے عدد ہی میں کیوں منحصر ہے اور اس سے زیادہ کیوں نہیں ہوسکتے؟

جان لینا چاہیے کہ امامت کا مسئلہ اللہ نے کبھی بھی لوگوں کے سپرد نہیں کیا۔ ایسا ہرگز نہیں ہے کہ ایک امام کی وفات یا شہادت کے بعد لوگ جسے چاہیں اپنے لئے امام منتخب کرلیں اگر ایسا ہوتا تو سارے دین پر ہی سوالیہ نشان لگ جاتا اور ہدایت کا سارا نظام ہی درہم برہم ہوجاتا۔ اس سے لوگوں کی گمراہی اور سرگردانی میں اضافہ ہوتا، اسلام کے نام پر باطل احکام کی حکمرانی ہوتی اور اس کے ساتھ ساتھ امامت کے جھوٹے دعویداروں کے لئے بھی راستہ صاف ہوجاتا اور وہ اپنی خودساختہ بدعات سے اسلام کے حسین چہرے کو بگاڑنے کی ہر ممکن کوشش کرتے۔

علاوہ ازیں جب ظلم پیشہ حکام و سلاطین یہ دیکھتے کہ فلاں شخص ہادی ہے اور وہ ظلم

وستم کا مخالف ہے تو وہ اپنی تمام توانائیاں اس کے خلاف صرف کر دیتے اور اس کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکتے۔

اسی لئے اس مسئلہ کی حساسیت کو مدنظر رکھتے ہوئے رسول خدا نے ائمہ کی تعداد مقرر کر دی اور امت اسلامیہ کو بتایا کہ میرے بارہ جانشین ہوں گے پہلا جانشین علیؑ ہوگا اور آخری جانشین امام مہدیؑ ہوگا۔

القصہ حکمت الٰہی یہ ہے کہ بارہویں امامؑ کی عمر اتنی طویل ہو جائے کہ تحریک اصلاحی کو دنیا پر اسلام کے غلبے کی مہلت مل جائے۔ گو اس نصِ صریح اور دقیق خصوصیت کے باوجود اسلامی معاشرہ جھوٹے مدعیان امامت سے محفوظ نہیں رہا چنانچہ زید بن علیؑ بن حسین، محمدؒ بن حنیفہ، اسماعیل فرزند امام صادقؑ اور دوسروں کے لئے مہدی ہونے کے دعوے کئے گئے گو وہ اہمیت اور تاثیر میں کوئی مقام حاصل نہ کر سکے۔ اس بناء پر ائمہ کی تعداد بارہ میں منحصر کرنا کاملاً ضروری تھا کہ اس احتیاج سے جو معاشرہ کے لوازم میں ہے مطابقت رکھی جا سکے۔

اگر ایسا ہوتا کہ ہمارے ائمہ علیہم السلام وفات رسول اکرمؐ کے بعد تین سو برس امن میں بسر کرتے، ہم اس سلسلے میں دقیق مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ امت اسلامی اس مدت میں راہ حیات کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرنے کے ساتھ مختلف اہداف بھی عمومی سطح پر حاصل کر سکتی تھی اور زندگی کے گوناگوں میدانوں میں بھلائیاں پا سکتی تھی۔ ہاں اگر غیبت امام غائب کی ضرورت نہ ہوتی تو فرصت عمل اور غلبہ اسلام کی حفاظت جو جہاد اور پیغمبروں اور فداکار مخلصین کی طولِ تاریخ میں کوشش کا حاصل ہے آہستہ آہستہ ہاتھ سے جاتی رہتی یہاں تک کہ نتیجہ صفر ہو جاتا (۸۸)۔

اب رہا یہ سوال کہ آخر خدا ایک فرد کے لئے طبعی قانون معطل کیوں کرے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایسا اگر ہو گیا ہے تو یہ خدا کی طرف سے پہلی مرتبہ تھوڑا ہی ہوا ہے۔ اس سے قبل کئی بار اللہ نے ہادیان دین کے لیے قوانینِ طبیعت کو معطل کیا ہے۔ مثلاً آگ کا کام ہے جلا دینا یہ طبعی قانون ہے لیکن جب حضرت ابراہیمؑ کو نارِ نمرود میں ڈالا گیا تو وہ ان کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی بن گئی۔ تو کیا اللہ تعالیٰ نے ابراہیمؑ کے لئے قانون طبیعت کو معطل کیا تھا یا نہیں؟

دریا کا کام ہے کہ جو چیز اس میں ڈالی جائے اسے ڈبو دے لیکن جب موسیٰؑ اپنی قوم کو لے کر دریا پر پہنچے تو آپ نے دریا پر عصا مارا اور بارہ راستے بن گئے اور تمام اسرائیلی پیدل اور سواریوں پر سوار ہو کر دریا سے بخیر و عافیت گزر گئے۔ تو کیا اس موقع پر اللہ نے پانی کے طبعی قانون کو معطل کیا تھا یا نہیں؟

حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھ لگاتے ہی اندھے ٹھیک ہو جاتے، مبروص شفایاب ہو جاتے اور ان کے ٹھوکر مارنے سے مردے جی اٹھتے تو کیا ان کے لیے طبعی قانون کو خدا نے معطل کیا تھا یا نہیں؟

اور نبی اکرمؐ کے گھر کے گرد خون کے پیاسے جمع تھے اور رسول خداؐ ان کے درمیان سے گزر گئے کسی نے بھی آپ کو دروازے سے نکلتے ہوئے نہ دیکھا۔ کفار مکہ کا وقتی طور پر اندھا ہو جانا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ان کے درمیان سے گزر کر چلا جانا کیا یہ قانون طبعی کی خلاف ورزی نہیں تھی؟

اگر ان تمام سوالات کا جواب اثبات میں ہے کہ اللہ نے ان ہادیان دین کیلئے فطری اور طبعی قوانین کو معطل کیا تھا تو اگر وہی صاحبِ قدرت خدا امام مہدی (عج) کی عمر کو طویل کر دے تو آخر اس میں اعتراض کیا ہے؟

امام زمانہ (عج) کی طویل عمر سن کر آخر انگشت حیرت منہ میں کیوں دبائی جاتی ہے

اور اسے غیر عاقلانہ اور غیر منطقی نظریہ قرار دینے پر اصرار کیوں کیا جاتا ہے؟

**سوال ۲۷: اگر امام زمانہ (عج) آخری زمانہ میں پیدا ہوتے تو آخر اس میں حرج ہی کیا تھا یوں ان کو غیبت کی ضرورت بھی محسوس نہ ہوتی؟**

**جواب:** تکرار کلام سے بچنے کے لئے اس سوال کا ہم مختصر جواب ان الفاظ میں دیتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ معتبر اسلامی روایات میں مذکور ہے کہ معصوم ائمہ کی تعداد بارہ ہے اور ان سب کا تعلق رحمت عالم کے خاندان سے ہے اور اس سلسلہ کے آخری رہبر امام مہدیؑ ہیں۔

دوسری عرض یہ ہے کہ روایات معتبر سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سنت الٰہی یہ ہے کہ زمین حجت کے وجود سے خالی نہیں رہتی اور اگر ایک لحظہ کے لیے زمین حجت کے وجود سے خالی ہو جائے تو زمین تہس نہس ہو جائے گی۔

تیسری گزارش یہ ہے کہ گیارہویں امام معصوم حضرت حسن عسکریؑ تھے جنہوں نے شہر سامرا میں ۲۶۰ھ کو وفات پائی تھی۔

مذکورہ بالا تینوں گذارشات کو سامنے لکھ کر ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اگر امام زمانہ (عج) اسی وقت پیدا نہ ہوئے ہوتے تو ۲۶۰ھ سے ۱۴۲۶ھ تک کے موجودہ زمانے کا کہیں نام ونشان تک نہ ہوتا۔ اگر امام حسن عسکری کی وفات کے بعد بھی زمین قائم ہے تو اس کی لازمی وجہ یہ ہے کہ اس زمین کا لنگر یعنی امام زمانہ (عج) بھی موجود ہے۔

**سوال ۲۸: امامؑ کی غیبت نہ ہوتی اور ان کی خود محافظت کرتا تو آخر اس میں کیا عیب تھا؟**

**جواب:** مذکورہ سوال کے جواب کے لیے ہم شیخ طوسی کے بیان سے استفادہ کرتے ہیں۔ شیخ طوسی رقم طراز ہیں:

اللہ تعالیٰ کا اصول یہ ہے کہ اس نے انسانوں کو نیکی اور بدی دونوں کے سرانجام

دینے کی قوت عطا کی ہے پھر اس نے ہادیان دین کی وساطت سے انسانوں کو بتایا ہے کہ وہ احکام الٰہی کی پیروی کریں اور برائیوں سے باز رہیں۔

اللہ تعالیٰ جبراً کسی کو برائی سے منع نہیں کرتا اور اگر وہ کسی کو جبری طور پر برائی سے روک دے تو پھر انسانی اختیار اور تکلیف شرعی ختم ہو کر رہ جائے گی اور اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرتا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے امام کو غیبت میں بھیج دیا لیکن جبری محافظت اپنے ذمہ نہیں لی۔ کیونکہ اس سے انسانی اختیارات سلب ہوتے ہیں۔ اور جب اختیار ہی سلب ہو جائے تو پھر تکلیف شرعی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے۔ (۸۹)

سوال ۲۹: امام غائب کے وجود سے مسلمانوں کو کیا فائدہ مل رہا ہے؟

کہا جاتا ہے کہ امامؑ کی زندگی ایک مخصوص طریقے سے بسر ہو رہی ہے۔ حالانکہ ایک پیشوا اور امام کو لوگوں اور مسلمانوں کے درمیان رہنا چاہیے۔ چنانچہ ہم یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ اس امام غائب سے لوگ کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں؟

جواب: امام مہدی (عج) کے غائب ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ وہ ''غیر مرئی وجود'' رکھتے ہیں یا پھر ان کا وجود تخیلاتی ہے۔ ایسا سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ امام عالی مقام بھی ایک طبیعی زندگی بسر کر رہے ہیں البتہ انہیں طول عمر کا ایک استثناء حاصل ہے جو باقی لوگوں کو میسّر نہیں ہے۔ امام زمانہ (عج) اس دنیا میں ہی موجود ہیں البتہ یہ علیحدہ بات ہے کہ لوگ انہیں پہچاننے سے قاصر ہیں۔ (۹۰)

غافل تو یکی لحظہ ز آن شاہ نباشی
شاید کہ نگاہی کند آگاہ نباشی

ترجمہ: تو ایک لحظہ کے لئے اس بادشاہ سے غافل نہ ہو شائد کہ وہ تجھ پر نگاہ کریں اور تو متوجہ نہ ہو۔

مہدی ایک تخیلاتی وجود نہیں بلکہ حقیقی وجود ہے اس کی وضاحت کے بعد ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سچ ہے کہ اگر امام لوگوں کی نگاہوں کے سامنے موجود ہوں تو لوگ ان کی برکتوں سے زیادہ فائدہ حاصل کر سکتے ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر امام غائب ہو تو اس کے وجود کا امت اسلامیہ کو کوئی فائدہ ہی نہیں ہے۔ وجود امام کے بہت سے فوائد ہیں جن میں سے ہم چند فوائد کو اجاگر کرتے ہیں۔

**۱) امام غائب واسطہ فیض ہے اور اہل زمین کے لیے ذریعہ امان ہے۔**

ہم سابقہ اوراق میں ایک حدیث نقل کر چکے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ائمہ معصومین اور امام زمانہؑ اہل زمین کے لیے باعث امان ہیں اگر زمین ان سے خالی ہو جائے تو تباہ و برباد ہو جائے۔ امام کا وجود بہت سی برکات کا ذریعہ ہے خواہ امام حاضر ہو یا غائب اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس مسئلہ کو ایک تمثیل بلیغ سے واضح کیا تھا۔ جب کسی نے آنحضرتؐ سے یہ پوچھا کہ زمانہ غیبت میں وجود مہدی کا آخر کیا فائدہ ہے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مجھے اس ذات کی قسم جس نے مجھے نبی بنا کر مبعوث کیا ہے لوگ اس کے غیبت کے زمانے میں بھی اس کے وجود سے اس طرح سے استفادہ کریں گے جیسا کہ سورج بادل میں چھپا ہوا ہو تو لوگ اس کی روشنی سے استفادہ کرتے ہیں۔ (۹۱)

امام زمانہؑ نے خود بھی فرمایا: جس طرح سے سورج بادلوں میں چھپا ہوا اور لوگ اس کے نور سے استفادہ کرتے ہیں اسی طرح سے میری غیبت کے دور میں بھی لوگ مجھ سے استفادہ کرتے ہیں۔ میں اہل زمین کے سکون و بقا کا ذریعہ ہوں جس طرح سے ستارے

اہل آسمان کے لیے ذریعہ امان ہیں۔ (۹۲)

**۲) امام غائب مسلمانوں کے لیے امید بخش ہیں۔**

امام علیہ السلام کا وجود مسلمانوں کے لیے روشن مستقبل کا ذریعہ ہے۔ شیعہ معاشرہ آپ کو اپنا شاہد تسلیم کرتا ہے اور ہمیشہ آپ کا منتظر رہتا ہے اسی لیے وہ ہمیشہ پُر امید رہتا ہے۔

ایک معاشرہ وہ ہے جو اپنے امام کو موجود اور اپنا شاہد سمجھتا ہے اور اس کا نظریہ یہ ہے کہ انہیں ہر مقام پر اپنے آقا و مولا کی دعائیں اور نگاہ شفقت میسر ہے جب کہ دوسرا معاشرہ یہ سمجھتا ہے کہ ان کے لیے کوئی خدائی رہبر موجود نہیں ہے۔ ان دونوں معاشروں کی نفسیاتی کیفیت میں زمین آسمان کا فرق ہے۔

شیعہ ہمیشہ امام زمانہ (عج) کو اپنا ناصر و حامی سمجھتے ہیں اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ آپ کی رہنمائی میں اپنے ہدف کی طرف بڑھ رہے ہیں اسی لیے وہ زیادہ پُر امید ہیں جب کہ امام زمانہ (عج) کے وجود پر ایمان نہ رکھنے والے ناامیدی اور یاس میں مبتلا ہیں امام زمانہ (عج) نے بھی اپنے ایک فرمان میں شیعوں کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

''ہم ہمیشہ تمہاری سرپرستی کرتے ہیں۔ ہم نے تمہاری مدد اور سرپرستی میں کبھی کوتاہی نہیں کی۔ تم لوگوں کی یاد ہمارے دلوں سے محو نہیں ہوئی۔ تمہیں چاہیے کہ تقویٰ کو اپنا وطیرہ بنا کر ہماری مدد کرو تا کہ جو فتنے تمہاری طرف رخ کر رہے ہیں ہم ان سے تمہیں نجات دلائیں''۔ (۹۳)

خستگان عشق را ایام درمان خواہد آمد
غم مخور آخر طبیب دردمندان خواہد آمد

ترجمہ: عشق کے زخموں سے چور افراد کے لیے دوا کے دن آنے ہی والے ہیں۔ غم نہ کر درد

مندوں کا طبیب آنے والا ہے۔

**۳) آئین اسلام و دین خدا کی پاسداری۔**

امام غائب کی برکات میں سے ایک برکت یہ بھی ہے کہ آپ کے عاشق عصر ظہور کی امید میں ہمیشہ دین اسلام کے دفاع پر کمر بستہ رہتے ہیں۔اس سلسلے میں حضرت علیؑ فرماتے ہیں:

دیکھو ہم (اہل بیت) میں سے جو (ان فتنوں کا دور) پائے گا، وہ اس میں (ہدایت کا) چراغ لے کر بڑھے گا اور نیک لوگوں کی راہ و روش پر قدم اٹھائے گا تا کہ بندھی ہوئی گرہوں کو کھولے اور بندوں کو آزاد کرائے اور حسب ضرورت جڑے ہوئے کو توڑے اور ٹوٹے ہوئے کو جوڑے۔ وہ لوگوں (کی نگاہوں) سے پوشیدہ ہوگا۔ کھوج لگانے والے پیہم نظریں جمانے کے باوجود بھی اسکے نقش قدم کو نہ دیکھ سکیں گے۔ اس وقت ایک قوم کو (حق کی سان پر) اس طرح تیز کیا جائے گا جس طرح سے لوہار تلوار کی باڑ تیز کرتا ہے۔ قران سے ان کی آنکھوں میں جلا پیدا کی جائے گی اور اس کے مطالب ان کے کانوں میں پڑے رہیں گے اور حکمت کے چھلکتے ہوئے ساغر انہیں صبح و شام پلائے جائیں گے (۹۴)۔

امام زمانہ (عج) کے وجود نازنین کے پردہ غیبت میں رہنے کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں لیکن ہم سردست انہی تین فوائد پر اکتفا کرتے ہیں۔

**سوال ۳۰: امام غائب کی تشبیہ بادلوں میں چھپے ہوئے سورج سے کیوں دی گئی ہے؟**

**جواب:** اس سے قبل ہم امام زمانہ (عج) کا یہ فرمان نقل کر چکے ہیں کہ زمانہ غیبت میں لوگ میرے وجود سے اس طرح استفادہ کریں گے جس طرح سے لوگ سورج کی روشنی سے استفادہ کرتے ہیں جب سورج بادلوں کی اوٹ میں ہو۔

ہر چند کہ غائب است آن گل زچمن

از فیض وجود اوست گیتی گلشن

ہر چند کہ در ابر نہاں باشد ہست
از پر تو آفتاب عالم روشن

(اگر چہ چمن سے وہ پھول غائب ہے لیکن اس کے باوجود اس کے وجود سے ہی گلشن کی زمین قائم ہے۔سورج اگر چہ بادلوں کی اوٹ میں چھپا ہوا ہے لیکن سورج کے پرتو سے جہان روشن ہے)

اس تشبیہ بلیغ کی وجہ مشابہت کچھ اس طرح سے ہے:

۱) جب سورج بادلوں کی اوٹ میں ہو تو لوگ اس کا شدت سے انتظار کرتے ہیں تا کہ اس کی روشنی سے زیادہ سے زیادہ بہرہ مند ہو سکیں۔اس طرح سے حضرتؑ کے شیعہ اور محبّ بھی ہمیشہ آپ کے منتظر ہیں اور مایوس نہیں ہوتے۔یہی امید کی روشنی انہیں زندگی کے تمام مراحل میں کامیابی دلاتی ہے اور وہ اسی میں شجاعت و بہادری کے لازول اقدامات کرتے ہیں۔

۲) امام زمانہ (عج) کے متعلق وارد آثار و روایات واحادیث کے بعد بھی اگر کوئی آپ کے وجود کا انکار کرتا ہے تو گویا یہ شخص اُس انسان کی مانند ہے جو بادلوں میں گھرے ہوئے سورج کو دیکھ کر اس کے وجود کا انکار کرتا ہو۔

۳) سورج کی کچھ شعاعیں دکھائی دیتی ہیں اور ان کی ترتیب کی وجہ سے قوس وقزح کے سات رنگ منظر عام پر آتے ہیں۔اس کے علاوہ کچھ غیر مرئی شعاعیں بھی ہوتی ہیں جنہیں ''بالا بنفشی اور تحت احمر شعاعیں'' کہا جاتا ہے۔

سورج کی دو طرح کی نامرئی شعاعوں کی طرح سے آسمانی رہبروں کے اثرات بھی دو طرح کے ہوتے ہیں۔ان کا ایک اثر تو لوگوں کی تعلیم و تربیت کی صورت میں نمودار ہوتا ہے اور ان کا دوسرا اثر ان کی روحانی تربیت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جسے ''تربیت

تکوینی'' کا نام دیا جاسکتا ہے اور تربیت تکوینی ایک ایسی چیز ہے جسے وجدان وضمیر کی گہرائیوں میں تو محسوس کیا جاسکتا ہے لیکن اسے الفاظ وکلمات کے قلب میں ڈھالا نہیں جاسکتا۔ یہ خدائی رہبروں کی تربیت تکوینی ہی ہوتی ہے کہ جس سے گناہ گار قوم اور بدکار افراد کی آن واحد میں کایا پلٹ جاتی ہے۔ غیبت کے بادلوں کے پیچھے وجود امامؑ بھی یہی اثر رکھتا ہے کہ قوی شعاعوں کے ذریعے دور ونزدیک آمادہ دلوں کی شخصیت میں نفوذ کر کے جذبہ مخصوص بیدار کرتا ہے اور اس طرح ان کی تربیت اور تفکر کو جلا بخشتا ہے۔

۴) جس طرح کہ آفتاب کی روشنی یکساں طور پر روشندانوں اور جالیوں سے گھر میں آتی ہے اور اسباب خانہ کی رکاوٹوں کے باوجود اس سے گھر کے اندر روشنی ہو جاتی ہے اسی طرح انسانوں میں شہوات نفسانی اور جسمانی ضرورت کی وجہ سے پیدا ہو جانے والی رکاوٹوں اور دلوں کی روزنوں سے جس قدر وہ اپنے دلوں پڑے ہوئے کثیف پردہ کو ہٹا دیتے ہیں اسی قدر انوار ہدایت اور ائمہ طاہرین علیہم السلام کی رہنمائی سے استفادہ کرتے ہیں۔

۵) ہر چند آفتاب بادلوں کے پیچھے ایک مدت تک چھپا رہتا ہے لیکن اپنی روشنی سے دریغ نہیں کرتا۔ نیز ابر کے بعد بھی زمین وآسمان کو روشن کرتا ہے۔ امام علیہ السلام گرچہ غیبت کے پردے کے پیچھے ہیں لیکن ان کا نور ولایت دنیا کے تمام لوگوں پر چھایا ہوا ہے۔ کیا ہوتا اگر آنجنابؑ کا نور نہ ہوتا، روایات معصومین کی بناء پر زمین اور اہل زمین فنا ہو جاتے۔ خلاصہ یہ کہ امامؑ اہل زمین کے لئے امان ہیں۔

اے کہ درظلِ لوای تو کند گردوں جای
نوبت رایت اسلام برافروشتن است

(اے کہ تیرے پرچم کے سائے میں آسمان پناہ ڈھونڈتا ہے۔ پرچم اسلام کی عظمت دگرگوں ہے)

سوال ۳۱: امام زمانہ (عج) کے نائبانِ خاص کون تھے؟

جواب: لوگوں کی طرف سے حق کی مخالفت امام زمانہ (عج) کی غیبت کا سبب بنی۔ امامؑ نے غیبت صغریٰ میں لوگوں کو ان کے حال پر نہیں چھوڑا تھا۔ آپ نے اس عرصہ میں اپنے چار سفیر مقرر کئے جو کہ مسلمانوں اور امامؑ کے درمیان رابطہ کا ذریعہ تھے۔ لوگ انہیں اپنے مسائل ومشکلات سے آگاہ کرتے تھے، وہ لوگوں کے مسائل امام زمانہ (عج) کے حضور پیش کرتے تھے اور آپ ان کا حل بتاتے تھے۔ لوگوں کی کچھ مشکلات ان نمائندوں نے خود بھی حل کی تھیں۔ حضرت کے نائبین خاص کا مختصر تعارف یہ ہے۔

۱) عثمان بن سعید عمری۔

ان کا تعلق بنی عمرو بن عامر کے خاندان سے تھا اور اسی خاندانی نسبت سے انہیں ''عمری'' کہا جاتا تھا۔ انہوں نے گیارہ برس کی عمر سے خاندان رسالت کی خدمت گزاری کا شرف حاصل کیا تھا۔ انہیں امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کا شرف صحبت حاصل تھا۔ آپ امام حسن عسکریؑ کی زندگی میں ہی ان کے مالیات کے وکیل تھے اور امام حسن عسکریؑ کو ان پر اور ان کے فرزند محمد بن عثمان پر اتنا اعتماد تھا کہ آپ نے ان کے متعلق فرمایا: ''عمری اور اس کا بیٹا میرے باوثوق افراد ہیں اور میری طرف سے جو بھی تم سے بیان کریں وہ بیان حقیقت پر مبنی ہوگا اور انہوں نے وہ بیان مجھ سے سن کر ہی نقل کیا ہوگا۔ یہ دونوں افراد میری نظر میں قابل بھروسہ ہیں لہٰذا تم ان کی باتوں کو سنو اور ان کے احکام پر عمل کرو۔ (۹۵)

عثمان بن سعید ان گنے چنے افراد میں سے تھے جنہیں اس وقت کے پرآشوب حالات میں امام حسن عسکریؑ نے یہ اجازت دی تھی کہ وہ جب چاہیں گھر میں امام مہدی (عج) سے ملاقات کرسکتے ہیں۔

ان کی نیابت کا دور ۲۶۰ھ سے شروع ہوا اور ۳۰۰ھ میں ان کی وفات پر ختم

ہوا۔اس طرح ان کی مدت نیابت چالیس برس تھی۔

**۲) محمد بن عثمان۔**

آپ امام زمانہؑ کے پہلے نائب خاص عثمان بن سعید عمری کے فرزند تھے اور آپ بھی امام زمانہؑ کے سفیر اور وکیل تھے۔آپ نے امام حسن عسکریؑ کی زیارت کا شرف بھی حاصل کیا تھا۔اپنے والد کی وفات کے بعد سفارت و نیابت کے عہدہ پر فائز ہوئے شیعان آل محمدؐ کے خطوط امام زمانہ (عج) کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور وہاں سے جو جوابات موصول ہوتے وہ ان تک پہنچاتے تھے۔

محمد بن علی ابن اسود قمی کا بیان ہے کہ محمد بن عثمان نے اپنے لیے خود قبر تیار کی تھی۔ میں نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ امام علیہ السلام کی طرف سے مجھے حکم ملا ہے کہ میں اپنے معاملات جلد سمیٹ لوں۔(اس سے میں نے یہ استنباط کیا ہے کہ میری موت کا وقت قریب ہے) پھر اس کے دو ماہ بعد ان کی وفات ہوگئی۔انہوں نے ۳۰۴ھ یا ۳۰۵ ہجری میں وفات پائی اس طرح تقریباً ۵۰ سال نیابت کی۔(۹۶)

**۳) حسین بن رَوح نوبختی۔**

آپ اپنے عہد کے نابغہ شخص تھے اور عقل و درایت میں آپ ضرب المثل کا درجہ رکھتے تھے۔آپ محمد بن عثمان کے قریبی اور راز دان ساتھیوں میں سے تھے۔امام زمانہؑ کے فرمان کے تحت محمد بن عثمان کی وفات کے بعد آپ حضرت کے سفیر مقرر ہوئے۔

جب محمد بن عثمان کی بیماری نے شدت اختیار کی تو شیعہ علماء کے وفد نے ایک روز ان سے کہا کہ آپ کے بعد امام زمانہؑ کا سفیر کون ہوگا؟

انہوں نے جواب میں کہا: حسین بن روح میرے جانشین ہوں گے اور یہ صاحب الامر کے معتمد ہیں۔تم لوگ اپنے معاملات میں ان کی طرف رجوع کرو۔مجھے امام علیہ السلام کی

طرف سے حکم ملا ہے کہ میں انہیں اپنا نائب مقرر کروں۔(۹۷)

حسین بن روح امام زمانہ کی طرف سے نیابت کے فرائض سرانجام دیتے رہے یہاں تک کہ ۳۲۶ھ میں ان کی وفات ہوئی۔

۴) علی بن محمد سَمُرِی۔

یہ امام زمانہ (عج) کے چوتھے اور آخری نائب تھے۔ امام علیہ السلام نے اپنے ایک خط میں انہیں تحریر فرمایا کہ تم میرے آخری مخصوص نائب ہو اور اپنے بعد کسی کو اپنا جانشین مقرر نہ کرنا۔

احمد بن ابراہیم کا بیان ہے کہ ایک دن ہم علی بن محمد سمری کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے آغاز کلام کرتے ہوئے کہا: ''خدا علی بن بابویہ قمی پر رحم فرمائے''۔ حاضرین نے وہ تاریخ لکھ لی۔ بعد میں اطلاع ملی کہ اسی دن علی بن بابویہ کی وفات ہوئی تھی۔ امام زمانہؑ کے چوتھے نائب کی وفات ۳۲۹ھ کو ہوئی۔(۹۸)

ان کی وفات سے غیبت صغریٰ کا دور اختتام کو پہنچا اور اس کے بعد غیبت کبریٰ کا دور شروع ہوا۔

**سوال۳۲: کیا تاریخ میں نیابت خاصہ کے دعویداروں کا بھی تذکرہ موجود ہے۔**

**جواب:** جی ہاں۔ کچھ مفاد پرست لوگوں نے حضرت ولی عصر (عج) کی نیابت خاصہ کا غلط دعویٰ بھی کیا تھا جن میں سے کچھ یہ ہیں۔

۱) ابو محمد حسن الشریعی۔

یہ شخص امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے تھا اور نیابت کا سب پہلا جھوٹا دعویٰ کرنے والا یہی تھا۔ اس نے بہت سی غلط باتیں معصومین کی طرف منسوب کی تھیں اور غالیانہ نظریات کا پرچار کیا تھا۔ امام زمانہ (عج) کی طرف سے توقیع مبارک برآمد ہوئی جس

ہیں اس پر لعنت لکھی ہوئی تھی اور امام (عج) نے اسے کافر وملحد قرار دیا تھا۔

۲)محمد بن نصیر النمیر ی۔

یہ امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے تھا اور شریعی کے بعد اس نے نیابت خاصہ کا غلط دعویٰ کیا تھا۔

۳)ابوطاہر محمد بن علی بن بلال۔

اس کا تعلق بھی امام حسن عسکریؑ کے اصحاب سے تھا۔ اس کے اور امام زمانہ (عج) کے نائب اول کے درمیان تنازعات واقع ہوئے تھے۔ کتب رجال میں ان کی تفصیل مذکور ہے۔

۴)احمد بن ہلال کرخی۔

یہ بھی امام حسن عسکریؑ کے اصحاب میں سے تھا۔

۵)حسین بن منصور حلاج۔

اس نے ابتدا میں نیابت امامؑ کا دعویٰ کیا تھا لیکن بعد میں اس سے بھی آگے نکل گیا۔ اس وقت کے علماء نے اسے واجب القتل قرار دیا تھا اور حکومت وقت نے اسے قتل کر دیا تھا صوفیہ کے تمام فرقے اسے اپنا رہبر و رہنما تسلیم کرتے ہیں۔

۶)ابن ابی عزافر محمد بن علی شلمغانی۔

۷)ابودلف مجنون۔

اس نے ابتداء میں نیابت خاصہ کا دعویٰ کیا تھا بعد ازاں اس نے غالیانہ نظریات کا پرچار کیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ پاگل ہو گیا تھا۔

۸)ابوبکر بغدادی۔ یہ ابودلف مجنوں کے ساتھیوں میں سے تھا۔

۹)محمد بن سعد۔ یہ ایک شاعر تھا اور کوفہ میں رہائش پذیر تھا اسکی وفات ۵۴۰ھ میں ہوئی۔

۱۰) احمد بن حسین رازی۔ اسکی وفات ۷۰۶ھ میں ہوئی۔

۱۱) حسین بن علی اصفہانی۔ اس نے ۸۵۳ھ میں وفات پائی۔

۱۲) علی بن محمد سجستانی۔ اس نے ۸۶۰ھ میں وفات پائی۔

۱۳) سید محمد ہندی۔ یہ ایک شاعر اور ادیب آدمی تھا۔ اس نے زندگی کا زیادہ تر حصہ مشہد مقدس میں بسر کیا تھا۔ اس نے ۹۸۷ھ کو وفات پائی۔

۱۴) شیخ محمد مشہدی۔ اس نے ۱۰۹۰ھ میں وفات پائی۔

۱۵) سید علی مشہدی۔ اس نے شاہ سلیمان صفوی کے دور حکومت میں نیابت خاصہ کا مخفی طور پر دعویٰ کیا تھا اور جب اسکا دعویٰ منظر عام پر آیا تو بادشاہ نے اسے قتل کرادیا۔

۱۶) شیخ محمد فاسی مغربی۔ اس نے ۱۱۰۹ھ میں وفات پائی۔

۱۷) میرزا محمد ہروی۔ یہ شخص ہراتی الاصل تھا۔ کچھ عرصہ ہندوستان میں بسر کیا۔ اس نے مرحوم فتح علی شاہ قاچار کے عہد حکومت میں نیابت خاصہ کا دعویٰ کیا تھا۔ مرحوم شاہ نے فتنہ پھیلنے سے قبل اسے قتل کرادیا تھا (۹۹)۔

**سوال ۳۳: ''توقیعات امام زمانہ (عج)'' سے کیا مراد ہے اور کیا حضرت نے مذکورہ توقیعات اپنے دست مبارک سے تحریر فرمائی تھیں؟**

**جواب:** ہم پہلے یہ عرض کر چکے ہیں کہ غیبت صغریٰ کے عرصہ میں امام زمانہ (عج) کی طرف سے چار سفیر متعین کئے گئے تھے جو لوگوں کے سوالات آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے اور آپکے جوابات لوگوں تک پہنچاتے تھے۔ اصطلاحی طور پر آپ کے جواب کو'' توقیع'' کہا جاتا ہے (۱۰۰)۔

غیبت کبریٰ کے زمانہ میں بھی کچھ لوگوں کو امامؑ کی توقیعات موصول ہوئی تھیں جن کی طرف ہم اشارہ کریں گے اور جہاں تک اس سوال کے دوسرے حصہ کا تعلق ہے کہ کیا

مذکورہ توقیعات امام زمانہ (عج) کے اپنے ہاتھوں کی تحریر کردہ تھیں؟ تو اس سلسلہ میں گزارش یہ ہے کہ ہمارے پاس اس بات کے شواہد موجود ہیں کہ ان میں سے اکثر توقیعات آپ کے ہاتھ کی لکھیں ہوئی تھیں۔ بطور نمونہ ہم یہاں چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

۱) محمد بن عثمان عمری کہتے ہیں: امام زمانہ (عج) کی بارگاہ سے کچھ ''توقیعات'' موصول ہوئیں جن کے رسم الخط کو میں اچھی طرح سے پہچانتا ہوں (۱۰۱)۔

۲) اسحاق بن یعقوب بیان کرتے ہیں کہ میں نے کچھ مشکل مسائل محمد بن عثمان کے توسط سے امام زمانہ (عج) کی خدمت میں روانہ کئے۔ ان کے جواب میں امامؑ کے دستخطوں سے جاری شدہ توقیع میرے نام پر صادر ہوئی۔ (۱۰۲)

۳) شیخ صدوق کا بیان ہے کہ امام زمانہ (عج) کی طرف سے میرے والد کے نام ایک توقیع برآمد ہوئی تھی جواب بھی میرے پاس محفوظ ہے۔ (۱۰۳)

علاوہ ازیں بعض روایات میں مذکور ہے کہ صاحب الامر علیہ السلام کی توقیعات محمد بن عثمان کے ہاتھوں صادر ہوتی تھیں اور ان میں بھی وہی خط استعمال ہوتا تھا جو اِن کے والد عثمان بن سعید کے دور میں استعمال ہوا کرتا تھا۔ (۱۰۴)

اس بات کا احتمال بھی موجود ہے کہ امام علیہ السلام کی کچھ توقیعات ان کی تحریر کردہ ہوں اور کچھ توقیعات ان کے فرمان کے تحت ان کے نائبوں نے تحریر کی ہوں۔

حضرت ولی العصر (عج) کی ایک توقیع جو کہ شیخ مفید کے نام پر صادر ہوئی تھی اس کا مضمون ملاحظہ فرمائیں۔

لاخ السدید والولی الرشید الشیخ المفید ابی عبداللہ محمد بن محمد بن النعمان ادام اللہ اعزازہ، من مستودع العھد الماخوذ علی العباد۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اما بعد سلام علیك ایھا الولی المخلص فی

الدين المحضوص فينا باليقينِ...

مضبوط عقیدہ کے مالک بھائی اور درست کردار وہدایت یافتہ شیخ مفید ابوعبداللہ محمد بن محمد بن نعمان کے نام۔ خدا اس کی عزت واحترام کو قائم رکھے۔ اسکی طرف سے جو اس عہد و پیمان کا خزانہ ہے جو خدا نے بندوں سے لیا ہے۔

دین میں با اخلاص دوست پر سلام، جو ہمارے متعلق علم ویقین میں امتیاز کا حامل ہے۔ میں اس خدا کی حمد کرتا ہوں جس کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے اور خدا کی طرف سے درود ورحمت ہو ہمارے آقا و مولا اور ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ پر اور ان کے پاک خاندان پر۔

ہم تمہیں آگاہ کرتے ہیں کہ ہمیں تم سے کتابت کر کے تمہارے شرف وعزت بڑھانے کی اجازت مل چکی ہے اور ہم تم پر یہ ذمہ داری عائد کرتے ہیں کہ جو کچھ ہم تمہیں لکھ رہے ہیں تم ہمارے دوستوں کو یہ تحریر پہنچاؤ، ایسے دوست جنہیں اطاعت کی وجہ سے خدا نے احترام عطا کیا ہے اور اپنی عنایت وحفاظت سے ان کے امور میں کفایت عطا کی ہے اور ان کی مشکلات کو دور کیا ہے۔ لہٰذا ہم تمہیں جو کچھ فرمان جاری کر رہے ہیں اس کی طرف متوجہ رہو اور ہم تمہیں تمہارے اور اپنے معتمد ساتھیوں کے لیے جو لائحہ عمل مقرر کر رہے ہیں تم سب اس پر عمل کرو۔

اس وقت ہم ظالموں کی رہائش گاہوں سے بہت دور سکونت اختیار کر چکے ہیں اور جب تک خدا کی مشیت ہوگی ہم دور ہی رہیں گے لیکن اس کے باوجود ہم تمہارے حالات و اخبار سے اچھی طرح سے واقف ہیں اور تمہارا کوئی معاملہ ہم سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

خدا کے تقویٰ کو اپنے لیے پیشہ بناؤ اور تقویٰ کے ذریعہ سے ہماری مدد کرو تا کہ ہم آنے والے فتنوں اور حوادث سے تمہیں محفوظ رکھ سکیں جو کہ ہلاکت کا موجب ہو سکتے ہیں۔

تمہیں ایسے عمل کرنے چاہئیں جو تمہیں ہماری محبت وقربت کا مقام دلا سکیں اور تمہیں ایسے تمام اعمال سے پرہیز کرنا چاہیے جو ہماری ناراضگی اور نفرت کا سبب ہوں کیونکہ ہمارا امر و ظہور اچانک ظاہر ہوگا اس وقت توبہ و رجوع الی اللہ کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور گناہوں پر پشیمانی ہماری سزا سے کسی کو بچا نہیں سکے گی۔ خداوند عالم تمہیں رشد و ہدایت کا راستہ دکھائے اور اپنی رحمت کے ذریعے سے وسائلِ توفیق تمہارے لیے آسان بنائے۔ (۱۰۵)

**سوال ۳۴: کیا یہ بات امکان پذیر ہے کہ ایک انسان صدیوں پر محیط طویل زندگی بسر کرے تا کہ ہم مہدی (عج) کو اس طویل عمر کا مصداق قرار دیں؟**

**جواب:** امام زمانہ (عج) کی طول عمر کے مسئلہ کے لیے ہمیں دو نکات پر بحث کی ضرورت ہے۔ پہلا نکتہ تو یہ ہے کہ کیا ایک انسان انسانوں کی عمومی عمر سے تجاوز کر کے کئی صدیوں پر محیط زندگی بسر کر سکتا ہے؟ اور دوسرا نکتہ یہ ہے کہ اگر بالفرض یہ بات مان بھی لی جائے کہ ایک انسان صدیوں طویل زندگی بسر کر سکتا ہے تو کیا تاریخ انسانیت میں اتنے طویل العمر افراد ہوئے بھی ہیں یا نہیں؟ اور جب یہ دو باتیں پائے ثبوت کو پہنچ جائیں تو پھر امام زمانہ (عج) کی طول عمر پر بھی کوئی تعجب محسوس نہیں ہوگا۔

ہم یہاں اس سوال کے پہلے نکتہ پر ہی اپنا توجہ مبذول کرتے ہیں کہ کیا اتنی طویل عمر کا امکان ہے بھی یا نہیں؟ اس بحث کے بعد ہم ''معمرین'' دنیا کا بھی مختصر تذکرہ کریں گے۔ جب بھی کوئی انسان لفظ ''امکان'' ادا کرتا ہے تو اس سے تین امکان میں سے ایک کی شکل مراد ہوتی ہے کہ بذاتِ خود ''امکان'' کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ امکانِ عملی ۲۔ امکانِ علمی۔ ۳۔ امکان منطقی یا فلسفی۔

۱) امکان عملی سے یہ مراد ہے کہ کوئی کام اس حد تک آسان کر دیا جائے کہ ہر شخص کے وجود میں اس کی استعداد و قابلیت دکھائی دینے لگے۔ مثلاً کسی زمانہ میں چاند پر پہنچنے

کو ناممکن سمجھا جاتا تھا اور سمندر کی تہہ تک جانے کو امر محال خیال کیا جاتا تھا لیکن جدید سائنس نے دونوں کام اتنے آسان بنا دیئے ہیں کہ اب چاند گاڑی کے ذریعہ سے ہر شخص چاند کی سطح پر قدم رکھ سکتا ہے اور مخصوص آبدوزوں سے انسان سمندر کی تہہ کو بھی دیکھ سکتا ہے ۔ چنانچہ اس طرح کے امکان کو امکانِ عملی کہا جاتا ہے۔

۲) امکان علمی سے مراد یہ ہے کہ کوئی کام ابھی تک وقوع پذیر نہ ہوا ہو لیکن اسکے وقوع پذیر ہونے میں کوئی رکاوٹ حائل نہ ہو۔ مثلاً ابھی تک انسان نے سیارہ زہرہ پر قدم نہیں رکھا لیکن سائنسی علوم کی پیش رفت سے وہ اس قابل ضرور ہو گیا ہے کہ اگر چاہے تو وہ زہرہ پر بھی قدم رکھ سکتا ہے۔

اس طرح کے امکان کو امکان علمی کہا جاتا ہے ۔ لیکن بعض کام علمی و نظریاتی حوالے سے بھی ناممکن ہوتے ہیں مثلاً علمی طور پر زہرہ پر قدم رکھنا تو ممکن ہے لیکن سورج پر علمی طور پر بھی قدم رکھنا ناممکن ہے۔ کیونکہ تجربہ اور علم کی روشنی میں اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایسا لباس بنانا ممکن ہو جو آفتاب کی وحشتناک اور ڈراؤنی بھٹی میں انسان کو محفوظ رکھ سکے۔

۳) فلسفی و منطقی امکان اور عدم امکان سے یہ مراد ہے کہ انسان عقل و شعور اور سابقہ تجربات کی بنا پر کسی چیز کو ممکن قرار دے یا ناممکن قرار دے۔

مثلاً اگر ہمارے پاس تین سنگترے ہوں اور دو آدمیوں کو پورے پورے سنگترے دینا چاہیں تو ہم انہیں پورے سنگترے نہیں دے سکیں گے سوائے اس کے کہ ایک کے دو حصے کر دیں کیونکہ لینے والے افراد دو ہیں اور سنگترے تین ہیں ۔ دو کا عدد جفت ہے اور تین کا عدد طاق ہے ۔ طاق عدد کو جفت میں برابر تقسیم نہیں کیا جاسکتا ۔ چنانچہ اگر ہمیں تین سنگترے دو افراد میں برابر تقسیم کرنے پڑیں تو ہر فرد کو ڈیڑھ ڈیڑھ سنگترہ دینا ہوگا۔ لیکن یہ کبھی

نہیں ہوگا کہ تین سنگتروں کو آدھا کیے بغیر دو افراد میں برابر تقسیم کیا جائے۔

اس کے برعکس آگ بچاؤ (fire proof) لباس پہن کر اگر انسان آگ میں چلا جائے اور نہ جلے یا سورج پہ پہنچ جائے کہ اس پر کوئی اثر نہ کرے تو یہ منطقی حوالے سے محال و ناممکن نہیں ہوگا کیونکہ اس میں کسی طرح کا کوئی تناقص نہیں پایا جاتا۔

اس مثال سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ امکان منطقی کا دائرہ امکان عملی کے دائرہ سے کہیں وسیع ہوتا ہے۔

اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ منطقی حوالے سے ایک انسان ہزاروں سال زندگی بسر کرسکتا ہے کیونکہ عقلی لحاظ سے یہ بات محال نہیں ہے اور اس مفروضہ میں کسی طرح کا تناقص موجود نہیں ہے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ''زندگی'' اس مفہوم کا دوسرا نام ہے جس میں ''مرگ زودرس'' پوشیدہ نہ ہو۔ البتہ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس طرح کی طولانی زندگی عملی امکان کے دائرہ سے خارج ہے۔

ادھر عملی امکان کی طرف توجہ مبذول کی جائے تو یہ مسئلہ زیادہ واضح ہوکر سامنے آتا ہے کیونکہ موجودہ علم کسی طرح سے نفی نہیں کرتا۔

بڑھاپے اور کہن سالی کا تعلق علم فزیالوجی سے ہے اور اس علم کے تحت بڑھاپا اور پیرانہ سالی اس طبیعی قانون کا نتیجہ ہے جو انسانی جسم کے خلیوں پر حکم فرما ہے اور اس قانون کا خلاصہ یہ ہے کہ آخری مرحلہ رشد پر پہنچنے کے بعد جسم آہستہ آہستہ فرسودہ ہونے لگتا ہے، زندگی کو جاری رکھنے کے لئے اس کی قوتوں میں کمی پیدا ہونے لگتی ہے اور یہی کمی بڑھتے بڑھتے اس کے بدن کے خاتمہ کا ذریعہ بن جاتی ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ انسانی بافتوں میں جو اختلال پیدا ہوتا ہے وہ اندر سے پیدا

ہوتا ہے یا بیرونی عناصر کی مداخلت سے اس میں اضمحلال پیدا ہوتا ہے۔ موجود میڈکل سائنس آج یہی سوال اپنے آپ سے پوچھ رہی ہے اور وہ اس سوال کا جواب دینے کی کوششوں میں لگی ہوئی ہے۔

مختلف تجربات کے بعد اس سوال کے مختلف جوابات اب تک منظر عام پر آئے ہیں۔ اس سوال کا ایک جواب یہ دیا گیا ہے کہ اگر کوئی جسم بیرونی عوامل سے محفوظ رہے تو علمی نظریہ کے تحت انسانی زندگی کے طویل ہونے کا امکان موجود ہے۔

جب کہ ایک اور نظریہ یہ ہے کہ انسانی خلیوں میں ٹوٹ پھوٹ کا عمل جاری رہتا ہے اور اگر باہر سے اس پر کوئی چیز اثر انداز نہ بھی ہو تو بھی وہ خلیے آہستہ آہستہ نابود ہو جاتے ہیں اور یوں جسم موت کی وادی میں چلا جاتا ہے۔

اس نظریہ کے ماننے والے افراد یہ کہتے ہیں کہ اس سوال کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس قانون میں کسی طرح کے استثناء اور ترمیم کی گنجائش نہیں ہے۔

اس نظریہ کے علاوہ ''انعطاف پذیری'' کا قانون بھی اپنی جگہ پر مسلم ہے۔ کیونکہ ہم اپنی تجربہ گاہوں میں اس امر کا مشاہدہ کرتے ہیں کہ بڑھاپا فزیالوجی کا نتیجہ ہے اس کا وقت اور زمانہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کبھی یہ وقت سے پہلے آجاتا ہے اور کبھی بہت بعد میں آتا ہے۔ کیونکہ بہت سے معمر افراد کو ہم دیکھتے ہیں کہ اُن کے اعضا پر بڑھاپے کے اثرات طاری نہیں ہوئے بلکہ ان میں نرمی اور تازگی برقرار ہے۔ (۱۰۶)

میڈیکل سائنس میں آج یہ بات تسلیم کی جا چکی ہے کہ انسان کی عمر صرف ستّر یا اَسّی سال تک محدود نہیں ہے۔ جب کہ انسانی اعضاء اس قابل ہیں کہ وہ طویل زندگی بسر کرسکیں۔ موت کی وجہ وہ اختلال ہے جو جسم کے تمام اعضائے رئیسہ یا کسی ایک عضو رئیس میں پیدا ہوتا ہے اور جب تک اختلال نہ ہو اس وقت تک موت نہیں آسکتی۔ اگر یہ اختلال

کسی جوان شخص کے وجود میں آجائے تو وہ عین جوانی ہی میں لقمہ اجل بن جاتا ہے اور اگر کسی شخص کا بدن اس اختلال سے محفوظ رہے تو وہ طویل عمر پانے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔موت کسی نہ کسی اختلال کی وجہ سے آتی ہے عمر کی زیادتی موت کا سبب نہیں ہوتی۔(۱۰۷)

میڈیکل سائنس کے ماہرین نے موجودات زندہ کے لئے عمر طبیعی کے مختلف انداز مقرر کئے ہیں ۔مثلاً ''پاولوف'' کہتے ہیں کہ انسان کی طبیعی عمر ایک سو سال ہے ''مچینکوف'' کہتے ہیں کہ ایک انسان ایک سو پچاس برس سے ایک سو ساٹھ برس تک طبیعی عمر پاسکتا ہے۔جرمنی کے میڈیکل پروفیسر ''کوفلینڈ'' کہتے ہیں کہ انسان کی طبیعی عمر دو سو سال ہے۔مشہور فزیالوجسٹ ''فلوگر'' کہتے ہیں کہ انسان کی طبیعی عمر چھ سو سال ہے۔مشہور ماہر حیاتیات انگریز فلاسفر بیکن کے خیال کے مطابق انسان کی طبیعی عمر ایک ہزار سال ہے۔

لیکن دور جدید کے ماہرین حیاتیات نے ان تمام نظریات کا ابطال کرتے ہوئے کہا ہے کہ عمر طبیعی کے لئے کوئی حد مقرر نہیں کی جاسکتی۔چنانچہ کولمبیا یونیورسٹی کے پروفیسر ''اسمیس'' کہتے ہیں:

جس طرح سے آواز کی رفتار ٹوٹ چکی ہے اور انسان نے ایسے جہاز بنا لئے ہیں جو کہ آواز کی رفتار سے بھی تیز ہیں اسی طرح سے انسانی عمر کے پیمانے بھی ٹوٹ جائیں گے اور ہم نے آج تک جتنی عمر دیکھی ہے اس سے کہیں بڑی عمر وجود میں آنے والی ہے۔(۱۰۸)

ان نظریات کی بناء پر انسانی عمر کی کوئی ایسی حد متعین نہیں کی جاسکتی جس سے تجاوز ممکن ہو۔

ڈاکٹر کارل کے تجربات جن کا آغاز جنوری ۱۹۱۲ء میں ہوا تھا کہ روشنی میں مندرجہ

ذیل نتائج حاصل ہوئے تھے:

۱۔ یہ خلویاتی اجزاء باقی اور زندہ رہتے ہیں۔ اب تک ان کے مرنے کا سبب خواہ خوراک کی کمی سے ہو یا کچھ جراثیم کے نفوذ سے معلوم نہیں کیا جاسکا۔

۲۔ یہ نہ صرف زندہ رہتے ہیں بلکہ بڑے ہوتے ہیں اور اپنی تعداد بڑھاتے رہتے ہیں۔

۳۔ ان خلیوں کی قوت اور کمزوری کی اور بڑا ہونا اور تعداد بڑھانا ان کی خوراک کی فراہمی پر موقوف ہے۔

۴۔ وقت گزرنے سے بڑھاپے اور کمزوری میں ان کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑھاپا لانے میں تو ان کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ وہ ہر زمانے میں پہلے کی طرح ہمیشہ بڑھتے ہیں اور اپنی تعداد بڑھاتے ہیں۔ بہر حال یہ بات قابل ذکر ہے کہ تحقیق کرنے والے مسلسل ان پر نظر رکھے ہوئے ہیں۔ (۱۰۹)

اب تک کی گفتگو سے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ امام زمان کی عمر طولانی اور غیر معروف ناممکن نہیں ہے بلکہ موجودہ علم طولانی عمر کو جوانی اور شادابی کے ساتھ کاملاً ممکن گردانتا ہے۔ اب اس امر پر توجہ کرتے ہوئے کہ وجود اِمامؑ دنیا اور نوع انسانی کے لئے ضروری ہے اور یہ بھی ہے کہ معصوم اماموں کو تعداد بارہ سے زیادہ نہیں ہے جیسا کہ بہت سی دلالت کراہی ہیں اس سے بات کا اثبات ہوتا ہے کہ مہدی موعودؑ جو پانچ سال کی عمر کے بعد غائب ہوگئے تھے زندہ ہیں اور غیبت کی حالت میں زندگی گزار رہے ہیں۔

**سوال ۳۵: اگر ''طول عمر'' کا مفروضہ مان لیا جائے تو کیا دنیا میں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں؟**

**جواب:** سابقہ جواب میں ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ انسان طویل عمر تک زندہ رہ سکتا ہے۔ اب یہ سوال انتہائی برمحل ہے کہ کیا انسانی تاریخ میں صدیوں عمر پانے والے افراد

گزرے بھی ہیں یا نہیں؟

اس سوال کے جواب کے لیے ہم چند دلائل پر اکتفا کریں گے۔

**۱) دلیل تاریخی۔**

انسان عام طور پر کسی بھی سوال کے جواب کو اپنی گرد و پیش کے ماحول میں تلاش کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اگر وہ کوئی ایسی بات سنے یا دیکھے جو اس کے گرد و پیش میں موجود نہ ہو تو اسے انتہائی تعجب خیز بات قرار دیتا ہے۔

امام زمانہ (عج) کی طول عمر کے مسئلے کے لیے بھی ہمارے تعجب کی وجہ بھی یہی ہے کہ ہمیں اپنے گرد و پیش میں اس طرح کا واقعہ دکھائی نہیں دیتا۔ جب کہ تاریخ کے اوراق میں طویل عمر پانے والوں کی ایک طویل فہرست موجود ہے۔ اس سلسلے میں سید ابن طاؤس رحمۃ اللہ علیہ کا جواب انتہائی لائق توجہ ہے۔ انہوں نے فرمایا:

فرض کریں اگر آج ہمارے سامنے کوئی شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں پانی کی سطح پر چل سکتا ہوں تو ہم میں سے کوئی بھی شخص اس کی بات پر اعتماد نہیں کرے گا اور اگر وہ کہے کہ میں تمہارے سامنے اس کا عملی مظاہرہ کرنے پر تیار ہوں تو ہزاروں افراد اس مظاہرے کو دیکھنے کے لیے جمع ہو جائیں گے اور بڑے تعجب سے اسے پانی کی لہروں پر چلتا ہوا دیکھیں گے۔ اگر دوسرے روز کوئی دوسرا شخص یہی دعویٰ کرے کہ میں پانی کی لہروں پر چل سکتا ہوں اور میں اسکا عملی مظاہرہ کرنے پر بھی تیار ہوں۔ تو ہمیں تعجب ضرور ہوگا کہ لیکن پہلے جتنا تعجب نہیں ہوگا۔ اس کے عملی مظاہرہ کو دیکھنے کے لیے انسانوں کی اتنی بڑی تعداد جمع نہیں ہوگی جتنی کہ پہلے شخص کے مظاہرہ کے وقت جمع ہوئی تھی۔

پھر اگر تیسرے روز تیسرا شخص یہی دعویٰ کرے اور کہے کہ میں فلاں دن اس کا عملی مظاہرہ کر کے دکھاؤں گا تو لوگوں کو اس پر قلیل سا تعجب ہوگا اور اس کا مظاہرہ دیکھنے کے لیے

بھی تھوڑے سے آدمی جمع ہوں گے۔

پھر اگر چھوتھے روز چوتھا شخص یہ دعویٰ کرے کہ میں پانی کی لہروں پر چل سکتا ہوں اوراس کا فلاں روز عملی مظاہرہ کروں گا۔ یقین جانیں! یہ دعویٰ سن کر نہ تو کسی کو تعجب ہوگا اور نہ ہی کوئی اسکا عملی مظاہرہ دیکھنے کے لیے جائے گا۔

حضرت مہدی (عج) کی طول عمری کا معاملہ بھی اس مثال سے ملتا جلتا ہے کیونکہ تم نے خود روایت کی ہے کہ حضرت ادریسؑ آج تک آسمان پر زندہ ہیں۔ پھر تم نے اسکے بعد روایت کی کہ حضرت خضرؑ زمین پر ابھی تک زندہ ہیں۔ اس کے بعد پھر تم نے یہ روایت کی کہ حضرت عیسیٰؑ آسمان پر زندہ ہیں اور وہ امام مہدیؑ کے دور میں آسمان سے اتر کر آئیں گے اور وہ امام مہدیؑ کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے۔

اب عجیب بات یہ ہے کہ تم نے پہلے تین افراد کی طویل زندگی کو تو مان لیا لیکن جب امام زمانہؑ کی باری آئی تو تم نے انکار کر دیا۔ (۱۱۰)

انسانی تاریخ میں طویل عمر پانے والے افراد کی پوری فہرست موجود ہے جنہیں اصطلاحی طور پر ''معمّرین'' کہا جاتا ہے۔ اور یہ وہ افراد ہیں جنہوں نے غیر معمولی طویل زندگی پائی تھی۔

مشہور مورخ مسعودی نے اپنی کتاب مروج الذہب میں چند ''معمّرین'' کے نام اور عمریں نقل کی ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

آدمؑ کی عمر ۹۳۰ سال تھی، شیث بن آدمؑ نے ۹۱۲ سال زندگی پائی تھی، انوش کی عمر ۹۶۰ سال تھی، قینان کی عمر ۹۲۰ سال تھی، مہلائیل نے ۷۰۰ سال عمر پائی تھی، حضرت لوطؑ کی عمر ۷۳۲ سال تھی، ادریسؑ کی عمر ۳۰۰ سال تھی، متوشالح کی عمر ۹۶۰ سال تھی، لمک کی عمر ۷۹۰ سال تھی، نوح علیہ السلام کی عمر ۹۵۰ سال تھی، ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۹۵ سال

تھی، کیومرث کی عمر ۱۰۰۰ سال تھی، جمشید کی عمر ۶۰۰ سال تھی، دیا کی عمر ۹۰۰ سال تھی، عمر بن عامر کی عمر ۸۰۰ سال تھی اور عاد کی عمر ۱۲۰۰ سال تھی (۱۱۱)

عین ممکن ہے کہ یہ اعداد شمار غیر معتبر ہوں اور ان میں مبالغہ آرائی کی گئی ہو لیکن حضرت نوح علیہ السلام کی عمر کا تذکرہ تو قران مجید میں بھی موجود ہے جو کہ نا قابل انکار ہے۔ اگر چہ کچھ مورخین نے ان کی عمر دو ہزار پانچ سو سال لکھی ہے اور پھر کہا ہے کہ یہ ان کی کُل عمر تھی اس میں سے انہوں نے ساڑھے نو سو برس تک تبلیغ دین کی تھی۔

اگر ہم مورخین کی اس بات سے اتفاق نہ بھی کریں پھر بھی قران کریم میں یہ آیت مجیدہ موجود ہے:

"وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰی قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا فَاَخَذَهُمُ الطُّوفَانُ وَهُمْ ظَالِمُونَ" (عنکبوت۔ ۱۴)

ترجمہ: ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کے پاس بھیجا اس نے ان میں ساڑھے نو سو سال تک قیام کیا۔ پھر انہیں طوفان نے آلیا اور وہ ظالم تھے۔

مفکر و عالم شہید سید محمد باقر الصدر فرماتے ہیں: شاید یہ ایک اتفاق ہو کہ انسانی تاریخ میں دو افراد ایسے ہیں جنہوں نے انسانی تمدن کو ہر طرح کی غلاظت سے پاک کیا۔ ایک شخصیت گزر چکی ہے اور ایک موجود ہے۔ اور ان دونوں کو خدا نے طویل عمر سے ممتاز کیا۔

پہلی شخصیت حضرت نوحؑ کی تھی جن کے متعلق قران حکیم نے فرمایا کہ انہوں نے ساڑھے نو سو برس کی غیر معمولی زندگی پائی تھی اور انہی کے زمانہ میں طوفان آیا تھا اور ان کے ساتھ سے ہی جہان کی تعمیر نو عمل میں آئی تھی اور دوسری شخصیت حضرت امام مہدیؑ کی ہے۔ خدا نے انہیں بھی غیر معمولی عمر عطا کی ہے اور انہیں ہی انسانیت کی تاریخ کو بدلنا ہے

اور نقش قدیم کی جگہ نقش جدید ثبت کرنا ہے۔ ہمیں امت اسلامیہ پر تعجب ہے کہ وہ حضرت نوحؑ کی غیر معمولی عمر کو تو تسلیم کرتے ہیں لیکن جب امام مہدی (عج) کی غیر معمولی عمر کی بات سنتے ہیں تو اسے تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتے۔ (۱۱۲)

اس بحث سے یہ حقیقت کھل کر سامنے آتی ہے طویل عمر نہ صرف ممکن ہے بلکہ تاریخ میں اس کی مثالیں بھی موجود ہیں۔

۲) دلیل نقلی۔

نقلی دلیل سے مراد پیغمبر اکرم اور معصومین صلوات اللہ علیہم کی زبانی نقل ہونے والی احادیث وروایات ہیں۔ ان نصوص کو چند قسموں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

قسم اول: اس قسم میں وہ روایات شامل ہیں جن میں ہادیان دین سے منقول ہے کہ زمین حجت خدا کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ جیسا کہ امیر المومنینؑ نے کمیل بن زیاد سے فرمایا: بلٰی! لاتخلو الارض من قائم للہ بحجة: اما ظاھرا مشھورًا اوخائفاً مغمورًا لئلا تبطل حجج الله وبیّناته.......... (۱۱۳)

ہاں! مگر زمین ایسے فرد سے خالی نہیں رہتی کہ جو خدا کی حجت کو برقرار رکھتا ہے چاہے وہ ظاہر و مشہور ہو یا خائف و پنہاں تا کہ اللہ کی دلیلیں اور نشان مٹنے نہ پائیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: اگر دنیا میں صرف دو افراد باقی ہوں تو ان میں سے ایک امام ہوگا۔ (۱۱۴)

قسم دوم: اس قسم میں وہ روایات شامل ہیں جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے جانشین بارہ ہیں اور ان سب کا تعلق خاندان قریش اور اہل بیت رسول سے ہے۔ چنانچہ درج ذیل روایات ملاحظہ فرمائیں:

جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول خداؐ سے سنا آپ نے فرمایا:

"لا یزال هذاالدین عزیزا منیعاالی ان یمضی فیهم اثنیٰ عشر خلیفة"

یہ دین اس وقت تک غالب اور محفوظ رہے گا۔ جب تک اس میں بارہ خلیفہ رہیں گے۔

اس کے بعد آپ نے کچھ ارشاد فرمایا جسے میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ آنحضرتؐ نے کیا فرمایا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: ان سب کا تعلق قریش سے ہوگا۔ (۱۱۵)

رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: یا علی! میں اور تم اور میری نسل کے گیارہ امام زمین کا قفل ہیں۔۔۔ ہمارے سبب خدا نے زمین پر پہاڑوں کی میخیں نصب کیں تا کہ زمین اپنے اوپر رہنے والوں کو کہیں لے نہ ڈوبے اور جب میرا بارہواں بیٹا دنیا سے رخصت ہوگا تو زمین اپنے رہنے والوں کو لے ڈوبے گی اور انہیں مہلت نہ دی جائے گی۔ (۱۱۶)

قسم سوئم: اس قسم میں وہ روایات شامل ہیں جن میں امام مہدی (عج) کا نام اور ان کی صفات مشخص کی گئی ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی یہ حدیث ہے:

مہدی (عج) میری اولاد میں سے ہوگا۔ وہ میرا ہم نام اور میری کنیت کا ہوگا اور وہ رفتار وگفتار میں تمام لوگوں کی بہ نسبت مجھ سے زیادہ مشابہت رکھتا ہوگا۔ اس کے لئے ایک طولانی غیبت اور حیرت انگیز اضطراب ہے۔ اس کے متعلق لوگ گمراہی میں مبتلا ہوں گے۔ طولانی غیبت کے بعد وہ ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح سے ظاہر ہوگا اور ظلم وستم سے بھری ہوئی زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا۔ (۱۱۷)

قسم چہارم: یہ قسم ان روایات پر مشتمل ہے جن میں یہ بتایا گیا ہے کہ امام غائب کے ظہور سے قبل قیامت قائم نہ ہوگی۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد ہے:

قیامت بپا نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے خاندان واہل بیت میں سے ایک شخص قیام کرے گا جو کہ میرا ہم نام ہوگا۔ (۱۱۸)

قسم پنجم: اس قسم میں وہ روایات شامل ہیں جن میں ہر دور کے امام کی شناخت کو بیان کیا گیا ہے۔ جیسا کہ حارث بن مغیرہ کی اس روایت میں ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: فرزند رسول! رسول کا فرمان ہے۔ جو اپنے زمانے کے امامؑ کو پہچان کر نہ مرا تو وہ جاہلیت کے موت مرا۔ آخر اس حدیث کا مفہوم کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جی ہاں! یہ صحیح ہے۔

میں (راوی) نے عرض کیا: آیا اس سے کاملی جاہلیت مراد ہے یا صرف امام زمانہؑ کی عدم واقفیت و جہالت مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: اس سے کفر و نفاق و گمراہی مراد ہے (۱۱۹)

جب ہم ان تمام روایات کو جمع کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ امام غائب و منتظر شخصیت، حضرت حجت بن الحسن علیہما السلام ہی کی شخصیت ہے۔

۳۔ دلیل شرعی۔

اسلام کی واضح ترین خصوصیت یہ ہے کہ وہ کسی قوم، قبیلہ یا علاقہ کا دین نہیں ہے بلکہ وہ تمام جہان کا دین ہے۔ اسی لیے اسلام کی مسئول شخصیات کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ تبلیغات و جہاد سے اسلام کو ساری دنیا تک غلبہ دلانے کی کوششیں کریں اور اسلام کا غلبہ جب ہی ممکن ہے جب دوسرے تمام نظریات مٹ جائیں اور ان سب کی جگہ اسلام لے لے۔

واضح رہے کہ شرائط انقلاب میں (معاشرہ کی) شکست و ریخت اور از سر نو تعمیر ایک طویل مدت کی متقاضی ہے کہ جس میں انقلاب لانے والے دیگر نظاموں کو تمام امکانات کے ساتھ جڑ سے اکھاڑنے کے لئے جد و جہد کر سکیں۔

تاریخی طور پر ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو اس قدر

مہلت نہیں ملی کہ آپ پرانی برائیوں کو مکمل طور پر ختم کر سکتے ،اور نیا نظام کو جو آپ کے اہداف عالیہ کے مطابق تھا مکمل طور پر جاری فرما سکتے۔

آنحضرتؐ کی وفات کے بعد حضرت امیر المومنینؑ بھی اسلام کو پورے جہان پر غلبہ نہیں دلا سکے تھے اور اس کے لیے آپ کو داخلی اور بیرونی مجبوریاں حائل رہیں۔

امیر المومنینؑ کے بعد امام حسن عسکریؑ تک کوئی بھی امام اس مقصد کو حاصل نہ کر سکا۔ خدا کے نصب کردہ ہادیوں میں سے اب ایک ہی ہادی باقی رہ گیا ہے جس کے ذریعہ سے اللہ غلبہ اسلام کا وہ وعدہ پورا کرے گا جس کا اعلان اس نے قران مجید میں ان الفاظ سے فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ۔

(سورۂ صف آیت ۹) وہ وہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کرے۔

### ۴۔ دلیل علمی و تجرباتی۔

اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ علوم جدیدہ بالخصوص علم حیاتیات کے ماہرین مثلاً ڈاکٹر الکسیس کارل، ڈاکٹر جاک لوب، ڈاکٹر وارن لویس اور اس کی بیوی اور دوسرے ماہرین نے نیویارک میں راکفیلر سائینٹیفک انسٹی ٹیوٹ میں مختلف جڑی بوٹیوں اور حیوانوں اور انسانوں پر تجربات کا ایک سلسلہ شروع کیا۔ انہوں نے انسانی عضلات ،اعصاب، دل، گردہ اور جلد پر تجربات کئے اور اس کے بعد اس نتیجہ کا اعلان کیا کہ جب تک ان اعضاء کو متوازن غذا ملتی رہے اور باہر سے بھی ان پر جراثیم حملہ آور نہ ہوں تو یہ اعضاء زندہ رہ سکتے ہیں اور ان کے خلیے ہر وقت نشوونما میں مصروف رہتے ہیں۔ (۱۲۰)

ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ امامؑ کے پاس وسیع علم ہے۔جس کے تحت وہ صحت کے تقاضوں پر عمل پیرا ہیں۔

اس سلسلہ کی آخری گفتگو یہ ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی جانب سے امام زمانہ (عج) کی طویل عمر کو خرق عادت کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔اور یہ بات واضح ہے کہ خرق عادت امور کو محال امور میں شمار نہیں کیا جاتا۔جدید سائنس بھی خرق عادت امور کی نفی نہیں کرتی اور ہم یہ بھی ہرگز دعویٰ نہیں کر سکتے کہ دنیا میں جو اسباب وعوامل کارفرما ہیں وہ صرف وہی ہیں جنہیں ہم جانتے ہیں اور اس کے علاوہ اور کوئی عوامل کارفرما نہیں ہیں۔اس لئے عین ممکن ہے کہ طویل عمر کے کچھ اور اسباب وعوامل ہوں جن کی ہمیں ابھی تک کوئی خبر نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جدید میڈیکل سائنس طویل عمر حاصل کر لینے سے مایوس نہیں ہے۔(۱۲۱)

اس تمام بحث کا آخری نتیجہ یہی ہے کہ امام زمانہ (عج) کی طول عمر نہ صرف ممکن ہے بلکہ یہ ایک حقیقت ہے۔جس سے انکار کی گنجائش نہیں ہے۔خداوند عالم ہر چیز پر قادر ہے اور اس نے انہیں طویل عمر سے مخصوص کیا ہے۔

آن سفر کردہ کہ صد قافلہ دل ہمراہ اوست
ہر کجا ہست خدایا بہ سلامت دارش

ترجمہ: وہ اس طرح سفر میں ہے کہ دل کے سیکڑوں قافلے اس کے ہمراہ ہیں خدایا وہ جہاں بھی ہو اسے سلامت رکھ۔

سوال ۳۶: یہ کیسے معلوم ہو کہ غیبت کبریٰ کے زمانہ میں آپ وجود خارجی رکھتے ہیں اور آپ کا وجود صرف مفروضہ نہیں ہے؟

جواب۔حضرت مہدیؑ کے متعلق یہ بات مسلم ہے کہ آپ رہبر منتظر ہیں اور آپ کو ہی عالمی

انقلاب لانا ہے اور اس مفہوم کو حضرت پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ ہدیٰ نے اپنی احادیث متواترہ کے ذریعہ سے بیان کیا ہے لہٰذا اس موضوع کی اصلیت وصحت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ برادران اہل سنت کی کتابوں میں اس مفہوم کی چار سو احادیث منقول ہیں اگر ہم پیغمبر اکرمؐ اور ائمہ ہدیٰ کی جملہ روایات کو جمع کریں جو کہ شیعہ وسنی کتابوں میں موجود ہیں تو ان کی مجموعی تعداد چھ ہزار روایات سے بھی زیادہ ہو جائے گی اور یہ بہت بڑی تعداد ہے ہم یہ بات علی وجہ البصیرۃ کہہ سکتے ہیں کہ مسلمانوں کے بدیہی مسائل کے متعلق بھی اتنی تعداد میں احادیث موجود نہیں جتنی کہ حضرت مہدیؑ کے متعلق موجود ہیں۔

بارہویں ہادی کے متعلق مروی روایات کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ ۱) اسلامی۔ ۲) علمی۔

اسلامی دلیل سے رہبر منتظر کا وجود ثابت ہوتا ہے اور علمی دلیل سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ مہدیؑ کا وجود ایک حقیقت و واقعیت ہے، افسانہ اور تصور نہیں ہے جو کہ تاریخی تجربہ سے ثابت ہے۔

دلیل اسلامی: پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ سے سینکڑوں روایات ہم تک پہنچی ہیں جن میں مہدیؑ کی یہ خصوصیت بیان کی گئی ہے کہ ان کا تعلق اہل بیتِ پیغمبرؐ سے اور نسل فاطمہؑ سے ہے اور وہ امام حسینؑ کے نویں فرزند ہیں اور بارہ اماموں کے سلسلہ کے آخری امام ہیں۔

شیعوں کے ائمہ طاہرین نے اس مسئلہ مہدی کو خصوصیات کے ساتھ اس لئے زیادہ واضح نہیں کیا تھا تاکہ مہدی کی جان کو کوئی خطرہ پیش نہ آئے۔ اس احتیاط کے باوجود بھی سیکڑوں روایات اس مضمون کی وارد ہیں کہ امام بارہ ہوں گے اور ان کا تعلق خاندان قریش سے ہوگا۔

یہ حدیث مختلف اسناد وطرق کے ساتھ کتب حدیث میں مرقوم ہے۔ یہ حدیث دوسو ستر۲۷۰ ''طُرُق'' سے مروی ہے اور اس حدیث کو شیعہ محدثین کے علاوہ اہل سنت محدثین نے بھی اپنی صحاح ،سنن، اور مسانید میں نقل کیا ہے۔اس حدیث کے نقل کرنے والوں میں بخاری مسلم، ترمذی، ابوداؤد، احمد بن حنبل اور حاکم نیشاپوری شامل ہیں۔

امام بخاری جو کہ امام تقیؑ ،علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کا ہم عصر تھا، اس نے بھی اس روایت کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے جب کہ وہ اپنے دور کے ائمہ کا معتقد بھی نہیں تھا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حدیث کسی عقیدت مندی پر نہیں بلکہ حقیقت پر مبنی ہے۔ ابھی تک بارہ امام دنیا میں ظاہر نہیں ہوئے اور ابھی تک ان کے ذریعہ سے دین اسلام باقی ادیان پر غالب نہیں آیا۔ لہٰذا بارہویں امام کا وجود ضروری ہے اور یہ وہ خدائی حقیقت ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا۔

**دلیل علمی:** ستر سالہ غیبت صغریٰ کا تجربہ علمی دلیل ہے۔ کیونکہ غیبت صغریٰ امام مہدی (عج) کی امامت کا پہلا مرحلہ ہے۔ اس مرحلہ میں آپ کا ظاہری وجود لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ تھا اور سفراء ونائبین کے ذریعہ سے آپ کا لوگوں سے رابطہ تھا۔ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ جھوٹ ستر سال تک نہیں پنپ سکتا اور کسی طرح کی چالاکی اور عیاری ایک مفروضہ کو حقیقت و واقعیت میں تبدیل نہیں کرسکتی۔ لوگوں کو پورے ستر سال تک کوئی بھی شخص بے وقوف نہیں بنا سکتا جبکہ امامؑ کے چار جانشین تھے اگر وجود امام بالفرض ایک افسانہ ہوتا تو ان کی باہمی بیانات میں تضاد پایا جاتا جس سے لوگوں کے اذہان میں شکوک وشبہات پیدا ہوتے۔ لیکن غیبت صغریٰ کے نظام کا سلسلہ ستر سال تک جاری رہنا اس امر کی دلیل ہے کہ امام مہدی (عج) کا وجود ایک واقعیت وحقیقت ہے۔

کریمی کاین جہان پاینده دارد
تواند حجتی را زنده دار

جو کریم جہاں کو قائم ودائم رکھ سکتا ہے وہ ایک حجت کو بھی زندہ رکھ سکتا ہے۔

**سوال ۴۷: کیا امام زمانہ (عج) کا وجود نظروں سے اوجھل ہیں یا یہ کہ حضرت کا وجود لوگوں کے نگاہوں کے سامنے موجود ہے لیکن لوگ انہیں پہچاننے سے قاصر ہیں؟**

**جواب۔** جاننا چاہیے کہ انسان ،جسم یا اشیاء کا غائب ہونا یا انسان کے فعل وعمل کا دیکھنے والوں سے مخفی رہنا، تاریخ میں صرف معجزات وکرامات انبیاء واولیاء اور خاص مومنین ہی سے متعلق نہیں ہے بلکہ ایسا ہوتا آیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قران حکیم میں ارشاد فرمایا۔ "وَاِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ حِجَابًا مَّسْتُوْرًا" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ۴۵)

ترجمہ: اور جب آپ قران پڑھتے ہیں تو ہم آپ کے اور ان کے لوگوں کے درمیان جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ایک مخفی پردہ حائل کردیتے ہیں۔

اس آیت مجیدہ کا ایک مفہوم یہ ہے کہ جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہم نے ان کے اذہان پر پردہ ڈال دیا ہے کہ وہ قران کے مفہوم کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ جب کہ اس آیت مجیدہ کا ظاہری مفہوم یہ ہے کہ ہم آپکے اور بنیادی منکرین آخرت کے درمیان پردہ ڈال دیتے ہیں اور وہ آپ کو نہیں دیکھ سکتے۔

اس آیت مجیدہ کی تفسیر کے ضمن میں مرقوم ہے کہ ابوسفیان ،نفر بن حارث۔ ابوجہل اور حمالۃ الحطب کا پروگرام تھا کہ جب رسول خدا قران پڑھ رہے ہوں گے تو ہم ان پر حملہ کردیں گے لیکن خدا نے یہ انتظام کیا کہ جب آپ قران پڑھتے تو دشمنان دین آپ کو دیکھ نہیں سکتے تھے (۱۲۲)

ابن ہشام نے بھی اپنی سیرت میں اس طرح کا ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ ایک بار ابولہب کی بیوی ام جمیل ''حمالة الحطب'' آنحضرت کو اذیت دینے کی غرض سے آئی تو اللہ نے اس کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ اس نے آنحضرت کو بہت تلاش کیا لیکن آپ اس کو کہیں دکھائی نہ دیئے۔ اسی واقعہ کو بیان کرتے ہوئے رسول مقبول نے فرمایا تھا ''لقد اخذالله ببصرها عنی'' ترجمہ: اللہ نے اس کی نگاہوں کو مجھ سے پھرا دیا۔ (۱۲۳)

ہجرت کی رات کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے گرد گھیرا کیا ہوا تھا اور آنحضرت ''یٰسٓ والقران الحکیم......فهم لا یبصرون'' کی تلاوت کرتے ہوئے خون کے پیاسوں کے درمیان سے بخیر و عافیت گزر گئے اور کسی نے بھی آپ کو جاتے ہوئے نہ دیکھا (۱۲۴)

تفسیر درمنثور جلد۴۔ص ۱۸۶ پر ایک طویل حکایت ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے پدر بزرگوار سے، انہوں نے حضرت امام زین العابدینؑ سے، انہوں نے امیر المومنینؑ سے روایت کی ہے جو اس موضوع پر شاہد ہے۔

علاوہ ازیں ''وَجَعَلْنَا مِنْ بَيْنِ اَيْدِيهِمْ سَدًّا وَّ مِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنَاهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ'' (سورہ یٰس آیت ۹) کتب تفسیر میں اس طرح کے کئی واقعات مذکور ہیں (۱۲۵)

ائمہ ہدیٰ کی زندگیوں میں بھی اس طرح کے کئی واقعات پیش آئے۔ ایک دفعہ عبدالملک بن مروان کے نمائندوں کی نظر سے امام زین العابدینؑ غائب ہو گئے تھے اور اس واقعہ کو شیعہ علماء کے علاوہ ابن حجر جیسے بہت سے سنی علماء نے بھی نقل کیا ہے۔ لہٰذا کسی فرد کا لوگوں کی نگاہوں سے غائب ہونا کوئی اچھنبے کی بات نہیں ہے۔ امام زمانہ (عج) کی غیبت سے پہلے اس طرح کے کئی واقعات گزر چکے ہیں لہٰذا امام زمانہ بھی اگر لوگوں کی نظروں سے

اوجھل رہیں تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اور جہاں تک اس مسئلہ کے دوسرے حصہ کا تعلق ہے کہ انسان بذات خود لوگوں کی نگاہوں کے سامنے موجود ہو اور لوگ اسے پہچاننے سے قاصر ہوں تو ایک انتہائی آسان اور سادہ سی بات ہے ہمارا روزمرہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم اپنے گرد و پیش میں ہزاروں نا آشنا افراد کو دیکھتے ہیں لیکن ہم انہیں پہچانتے نہیں ہیں۔

امام زمانہؑ کی غیبت دونوں طرح سے ہے اور دونوں طرح سے غیبت کے فوائد انہیں حاصل ہیں۔

غیبت کی روایات اور امام زمانہ (عج) کی زیارت سے مشرف ہونے کی روایات کو جمع کیا جائے تو اس سے یہی بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ کو غیبت کی دونوں قسمیں میسر ہیں کیونکہ روایات میں مذکور ہے کہ ایک شخص نے آپ کو دیکھا تو وہ آپ کو پہچان نہ سکا اور دوسرے نے دیکھنے کی کوشش کی تو آپ اسے دکھائی نہ دیئے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں بھی ایسے کئی واقعات موجود ہیں کہ آپ کچھ افراد کو دکھائی دیئے تھے۔ الغرض غیبت صغریٰ میں کچھ مواقع پر آپ کا مقام تو معلوم تو تھا لیکن آپ کا جسم نگاہوں سے اوجھل تھا۔ بعض حکایات میں یہ بھی منقول ہے کہ آپ کا مقام اور گھر بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گیا تھا امام زمانہ (عج) کے نائبین کو آپ کی رہائش گاہ کا علم تھا لیکن آپ ان کو وہاں دکھائی نہیں دیتے تھے۔

غیبتؑ کبریٰ میں بھی امکان یہ ہے کہ اکثر مقامات پر آپ کا جسم پردہ غیب میں رہتا ہے۔ کچھ مواقع اور اوقات میں آپ نے کچھ افراد کو اپنا دیدار بھی کرایا لیکن عام طور پر وہ آپ کو پہچاننے سے قاصر رہے اور جب آپ نگاہوں سے اوجھل ہوئے تو انہیں بعد میں پتہ چلا کہ یہ امام زمانہ (عج) تھے۔ بعض ایسے بھی تھے جنہیں بعد میں بھی پتہ نہیں چلا تھا اور وہ

اس کی طرف متوجہ نہیں ہوئے تھے۔

گفتم کہ روی خوبت ازمن چرانہان است

گفتا تو خود حجابی ورنہ رخم عیان است

(میں نے کہا کہ تیرا حسین چہرہ مجھ سے نہاں کیوں ہے؟ اس نے کہا تو خود ہی حجاب ہے ورنہ میرا چہرہ تو ظاہر ہے۔)

مطلب یہ کہ یہ سمجھنا مناسب ہوگا کہ جسمانی غیبت معجزہ اور خرق عادت کے بغیر واقع نہیں ہوتی۔ لیکن کوئی بھی نام، عنوان یا شناخت عمومی طور پر غیبت میں جا سکتی ہے۔ اگرچہ بعض مواقع پر غیبت کے طولانی ہونے یا عوام الناس سے کسی ذات یا شخصیت کو آگاہی اور شہرت سے محفوظ رکھنے کے لئے فوق العادت تصرف نفوس درکار ہے۔ چنانچہ خداوند قادر متعال اپنے ارادے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے اور اپنے ولی امر کی حفاظت کے لئے تمام اسباب خواہ وہ معمولات کے مطابق ہوں یا غیر معمولی ہوں اپنے ولی کے توسط سے یا غیر براہ راست جیسی مصلحت ہو فراہم کرتا ہے۔ (۱۲۶)

**سوال ۴۸: امام زمانہ (عج) غیبت کبریٰ کے دوران کہاں رہائش پذیر ہیں اور وہ ضروریات زندگی کہاں سے پوری کرتے ہیں؟**

جواب: پہلی بات تو یہ ہے کہ امام زمانہؑ کی غیبت کے ساتھ اس مسئلہ کا کوئی ربط نہیں ہے اور جہاں تک اس سوال کے جواب کا تعلق ہے تو اس کے لیے ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ کچھ روایات اور معتبر حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام غیبت کبریٰ کے دوران کسی خاص جگہ اور کسی مخصوص شہر میں مستقل طور پر رہائش نہیں رکھتے اور آپ غیر معروف رہ کر لوگوں میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

سدیر صیرفی بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: صاحب

الامر (عج) اس وصف میں حضرت یوسفؑ سے مشابہت رکھتے ہیں ۔ یوسفؑ کے بھائی اگرچہ بڑے عاقل و دانا تھے اور وہ یوسفؑ کے ساتھ کچھ عرصے تک ایک ہی گھر میں رہائش پذیر رہے تھے لیکن جب وہ حضرت یوسفؑ کے سامنے گئے تو وہ انہیں پہچان نہ سکے اور جب تک یوسفؑ نے نہ چاہا وہ انہیں پہچاننے سے قاصر رہے۔

حضرت یوسفؑ اور ان کے والد یعقوبؑ میں اٹھارہ دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ نہیں تھا اس کے باوجود یعقوبؑ کو ان کی کوئی اطلاع نہیں تھی۔

اگر خدا یہی عمل ''صاحب الامر'' کے لیے روا رکھے تو لوگ اس سے انکار کیوں کرتے ہیں؟ صاحب الامر لوگوں میں آمد و رفت رکھے گا اور ان کے بازاروں میں چلے گا اور ان کے فرشوں پر قدم رکھے گا لیکن لوگ اسے نہیں پہچانیں گے۔ جب تک خدا اسے تعارف کرانے کی اجازت نہ دے گا اس وقت تک وہ گمنامی کی زندگی بسر کرتا رہے گا۔ (۱۲۷)

کچھ شہر ایسے ہیں جن کے متعلق یہ مُسلَّم ہے کہ امام زمانہؑ نے وہاں اپنا قدم مبارک رکھا ہے اور وہ یہ ہیں۔ مکہ مکرمہ، مدینہ طیبہ، نجف اشرف، کوفہ، کربلا، کاظمین، سامرا، مشہد، قم (۱۲۸)، بغداد۔

اس کے علاوہ امام زمانہ (عج) کی کئی نشست گاہیں مختلف شہروں میں مشہور ہیں۔ مثلاً مسجد جمکران، مسجد کوفہ، مسجد سہلہ اور نجف اشرف کے قبرستان وادی السلام میں مقام صاحب الامر اور حلّہ کے مقامِ صاحب الامر کو بہت شہرت حاصل ہے۔ لیکن یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ امام زمانہؑ ہمیشہ ہی ان میں سے کسی نہ کسی جگہ پر موجود رہتے ہیں۔ کچھ لوگوں نے کہا ہے کہ شیعوں کا عقیدہ ہے کہ امام زمانہ (عج) سامرا میں اپنے گھر کے سرداب میں مستقل رہائش پذیر ہیں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ شیعوں نے کبھی بھی ایسی بات نہیں کہی اور نہ

ہی یہ ان کا عقیدہ ہے۔ یہ مخالفین کی طرف سے ایک افتراپردازی ہے۔ ہمارے مذہب کی کسی بھی کتاب میں ایسی بات موجود نہیں ہے کہ سامرا کا سرداب حضرتؑ کی مستقل رہائش گاہ ہے یا آپ کا ظہور وہیں سے ہوگا۔

کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ امام علیہ السلام کوہ ''رضویٰ'' یا ''ذی طویٰ'' میں رہائش پذیر ہیں اور یہ لوگ اپنے دعویٰ کے اثبات کے لیے دعائے ندبہ کے اس جملہ سے استدلال کرتے ہیں۔

''لَيْتَ شِعْرِیْ اَيْنَ اسْتَقَرَّتْ بِكَ النَّوٰی، بَلْ اَیُّ اَرْضٍ تُقِلُّكَ اَوْثَرٰی، اَبِرَضْوٰی اَوْ غَيْرِهَا اَمْ ذِیْ طُوٰی.

ترجمہ: اے کاش مجھے معلوم ہوتا کہ آپ کسی زمین پر رہائش پذیر ہیں۔ کیا آپ کوہ رضویٰ میں ہیں یا کسی اور جگہ ہیں یا ''ذی طویٰ'' میں رہائش پذیر ہیں؟

اس جملے سے یہ ثبوت ہرگز نہیں ملتا کہ آپ کوہ رضویٰ یا ذی طویٰ میں مستقل طور پر رہائش پذیر ہیں۔

احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ کسی کو بھی حضرتؑ کی رہائش گاہ کے متعلق کوئی علم نہیں ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: کوئی بھی دوست و دشمن صاحب الامر کی رہائش گاہ سے واقف نہیں ہوگا۔ ان کی رہائش گاہ کا علم صرف خدا کو ہوگا جس کے قبضے میں ان کی جان ہے۔ (۱۲۹)

گفتم کہ از تو پرسم جانا نشان کویت
گفتا نشان چہ پرسی؟ آن کویِ بی نشان است

(میں نے چاہا کہ اپنے محبوب سے پوچھوں کہ تیری گلی کا نشان کیا ہے؟ اس نے کہا نشان پوچھ کر کیا کرو گے وہ بے نشان گلی ہے)

امام زمانہ (عج) کا کوہ ''رضویٰ'' اور ''ذی طُویٰ'' سے وہی رابطہ ہے جو دوسرے ایسے مقامات مقدسہ سے ہے جہاں عبادت کی خصوصی فضیلت ہے۔ جیسا کہ مسجد الحرام، مسجد نبوی، روضہ امام حسینؑ، مسجد سہلہ اور مسجد کوفہ وغیرہ ہیں۔ امام زمانہؑ کی ان تمام مقدس مقامات پر آمدورفت رہتی ہے۔

کچھ افراد کا خیال ہے کہ آپ جزیرہ ''خضراء'' میں رہائش پذیر ہیں جو کہ بحر سفید کے درمیان واقع ہے۔ لیکن یہ بھی ایک داستان ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ ہم اگلے سوال کے جواب میں اس کے متعلق بحث کریں گے۔

باقی رہا یہ سوال کہ امامؑ ضروریات زندگی یعنی غذا، لباس وغیرہ کے اخراجات کہاں سے پورا کرتے ہیں۔ آیا وہ عام انسان کی طرح سے اپنے اخراجات دنیاوی ذرائع سے پورا کرتے ہیں یا خدا کی طرف سے انہیں یہ سہولیات حاصل ہیں؟

ہم سمجھتے ہیں کہ آپ اپنے اخراجات دونوں طرح سے پورا کرتے ہوں گے کیونکہ آپ ایک گمنام شخص کی زندگی بسر کر رہے ہیں لہٰذا اگر وہ لوگوں کی طرح سے اپنی ضروریات کے اخراجات پورے کریں تو اس سے کس کو تعجب لاحق ہوگا؟

علاوہ ازیں بعض حکایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ بطور اعجاز انجام پا رہا ہے۔ جو خدا حضرت مریمؑ کے پاس غیب سے رزق بھیج سکتا ہے اگر وہ خدا خاتم الانبیاء کے آخری جانشین کو خزانہ غیب سے رزق عطا کرے تو اس میں حیرانگی کا کوئی مقام نہیں ہے۔

**سوال ۳۹: کیا ''جزیرہ خضراء'' کی داستان کی کوئی حقیقت ہے؟**

**جواب۔** جزیرہ خضراء کی داستان کی عوام الناس میں کافی شہرت ہے لیکن یہ ایک افسانہ ہے اس میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔ ہم اس کی تردید سے قبل اس داستان کا خلاصہ پیش کرنا چاہتے ہیں۔

علامہ مجلسی رقم طراز ہیں: جزیرہ خضراء کی داستان پر مشتمل میں نے ایک رسالہ پڑھا ہے جس کے متعلق یہ بیان کیا گیا ہے کہ جزیرہ بحرابیض (سفید سمندر) میں واقع ہے۔ یہ ایک دلچسپ داستان پر مشتمل ہے اسی لئے میں یہاں نقل کر رہا ہوں۔ البتہ اس کے لئے میں نے علیحدہ باب اس لئے قائم کیا ہے کیونکہ احادیث وروایات کی کتابوں میں اس کا کہیں وجود نہیں ہے۔ میں نے جو کچھ رسالہ میں پڑھا ہے اسے من وعن نقل کر رہا ہوں:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله الذی هدانا لمعرفته والشکرله علی ما منحنا للاقتداء بسنن سید بریته محمد الذی اصطفاه من خلیقته وخصّنا بمحبّته علیؑ والائمة المعصومین من ذریته صلی الله علیهم اجمعین الطیبین الطاهرین وسلم تسلیما کثیرا وبعد۔

امیرالمومنین علیؑ کے خزانہ میں، میں نے شیخ فاضل فضل بن یحییٰ بن علی طیبی کوفی کے ہاتھ کا تحریر کردہ رسالہ دیکھا جس میں لکھا ہوا تھا الحمد لله رب العالمین و صلی الله علی محمد وآله وسلم وبعد۔

بخشش خداوندی کا خواہش مند فضل بن یحییٰ بن علی طیبی امامی کوفی عرض گزار ہے کہ میں نے دو با فضیلت بزرگوں یعنی شیخ شمس الدین بن نجیح حلّی اور شیخ جلال الدین عبداللہ حلی سے امام حسینؑ کے حرم مطہر میں پندرہ شعبان ۶۹۹ھ کو ایک داستان سنی تھی۔ انہیں نے یہ داستان شیخ صالح، پرہیزگار، فاضل، باورع و پاکیزہ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی ساکن نجف اشرف کی زبانی سنی تھی اور ان کا بیان تھا کہ انہوں نے ان صاحبان سے یہ داستان شہر سامرا میں امام علی نقیؑ اور امام حسن عسکریؑ کے حرم میں سنی تھی۔ اس داستان میں جزیرہ خضراء کے متعلق عجیب وغریب باتیں بتائی گئی تھیں۔ ان کے بقول یہ جزیرہ

بحرابیض(White Sea) میں واقع ہے۔

ان بزرگوں کی زبانی یہ داستان سن کر مجھے یہ شوق دامن گیر ہوا کہ میں خود یہ داستان اس کے اصل راوی کی زبان سے سنوں۔ چنانچہ میں براہ راست داستان سننے کی غرض سے سامرا گیا اور شیخ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی کے متعلق دریافت کیا۔ مجھے بتایا گیا کہ ان کا معمول ہے کہ وہ ماہ شعبان کے اوائل میں حلہ جاتے ہیں اور وہاں کچھ دن بسر کر کے نجف اشرف مولا علیؑ کے روضہ مطہر پر چلے جاتے ہیں۔ مجھے بتایا گیا کہ وہ ان دنوں حلّہ میں سید فخر الدین حسن بن علی موسوی مازندرانی کے ہاں قیام کرتے ہیں۔

چنانچہ میں سامرا سے حلّہ آیا اور سیدھا سید صاحب کے مکان پر گیا۔ راستے میں مجھے ایک نورانی شکل وصورت کے بزرگ دکھائی دیئے جو کہ سید صاحب کے مکان کی طرف ہی جارہے تھے۔ اگرچہ میں ان بزرگوار کو پہچانتا نہیں تھا البتہ دل نے گواہی دی کہ ہو نہ ہو یہی شیخ زین الدین بن فاضل مازندرانی ہیں۔

بہرحال میں سید کے مکان پر گیا۔ میں نے انہیں گھر کے دروازے پر کھڑا ہوا دیکھا۔ انہوں نے پرتپاک طریقہ سے میرا استقبال کیا۔ اپنے ساتھ لے کر مہمان خانہ میں تشریف لائے وہاں وہی بزرگ تشریف فرما تھے۔ میں نے انہیں سلام کیا اور ان کے ہاتھوں کا بوسہ لیا۔

میرے میزبان نے میرا تعارف کراتے ہوئے کہا کہ یہی شیخ فضل بن یحیٰ طیبی ہیں۔ جب اس بزرگوار شخصیت نے میرا نام اور نسب سنا تو انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھ سے میرے والد اور بھائی شیخ صلاح الدین کی خیریت دریافت کی۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگوار میرے بھائی سے مل چکے ہیں لیکن جب وہ بھائی کے پاس تشریف لائے تھے تو اس وقت میں گھر پر موجود نہیں تھا۔ میں اُس زمانے میں شہر واسط میں شیخ عالم، عامل ابواسحاق

ابراہیم بن محمد واسطی امامی سے کسب فیض کرتا تھا۔ خدا ان پر رحمت کرے اور ائمہ علیہم السلام کے ساتھ محشور کرے۔ میری شیخ سے گفتگو ہوئی خدا ان کی طویل عمر سے مومنین کو فائدہ اٹھانے کا موقع دے میں نے محسوس کیا کہ وہ فقہ، حدیث اور دوسرے علوم عربی کے ماہر ہیں۔ پھر میں نے ان سے اس داستان کے متعلق پوچھا جو کہ میں نے دو بزرگوار شخصیات یعنی شیخ شمس الدین اور شیخ جلال الدین حلّی سے سنی تھی۔

انہوں نے سعید فخر الدین حلّی اور شہر حلہ کے دانشمندوں کے گروہ کے سامنے اپنی وہ داستان بیان کی۔ انہوں نے یہ داستان گیارہ شوال ۶۹۹ھ کو سنائی۔ میں نے جو کچھ ان سے سنا تھا اسے بلاکم و کاست لکھ رہا ہوں ممکن ہے کہ بعض الفاظ بدل رہے ہوں لیکن معانی وہی ہیں جو میں نے ان کی زبان سے سنے تھے۔

انہوں نے فرمایا: میں آج سے کئی سال قبل دمشق میں شیخ فاضل عبدالرحیم حنفی (خدا انہیں نور ہدایت عطا کرے) سے فقہ و اصول اور شیخ زین الدین علی مغربی اندلسی مالکی سے علم قرائت کی تعلیم حاصل کرتا تھا۔ شیخ زین الدین ایک فاضل انسان تھے اور سات قرائتوں کے علاوہ صرف ونحو، منطق، بیان، اصول فقہ اور اصول دین میں یگانۂ روزگار تھے۔ انتہائی نفیس مزاج کے حامل اور مرنجان مرنج قسم کے آدمی تھے۔ مباحثہ میں انہوں نے کبھی ناجائز تعصب سے کام نہیں لیا۔ وہ جب شیعہ علماء کا حوالہ دیتے تو بڑی احترام سے کہتے تھے کہ علماء امامیہ نے اس مسئلہ میں یہ کہا ہے جب کہ دوسرے سخت متعصب تھے اور جب بھی شیعہ نقطۂ نظر بیان کرتے تو کہتے کہ رافضی علماء کا یہ نظریہ ہے۔ ان کی اسی اعتدال پسندی نے مجھے ان کا گرویدہ بنالیا تھا۔ میں اکثر اوقات ان کے پاس رہتا تھا اور ان سے کسبِ علوم کیا کرتا تھا۔

ایک مرتبہ انہوں نے دمشق سے مصر جانے کا ارادہ کیا۔ ان کی جدائی میرے لیے

ناقابل برداشت تھی اور سچ تو یہ ہے کہ وہ بھی مجھ سے جدا ہونا پسند نہیں کرتے تھے چنانچہ جب ان کی تیاری ہوئی تو میں اور میرے علاوہ کچھ اور افراد بھی ان کے ساتھ جانے کے لیے تیار ہو گئے۔

بہر حال ہم اپنے استاد کے ساتھ ملک مصر کی طرف روانہ ہوئے اور مصر کے مشہور شہر قاہرہ پہنچے۔ ہمارے استاد نے ایک عرصہ تک الازہر کی مسجد میں دروس دیئے۔ علمائے مصر ان کی زیارت اور ان سے استفادہ کے لیے بڑی تعداد میں وہاں جمع ہوتے۔ الغرض استاد محترم پورے نو ماہ تک قاہرہ میں ہی مقیم رہے۔ پھر ایک دن اندلس سے ایک قافلہ وہاں آیا۔ اس قافلہ میں شریک ایک شخص ہمارے استاد محترم کے پاس آیا اور اس نے انہیں ایک خط دیا۔ اس خط میں ان کے والد کے متعلق لکھا تھا کہ وہ سخت بیمار ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اپنے بیٹے کو ایک نظر دیکھ لیں۔

جب ہمارے استاد محترم نے وہ خط پڑھا تو رونے لگے۔ انہوں نے مصر سے جزیرہ اندلس جانے کا ارادہ کیا۔ ان کے ساتھ سمیت ان کے کچھ شاگرد جانے کے لیے تیار ہو گئے۔ ہم مصر سے اندلس کے لیے روانہ ہوئے جب ہم جزیرہ اندلس کی پہلی بستی میں پہنچے تو مجھے وہاں سخت بخار ہو گیا جس کی شدت کی وجہ سے میں چلنے پھرنے کے قابل نہ رہا۔

جب استاد محترم نے میری یہ حالت دیکھی تو رونے لگے اور انہوں نے کہا تمہاری جدائی میرے لیے بڑی شاق ہے لیکن کیا کروں والد بھی سخت بیمار ہیں اس لیے میں یہاں مزید رک نہیں سکتا۔ پھر انہوں نے وہاں کی مسجد کے خطیب کو دس درہم دیئے اور اس سے کہا کہ تم اس کا دوا علاج کرنا اور جب یہ چلنے پھرنے کے قابل ہو جائے تو اسے میرے شہر روانہ کر دینا۔

استاد محترم نے بتایا کہ یہاں سے ان کا شہر پانچ دن کے سمندری سفر کے فاصلے

پر واقعہ ہے۔ بہر نوع استاد محترم تو اپنے وطن کی طرف چلے گئے میں اس گاؤں میں پڑا رہا۔ خدا کی مہربانی شامل حال ہوئی تیسرے دن میرا بخار ٹوٹ گیا اور میں چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔ میں گاؤں سے باہر نکل کر ارد گرد کے مناظر دیکھنے کے لئے گیا۔ میں نے مغربی سمندر کے ساحل کے نزدیک پہاڑوں سے ایک قافلہ کو آتے ہوئے دیکھا وہ کھالیں، گھی اور خورد و نوش کا دوسرا سامان لائے تھے۔

میں نے ان کے متعلق پوچھا تو ایک شخص نے کہا کہ تاجروں کا یہ قافلہ سرزمین بربر سے آیا ہے جو کہ رافضیوں کے جزائر کے قریب ہے۔

جب میں نے یہ بات سنی تو مجھے وہاں جانے کا اشتیاق ہوا۔ لوگوں کی زبانی مجھے معلوم ہوا کہ رافضیوں کے جزائر یہاں سے پچیس دن کی مسافت پر واقع ہیں۔ دو دن بے آب و گیاہ زمین کا سفر کرنا پڑتا ہے پھر آبادیاں شروع ہو جاتی ہیں اور گاؤں کے ساتھ گاؤں متصل ہے۔ یہاں تک کہ آخر میں رافضیوں کے جزائر شروع ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ بے آب و گیاہ زمین کا سفر طے کرنے کے لیے میں نے تین درہم کرائے پر ایک گدھا حاصل کیا اور خدا کا نام لے کر وہاں سے چل پڑا۔ جب ویران علاقہ ختم ہوا تو میں نے گدھا واپس کر دیا اور باقی سفر پیدل طے کرنے لگا۔ میں سفر کرتا رہا یہاں تک کہ میں ایک گاؤں میں پہنچا تو وہاں کے لوگوں نے بتایا کہ رافضیوں کا جزیرہ یہاں سے تین دن کی مسافت پر واقع ہے۔ میں نے وہاں زیادہ دیر رکنا پسند نہ کیا اور وہاں سے چل پڑا آخر کار کے بعد میں ایک جزیرہ پر پہنچا جہاں ایک شہر آباد تھا جس کی دیواریں بلند و بالا اور مضبوط تھیں اور اس کے شروع میں محکم اور بلند و بالا برج بنے ہوئے تھے۔

یہ جزیرہ سمندر کے کنارے پر واقع تھا میں نے اس کے صدر دروازے سے شہر میں داخل ہوا۔ صدر دروازے کا نام دروازۂ بربر تھا۔ میں اس شہر کی گلیوں میں چلتا رہا میں

نے وہاں ایک شخص سے مسجد کا پوچھا تو اس نے میری رہنمائی کی اور مجھے ایک مسجد میں لے آیا جو کہ جامع مسجد تھی اور ہر لحاظ سے عظیم مسجد دکھائی دیتی تھی۔ وہ شہر کے مغربی کنارے سمندر کے قریب بنی ہوئی تھی میں تھکن اتارنے کے غرض سے مسجد کے ایک کونے میں جا کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد مؤذن نے نمازِ ظہرین کی اذان دی اور اس نے اپنی اذان میں ''حی علی خیر العمل'' کے جملے کہے۔ اذان سے فارغ ہو کر اس نے امام زمانہ (عج) کے تعجیل ظہور کی دعا مانگی۔ میں یہ سن کر فرط محبت سے رونے لگا۔

لوگ جوق در جوق مسجد میں آئے اور مسجد کے مشرقی جانب ایک چشمہ سے وضو کیا۔ ان کا وضو دیکھ کر میں شدت اشتیاق سے رونے لگا اور دل سے کہنے لگا کہ یہ لوگ کتنے اچھے ہیں جو ائمہ ہدیٰ کے فرمان کے مطابق وضو کر رہے ہیں۔ جب وہ وضو سے فارغ ہوئے تو ایک باوقار شخص اٹھا اور محراب کی طرف گیا اور اس نے نماز جماعت ادا کرائی۔ میں نے دیکھا کہ انہوں نے بڑی کامل و اکمل قسم کی نماز ادا کی جس میں انہوں نے ارکان وسنن کا خصوصی خیال رکھا تھا۔ میں اپنے سفر کی تھکن کی وجہ سے ان کے ساتھ شامل نہ ہو سکا جب نماز مکمل کر لی تو نمازی میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھ سے جماعت میں شامل نہ ہونے کی وجہ دریافت کی علاوہ ازیں انہوں نے مجھ سے میرا وطن اور مذہب بھی پوچھا۔ میں نے انہیں اپنے احوال سے آگاہ کیا اور انہیں بتایا کہ میں عراقی الاصل ہوں اور میں مسلمان ہوں اور میں یہ گواہی دیتا ہوں۔

"اشهد ان لا اله الا الله وحده لاشريك له و اشهدان محمداً عبده و رسوله ارسله بالهدىٰ و دين الحق ليظهره على الاديان كلها و لوكره المشركون"

میری زبان سے یہ دو گواہیاں سن کر انہوں نے کہا:

''یہ دو گواہیاں تمہارے لیے ناکافی ہیں البتہ ان کی وجہ سے تمہاری جان و مال کو تحفظ ضرور حاصل ہوتا ہے۔تم تیسری گواہی کیوں نہیں دیتے تاکہ کسی حساب کے بغیر جنت میں چلے جاؤ؟''

میں نے کہا کہ وہ کون سی گواہی ہے؟ خدا تم پر رحمت نازل کرے اس کی طرف میری بھی رہنمائی کرو۔ان کے امام مسجد نے کہا: وہ گواہی یہ ہے "اشھد ان امیر المومنین ویعسوب المتقین و قائدالغر المحجلین علی بن ابی طالب والائمة الاحد عشر من ولده اوصیاء رسول الله و خلفاؤه من بعده بلا فصل"

اللہ تعالیٰ نے حضرت علیؑ اور ان کے گیارہ فرزندوں کی پیروی بندوں پر واجب کی ہے اور خدا نے انہیں اپنے امر و نہی کا وارث بنایا ہے اور انہیں اپنی مخلوق پر حجت بنایا ہے اور وہ ذوات مقدسہ اہل زمین کے لئے باعث امان ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے شب معراج اپنے حبیب کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کی امامت کا اعلان کریں''۔جب میں نے ان کی یہ باتیں سنیں تو میری خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا اور میری ساری تھکان کافور ہوگئی۔میں نے ان سے کہا کہ میں بھی تمہارا ہم مذہب ہوں۔

میری بات سن کر وہ بے حد خوش ہوئے اور مسجد کے ساتھ انہوں نے رہائش کے لئے مجھے ایک حجرہ دے دیا۔وہ میری بڑی عزت و توقیر کرنے لگے۔امام مسجد دن رات میرے ساتھ رہتے تھے۔ایک دن میں نے امام صاحب سے پوچھا کہ اس سرزمین پر مجھے کھیتی باڑی کا تو کوئی نشان نظر نہیں آتا آخر آپ لوگ خورد و نوش کا سامان کہاں سے حاصل کرتے ہیں؟

انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کے پاس غلہ جزیرہ خضرا سے آتا ہے۔ وہ جزیرہ

بحرابیض میں واقع ہے اور وہ امام زمانہ (عج) کی اولاد کے زیر تصرف ہے۔

میں نے پوچھا کہ آپ لوگوں کے پاس سال میں کتنی بار وہاں سے غلہ آتا ہے؟

امام صاحب نے بتایا کہ ہمارے پاس سال میں دو مرتبہ وہاں سے غلہ آتا ہے۔امسال ایک مرتبہ غلّہ آچکا ہے او. دوسری بار آنا باقی ہے۔میں نے کہا: اب دوسری بار غلہ کب آئے گا؟ امام صاحب. ے بتایا کہ چار مہینوں کے بعد غلہ کی دوسری کھیپ آئے گی۔

میں چار مہینوں کا سن کر پریشان ہوگیا۔میں چالیس دن تک وہاں رہا اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتا رہا کہ خدا کرے اس بار غلّہ کی کھیپ جلد آئے۔

چالیسویں دن میں شہر سے باہر ساحل سمندر پر سیر کرنے کے لئے گیا۔جب میں نے سمندر پر نگاہ ڈالی تو مجھے دور سے کچھ سفید پرندے سے سطح سمندر پر تیرتے ہوئے دکھائی دیئے۔میں نے وہاں پر کھڑے ہوئے لوگوں سے پوچھا کہ اس سمندر میں سفید پرندے بھی ہوتے ہیں؟

لوگوں نے کہا: نہیں۔کیا تم کو کوئی چیز دکھائی دے رہی ہے؟

میں نے کہا: جی ہاں۔مجھے دور سے سفید پرندے سطح سمندر پر تیرتے ہوئے دکھائی دے رہے ہیں۔انہوں نے کہا کہ مبارک ہو پرندے نہیں ہیں یہ جزیرہ خضرا سے ہمارے غلہ کی دوسری کھیپ وقت سے پہلے پہنچ چکی ہے۔کچھ دیر کے بعد منظر مزید واضح ہوا تو ہمیں کشتیاں آتی ہوئی دکھائی دیں ان کشتیوں کے بیڑے میں آگے آگے بڑی کشتی تھی اس کے پیچھے سات اور کشتیاں تھیں۔وہ کشتیاں آکر لنگر انداز ہوئیں۔بڑی کشتی سے ایک چاق و چوبند بزرگ اترے۔انہوں نے وضو کیا اور نماز ادا کی۔نماز کے بعد وہ بزرگ میرے پاس آئے اور انہوں نے مجھے سلام کیا۔میں نے انہیں سلام کا جواب دیا۔پھر انہوں نے مجھ سے میرا

نام پوچھا لیکن میرے جواب سے قبل انہوں نے خود ہی کہا کہ میرا خیال ہے کہ تمہارا نام ''علی'' ہے۔

میں نے کہا: آپ نے صحیح کہا ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ آپ کے والد کا کیا نام ہے۔ لیکن اس مرتبہ بھی میرے جواب سے پہلے انہوں نے خود کہا کہ تم شیخ فاضل کے فرزند ہو۔

جب میں نے ان سے اپنا نام ونسب سنا تو مجھے یقین ہو گیا کہ شاید یہ بزرگوار کہیں میرے ساتھ ہم سفر رہے ہوں گے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کو میرا نام ونسب کس نے بتایا ہے؟ کہیں آپ سفر دمشق میں میرے ساتھ تو نہیں تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ میں نے کہا: تو پھر سفر اندلس میں میرے ہم سفر رہے ہوں گے؟ انہوں نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ امام زمانہ (عج) کی قسم میں کبھی بھی آپ کا رفیق سفر نہیں رہا۔

میں نے کہا: تو پھر آپ کو میرے اور میرے والد کے نام کے متعلق کس نے بتایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جب میں جزیرہ خضرا سے روانہ ہوا تھا تو مجھے وہیں سے تمہارا نام، پتہ بتا دیا گیا تھا اور مجھے تمہارے متعلق یہ حکم ملا ہے کہ میں تمہیں اپنے ساتھ جزیرہ خضرا لے جاؤں۔

یہ سن کر میری خوشی کی انتہا نہ رہی کہ میرا نام وہاں بھی پہنچ گیا ہے۔ ان کا دستور یہ تھا کہ وہ تین دن تک اس شہر میں قیام کرتے تھے لیکن اس بار انہوں نے پورا ہفتہ اس شہر میں قیام کیا۔ انہوں نے شہر میں غلہ پہنچایا اور تمام لوگوں سے غلہ کی وصولی کی رسیدیں لکھوائیں۔ جب وہ ان کاموں سے فارغ ہو گئے تو انہوں نے واپسی کا سفر شروع کیا اور مجھے بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔

اٹھارہ دن کے مسلسل سفر کے بعد ہماری کشتیاں ایسی جگہ پہنچ گئیں جہاں کا پانی

سفید رنگ کا تھا۔ میں نے اپنے محسن سے جن کا نام شیخ محمد تھا پوچھا: یہ کیسا پانی ہے؟

انہوں نے کہا: یہ بحر سفید ہے۔ جزیرہ خضرا اس کے درمیان میں واقع ہے اور اس پانی نے چاروں طرف سے جزیرہ خضرا کو گھیرا ہوا ہے۔ تم کسی سمت سے بھی آنا چاہو تو تمہیں اس سے گذرنا پڑے گا اور یہ سفید سمندر ہمارے لیے تحفظ کا ذریعہ ہے اگر ہمارے دشمن کی کوئی کشتی اس میں آئے تو وہ غرق ہو جائے گی جب کہ ہم اپنے آقا و مولا امام زمانہؑ کی برکت سے اسے عبور کر سکتے ہیں۔ میں نے اس پانی سے چلو بھر کر چکھا تو وہ پانی کھارا یا نمکین نہیں تھا بلکہ دریائے فرات کے پانی کی طرح میٹھا تھا۔

بحر سفید عبور کرنے کے بعد ہم جزیرہ خضرا میں پہنچ گئے۔ وہ انتہائی خوبصورت اور آباد جزیرہ تھا۔ ہم بڑی کشتی سے اترے اور شہر میں داخل ہوئے شہر میں بہت سے قلعے تھے اور برج بنے ہوئے تھے۔ شہر کے اردگرد سات حصار تھے اور ہر طرف میوہ دار درختوں کی قطاریں دکھائی دیتی تھیں۔ وہاں کے اکثر گھر سنگ مرمر سے بنے ہوئے تھے اور وہاں کے لوگ انتہائی خوش حال تھے۔

میں نے اپنے محسن شیخ محمد کے گھر میں کچھ دیر آرام کیا۔ پھر وہ مجھے شہر کی جامع مسجد میں لے گئے۔ مسجد میں لوگوں کی بڑی تعداد موجود تھی ان کے درمیان میں نے ایک باوقار شخصیت کو بیٹھے ہوئے دیکھا جن کے وقار و ہیبت کے بیان کرنے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔ وہاں پر موجود افراد انہیں ''سید شمس الدین محمد عالم'' کے نام سے خطاب کر رہے تھے۔ وہ بزرگ مسجد میں موجود افراد سے گفتگو کر رہے تھے اور لوگوں کو قران، فقہ، علوم عربی، اصول دین اور اصول فقہ کی تعلیم دینے میں مصروف تھے۔ وہ فقہ کا ہر مسئلہ امام صاحب الزمان کے حوالے سے بیان کر رہے تھے۔

جب میں ان کے سامنے گیا تو انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور اپنے قریب

بیٹھنے کے لیے جگہ دی۔ انہوں نے مجھے کہا کہ مجھے تمہارے سفر کے تمام حالات معلوم ہیں اور یہ کہ شیخ محمد تمہیں میرے فرمان پر یہاں لائے ہیں۔

بعد ازاں انہوں نے مسجد کے ایک حجرہ میں مجھے رہائش دلائی اور فرمایا کہ یہ جگہ تمہاری خلوت اور استراحت کے لیے مناسب رہے گی۔ چنانچہ میں نے نماز عصر کے وقت تک وہاں آرام کیا۔ عصر کے وقت میں اٹھا اتنے میں ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ آپ اِدھر اُدھر کہیں نہ جائیں کیونکہ سید اور ان کے دوست شام کا کھانا آپ کے ساتھ کھائیں گے۔

میں نے کہا: حکم کی تعمیل ہوگی۔ کچھ دیر بعد سید اپنے دوستوں کے ساتھ وہاں تشریف لائے۔ دستر خوان بچھایا گیا۔ ہم نے کھانا کھایا اور کھانے کے بعد نماز مغربین کے لیے مسجد میں چلے گئے۔

میں نے وہاں پہلا جمعہ پڑھا اور میں نے وہاں ایک عجیب بات یہ مشاہدہ کی کہ سید صاحب نے دو رکعت نماز جمعہ واجب کی نیت سے پڑھائی۔ جب نماز ختم ہوئی تو میں نے ان سے عرض کیا۔ میرے آقا! آپ نے تو نماز واجب قصد وجوب سے ادا کی ہے بھلا ایسا کیوں ہے؟

انہوں نے فرمایا: کیونکہ شرائط وجوب مکمل ہیں اس لیے میں نماز جمعہ قصد وجوب سے پڑھتا ہوں۔ ان کا جواب سن کر میں نے اپنے دل ہی میں کہا کہ شاید امام علیہ السلام حاضر ہوں گے۔ پھر میں نے ایک مرتبہ ان سے تنہائی میں عرض کیا: کیا امام علیہ السلام موجود ہیں؟

انہوں نے کہا نہیں، میں آنجنابؑ کی طرف سے مقرر کردہ نائب خاص ہوں۔

میں نے عرض کیا: کیا آپ نے امام زمانہ (عج) کی زیارت کی ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں ۔البتہ میرے والد نے امام زمانہ(عج) کی آواز سنی تھی انہیں دیکھا نہیں تھا اور میرے دادا نے امام علیہ السلام کی آواز بھی سنی تھی اور ان کی زیارت بھی کی تھی ۔ میں نے عرض کیا: ایسا کیوں ہے؟

انہوں نے کہا: برادر! خداوند سبحان جسے چاہتا ہے فضیلت عطا کرتا ہے اور یہ اس کی حکمت بالغہ اور عظمت قاہرہ کے اپنے تقاضے ہیں ۔اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ کے تحت اپنے بندوں میں انبیاء و اوصیاء کو فضیلت دی ہے اور انہیں مخلوقات کا رہنما اور اپنے اور بندوں کے درمیان واسطہ قرار دیا ہے تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل و برہان سے ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی دلیل و برہان سے ہی زندہ رہے ۔ یہ اللہ تعالی کا لطف ہے کہ وہ زمین کو حجت سے خالی نہیں رہنے دیتا اور حجت کی طرف سے جو سفیر ہوتا ہے وہ اس کا پیغام پہنچاتا ہے ۔

اس کے بعد سید صاحب نے میرا ہاتھ پکڑا اور شہر کے باہر باغات میں لے گئے جہاں آبشاریں اور چشمے رواں دواں تھے اور ہر طرح کے میوے موجود تھے ۔ان باغات میں انگور، انار اور ناشپاتی کے بہت زیادہ درخت تھے ۔اتنے عمدہ میوے میں نے عراق، عرب، ایران اور سرزمین شام میں کہیں نہیں دیکھے تھے ۔ جب ہم ایک باغ سے دوسرے باغ کی سیر میں مصروف تھے تو ایک شخص جس نے سفید پشم کے دو کپڑے پہنے ہوئے تھے ہمارے پاس آیا ۔اس کی ہیبت وجلالت نے مجھے خاصا متاثر کیا ۔ میں نے سید صاحب سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

انہوں نے مجھ سے فرمایا: وہ سفید پہاڑ دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا: جی ہاں ۔انہوں نے کہا کہ اس پہاڑ کے درمیان ایک خوبصورت جگہ ہے جہاں ایک قد آور درخت ہے اور اس کے ساتھ ایک چشمہ بہتا ہے ۔ اس کے قریب پختہ اینٹوں سے ایک قبہ

بنا ہوا ہے۔ وہاں یہ شخص اپنے ایک دوست کے ساتھ رہتا ہے اور یہ دونوں اس قبہ کے خادم ہیں۔ میں ہر صبح جمعہ وہاں جاتا ہوں اور امامِ زمانہؑ کی زیارت پڑھتا ہوں۔ میں وہاں دو رکعت نماز پڑھتا ہوں اور وہاں مجھے ایک ورقہ ملتا ہے جس کی روشنی میں میں لوگوں کے مسائل حل کرتا ہوں اور اس ورقہ پر لکھے ہوئے مضمون کی مکمل پابندی کرتا ہوں۔ تم بھی کسی وقت وہاں چلے جاؤ اور اس جگہ کی زیارت کرو۔

چنانچہ میں اس پہاڑ پر گیا سید صاحب نے اس مقام کے مطابق جو کچھ فرمایا تھا میں نے اسے ویسا ہی پایا۔ وہاں دو خدمت گار موجود تھے ایک تو وہی خدمت گار تھا جسے میں پہلے دیکھ چکا تھا۔ اس نے مجھے خوش آمدید کہا جب کہ دوسرے نے مجھے دیکھ کر منہ پھیر لیا۔ جو مجھے پہچانتا تھا اس نے دوسرے خدمت گار سے کہا کہ تم اس سے منہ نہ پھیرو، میں نے اسے سید شمس الدین کے ہمراہ دیکھا تھا۔

یہ سن کر دوسرے خدمت گار نے میری طرف دیکھا اور مجھے خوش آمدید کہا پھر انہوں نے روٹی اور انگور سے میری تواضع کی۔ میں نے کھانا کھایا اور قریبی چشمہ کا پانی پیا اور اس چشمہ سے وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی۔ میں نے ان خدمت گاروں سے پوچھا کہ کیا امام علیہ السلام کا دیدار ممکن ہے؟

انہوں نے کہا مولا کا دیدار ناممکن ہے۔ ہمیں اجازت نہیں ہے کہ کسی کو کچھ خبر دیں۔ میں نے ان سے اپنے لیے دعا کی درخواست کی۔ انہوں نے میرے حق میں دعا مانگی۔ اس کے بعد میں وہاں سے چلا آیا اور واپس شہر میں آ گیا۔ شہر پہنچ کر میں نے سید شمس الدین کے متعلق دریافت کیا۔ کسی نے جواب میں کہا کہ وہ کسی کام کے لیے باہر گئے ہوئے ہیں۔ میں اپنے محسن شیخ محمد کے گھر گیا اور ان سے پہاڑ پر جانے کا اپنا واقعہ بیان کیا۔ یہ سن کر انہوں نے کہا: سید شمس الدین اور ان جیسے افراد کے علاوہ عام افراد کو وہاں جانے کی

اجازت نہیں ہے۔اسی لیے انہوں نے تم سے یہ سلوک کیا ہے۔

میں نے شیخ محمد سے سید شمس الدین کے متعلق پوچھا کہ یہ بزرگوار کون ہیں تو انہوں نے مجھ بتایا کہ امام زمانہ(عج) کی پانچویں نسل میں سے ہیں۔ان کے اور امام زمانہ(عج) کے درمیان پانچ واسطے ہیں۔امام زمانہؑ نے اپنے خصوصی حکم سے انہیں اپنا نائب خاص مقرر کیا ہے۔

میں نے سید شمس الدین سے قرائت قران مجید اور دوسرے مشکل علوم دینی کے متعلق کچھ پوچھنے کی درخواست کی تو انہیں نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا اگر تم ان باتوں کی ضرورت محسوس کرتے ہو تو پوچھ لو لیکن ابتداء قران عظیم کی قرائت سے کرو۔

میں نے ان کے سامنے قران حکیم کی کچھ آیات تلاوت کیں اور کہا کہ حمزہ نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے، کسائی نے یوں پڑھا ہے، عاصم نے یوں پڑھا ہے اور ابوعمرو بن کثیر نے اس آیت کو یوں پڑھا ہے۔

سید صاحب نے فرمایا: ہم ان لوگوں میں سے کسی کو نہیں پہچانتے۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے سفر حجۃ الوداع سے قبل روح الامین جبریلؑ آنخضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل ہوئے تھے اور انہوں نے آپ سے کہا تھا کہ محمدؐ! آپ میرے سامنے قران پڑھیں تا کہ میں ہر سورہ کی ابتداء وانتہا اور اس کے شان نزول کے متعلق آپ سے بیان کروں۔

علیؑ بن ابی طالبؑ اور حسنینؑ کریمین، ابی بن کعبؓ، عبداللہؓ بن مسعود، حذیفہؓ بن یمان، جابرؓ بن عبداللہ انصاری، ابوسعیدؓ خدری، حسانؓ بن ثابت اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کا ایک گروہ جمع ہو گیا۔آنخضرتؐ نے ان کی موجودگی میں سارا قران جبریلؑ امین کو پڑھ کر سنایا اور جس بھی چیز میں کوئی اختلاف تھا تو جبریلؑ نے آنخضرتؐ کے سامنے اس کی

وضاحت کی ۔امیر المومنینؑ نے اسے ایک چمڑے پر بھی لکھ لیا تھا۔اسی لئے قرائت صرف ایک ہی ہے اور وہ ہے امیر المومنینؑ کی قرائت ۔ میں نے سید صاحب سے عرض کیا:

''میرے آقا! میں تلاوت کے وقت محسوس کرتا ہوں کہ بعض آیات کا آپس میں کوئی ارتباط نہیں ہوتا جس کی وجہ سے ان کے سمجھنے میں کافی دقت محسوس ہوتی ہے۔''

سید صاحب نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ جب رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات ہوئی اور قریش نے خلافت پر قبضہ کیا۔اس وقت امیر امومنینؑ نے تمام قران کو جمع کیا، اسے ایک کپڑے میں لپیٹ کر مسجد میں لے گئے اور وہاں پر موجود افراد سے فرمایا: لوگو! یہ خدا کی کتاب ہے۔پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں اسے تمہارے سامنے پیش کروں تا کہ قیامت کے دن تم کوئی عذر پیش نہ کرسکو۔

برسر اقتدار افراد نے کہا: ہمیں تمہارے جمع کردہ قران کی کوئی ضرورت نہیں ہے، حضرت علیؑ نے فرمایا: مجھے حبیب خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے تمہارے اس جواب کی پیشگی اطلاع دی تھی لیکن میں چاہتا تھا کہ تم پر حجت تمام ہو جائے۔

اس کے بعد آپ اپنے گھر تشریف لائے اور آپ اس وقت یہ کلمات پڑھ رہے تھے۔

"لا الہ الا انت وحدك لا شريك له لاراد لماسبق فی علمك ولا منع لما اقتضته حكمتك فكن انت الشاهد لی عليهم يوم العرض عليك"

اس کے بعد برسر اقتدار شخص نے مسلمانوں کو آواز دے کر کہا: تم میں جس کسی کے پاس قران مجید کا کوئی سورہ ہو تو لے آئے۔ابوعبیدہ بن جراح، عثمان بن عفان، سعد بن ابی وقاص، معاویہ بن ابی سفیان، عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، ابوسعید خدری، حسان بن ثابت کے ساتھ مسلمانوں کا گروہ جمع ہوا اور انہوں نے قران مجید جمع کیا اور ان سے کچھ

آیات رہ گئیں۔اسی وجہ سے تمہیں قران کی آیات میں ارتباط دکھائی نہیں دیتا۔امیر المومنینؑ کا جمع کردہ قران حضرت صاحب الامرؑ کے پاس موجود ہے اور اس میں ہر چیز کا ذکر موجود ہے یہاں تک کہ اس میں ایک خراش تک کے ہرجانہ کا ذکر بھی موجود ہے۔البتہ یہ بات یاد رکھو کہ اس قران مجید میں جو کہ مسلمانوں کے پاس موجود ہے کوئی شک نہیں ہے اور یہ مسلّمہ طور پر خدا کا فرمان ہے۔اور یہی امام زمانہ (عج) نے فرمایا ہے۔

شیخ علی بن فاضل نے کہا کہ میں نے سید شمس الدین سے نوّے سے زیادہ مسائل نقل کئے اور وہ سارے مسائل میرے پاس محفوظ ہیں۔میں نے انہیں ایک جگہ جمع کیا ہے اور میں نے اس رسالہ کا نام ''الفوائد الشمسیہ'' رکھا ہے۔میں مخصوص افراد کے علاوہ اور کسی کو اس سے آگاہ نہیں کروں گا۔

دوسرے جمعہ کو جو کہ مہینہ کا دوسرا جمعہ تھا ہم نماز سے فارغ ہوئے اور سید صاحب مسائل دین کے لئے بیٹھے تو ہم نے مسجد کے باہر ایک عظیم صدا سنی۔میں نے سید صاحب سے پوچھا کہ یہ کیسی آواز ہے؟

انہوں نے فرمایا کہ یہ امام زمانہ (عج) کی فوج کے جرنیل ہیں جو کہ ہر مہینہ کے درمیانی جمعہ کو جمع ہوتے ہیں کہ شاید امامؑ ظہور فرمائیں۔میں نے سید صاحب سے عرض کیا: اگر آپ اجازت دیں تو میں مسجد سے باہر نکل کر انہیں دیکھ لوں؟

سید صاحب نے مجھے اجازت دی۔میں باہر آیا تو مجھے ایک بڑی جماعت دکھائی دی۔وہ خدا کی تسبیح وتہلیل کررہے تھے اور لا الہ الا اللہ کے ذکر ان کا ورد زبان تھا۔وہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کے لئے دعائیں کررہے تھے۔

یہ منظر دیکھ کر میں واپس مسجد میں آیا۔سید صاحب نے مجھ سے فرمایا کیا: تم نے ان کو شمار کیا تھا؟ میں نے عرض کیا: نہیں۔سید صاحب نے فرمایا: وہ تین سو افراد تھے اور ابھی

مزید تیرہ مددگاروں کا انتظار ہے جیسے ہی مزید تیرہ مددگار آ جائیں گے تو امامؑ ظہور فرمائیں گے۔ میں نے عرض کیا: آقا! یہ بتائیں کہ امامؑ کب ظہور فرمائیں گے؟

آپ نے فرمایا: اس کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور یہ اس کی مشیت پر منحصر ہے۔ اور یہ بات بھی ممکن ہے کہ امام زمانہ (عج) کو خود بھی اپنے ظہور کے وقت کا علم نہ ہو۔ امام زمانہ (عج) کے ظہور کی کچھ علامات ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ذوالفقار خود بخود نیام سے باہر آ جائے گی اور خالص عربی زبان میں کہے گی:

''ولی خدا! خدا کا نام لے کر آپ قیام کریں اور میرے ذریعہ سے دشمنان خدا کو قتل کریں۔''

ظہور کی علامات میں یہ بھی ہے کہ اس وقت تین صدائیں بلند ہوں گی جنہیں تمام لوگ سنیں گے۔

پہلی صدا یہ بلند ہوگی: اَزِفَتِ الْاٰ زِفَۃُ یا معشر المومنین۔

دوسری صدا یہ بلند ہوگی: الا لعنۃ اللہ علی الظالمین الآل محمد علیہم اسلام۔

تیسری علامت یہ ہے کہ سورج میں ایک بدن ظاہر ہوگا اور وہ یہ کہے گا "ان اللہ بعث صاحب الامر (م ح م د) بن الحسن المھدی علیہ السلام فاسمعوا لہ واطیعوا" اللہ نے صاحب الامر حجت بن الحسن مہدی کا ظہور کر دیا ہے تم ان کا فرمان سنو اور ان کی اطاعت کرو۔

اس کے بعد میں نے ان سے عرض کیا: میرے آقا! ہم تک جو روایات پہنچی ہیں ان میں بتایا گیا ہے کہ جب امام زمانہ (عج) کی غیبت کبریٰ شروع ہوئی تو انہوں نے فرمایا تھا کہ اس غیبت کے دوران جو میرے دیدار کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ تو کیا آپ میں سے کچھ افراد ایسے بھی ہیں جو مولا امام زمانہ (عج) کا دیدار کرتے ہیں؟

سید شمس الدین نے فرمایا: تم نے صحیح کہا ہے کہ امامؑ نے یہ جملے اس وقت ارشاد

فرمائے تھے جب آل محمدؐ کے دشمن بہت بڑی تعداد میں تھے اور بنی عباس کے فراعنہ برسر اقتدار تھے۔ اس وقت شیعہ اتنے مظلوم تھے کہ امام زمانہ (عج) کے متعلق بات تک نہیں کر سکتے تھے۔ لیکن اب اس بات کو طویل عرصہ گزر گیا اور دشمن بھی امامؑ سے مایوس ہو گئے ہیں۔ ان کی دشمنی اور ظلم یہاں تک پہنچ نہیں سکتا۔ امام زمانہ (عج) کی برکتوں وجہ سے ہمارا کوئی دشمن ہم تک رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔''

پھر میں نے عرض کیا: ''میرے آقا! علمائے شیعہ نے امام زمانہ (عج) سے روایت کی ہے کہ آپ نے اپنے شیعوں پر پانچ چیزیں مباح کر دی تھیں کیا آپ حضرت نے بھی یہ روایت کی ہے؟'' سید صاحب فرمایا: جی ہاں۔ امامؑ نے فرمایا اولاد علیؑ کے پانچ حقوق شیعوں پر معاف کیے ہیں اور فرمایا ہے کہ یہ ان کے لئے حلال ہیں۔

میں نے کہا کہ کیا امام زمانہ (عج) نے شیعوں کو اجازت دی ہے کہ وہ دوسرے مذہب کے ہاتھوں گرفتار شدہ افراد کو غلامی اور کنیزی کے لئے خرید سکتے ہیں؟

سید صاحب نے فرمایا: جی ہاں۔ بلکہ دوسروں کے قیدیوں کو خرید کر غلام اور کنیز بنا سکتے ہیں۔ امامؑ نے فرمایا کہ تم بھی ان سے وہی سلوک کرو جو وہ خود ان سے کرتے ہیں۔ یہ مسائل ان مسائل کے علاوہ ہیں جو میں پہلے تم سے بیان کر چکا ہوں۔

سید صاحب نے فرمایا کہ امام زمانہ (عج) کسی طاق سال میں مکہ کے اندر رکن ومقام کے درمیان خروج کریں گے لوگوں کو انتظار کرنا چاہیے۔ اس کے بعد سید صاحب نے مجھ سے فرمایا: تمہارے متعلق مجھے یہ احکام صادر ہوئے ہیں کہ اب تم اپنے وطن واپس لوٹ جاؤ اور اس حکم کی مخالفت نہ تو میں کر سکتا ہوں اور نہ تم کر سکتے ہو۔ وطن میں تمہارے بیوی بچے ہیں اور تم عرصہ سے ان سے دور ہو۔ اب اس سے زیادہ دوری مناسب نہیں ہے۔ یہ فرمان سن کر میں بے حد غمگین ہوا اور رونے لگا۔ پھر میں نے کہا: کیا میں دوبارہ

یہاں آسکوں گا؟ انہوں نے فرمایا: نہیں۔

پھر میں نے عرض کیا: آقا! اگر آپ اجازت دیں تو جو کچھ میں نے یہاں دیکھا اور سنا ہے اسے لوگوں سے بیان کرسکتا ہوں؟

سید صاحب نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے تم یہ چیزیں اہل ایمان کو بتاؤ تاکہ ان کے دلوں کو تسکین نصیب ہو مگر فلاں فلاں مسئلہ بیان نہ کرنا۔ میں نے عرض کیا: آقا! کیا امام زمانہ (عج) کو دیکھنے کا کوئی امکان ہے؟

انہوں نے فرمایا: نہیں لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے ہر مخلص مومن اپنے امام کو دیکھتا ہے لیکن وہ انہیں پہچانتا نہیں ہے۔

میں نے عرض کیا! میرے آقا! یہ غلام بھی تو مخلص ہے لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ میں اب تک حضرت کی زیارت سے محروم ہوں؟

سید صاحب نے فرمایا: ایسی بات نہیں ہے تم دوبار امام زمانہ (عج) کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے ہو۔ پہلی بار تم نے امام زمانہ (عج) کو اس وقت دیکھا تھا جب تم پہلی بار سامرہ جارہے تھے۔ تمہارا قافلہ تم سے آگے چلا گیا تھا اور تم قافلہ سے بچھڑ گئے تھے۔ پھر تم ایک نہر پر پہنچے۔ اس وقت ایک گھڑ سوار تمہارے پاس آیا جس کے ہاتھ میں نیزہ تھا اور اس کے پاس ایک دمشقی تلوار بھی تھی۔ اسے دیکھ کر تمہیں اپنی جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ اس نے تم سے کہا تھا کہ ڈرو نہیں اپنے ساتھیوں کے پاس جاؤ۔ وہ ایک درخت کے سائے میں بیٹھ کر انتظار کررہے ہیں۔ یہ سن کر میں نے کہا۔ میرے آقا! آپ نے بالکل صحیح کہا ہے۔

سید شمس الدین نے فرمایا: دوسری بار تمہیں امام زمانہ (عج) کی زیارت اس وقت ہوئی تھی جب تم نے شیخ اندلسی کی رفاقت میں دمشق سے مصر کا سفر کیا تھا۔ اس سفر میں قافلہ سے بچھڑ گئے تھے اور تم سخت خوفزدہ تھے۔ اس وقت ایک گھڑ سوار تمہارے پاس آیا تھا اس

کے ہاتھ میں نیزہ تھا اس نے تم سے کہا تھا کہ ڈرومت اور یہاں سے شمال کی طرف چلے جاؤ وہاں ایک گاؤں آئے گا وہاں ایک رات قیام کرنا اور ان کے سامنے اپنا مذہب بیان کرنا، ان سے تقیہ نہ کرنا۔ وہ گاؤں جنوبی دمشق کے اور بہت سے گاؤوں کی طرح مخلص مومنین کی رہائش گاہ ہے اور وہ لوگ علیؑ بن ابی طالبؑ اور ائمہ معصومینؑ کے پیروکار ہیں۔

یہ کہہ کر سید شمس الدین نے مجھ سے فرمایا: فرزند فاضل! کیا ایسا نہیں ہوا تھا؟ میں نے کہا: جی ہاں میرے آقا! ایسا ہی ہوا تھا۔ میں مولا کے فرمان کے تحت اس بستی میں گیا تھا اور میں نے وہاں ایک رات قیام کیا تھا۔ انہوں نے میری بے حد خدمت و تواضع کی تھی۔ میں نے ان سے ان کا مذہب پوچھا تو انہوں نے کہا ہم امیر المومنین وصی رسول علیؑ بن ابی طالبؑ اور ان کی اولاد کی امامت کا عقیدہ رکھتے ہیں انہوں نے مجھ سے کوئی تقیہ نہیں کیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: تمہیں اس مذہب کی تعلیم کس نے دی تھی؟

انہوں نے کہا: ہمیں اس مذہب کی تعلیم حضرت ابوذر غفاریؓ نے دی تھی۔ خلیفہ ثالث نے انہیں دمشق بھیجا تھا اور معاویہ نے انہیں دمشق سے جلاوطن کر کے یہاں بھیجا تھا۔ انہوں نے ہی ہمیں اس مذہب کی تعلیم دی تھی۔

صبح ہوئی تو میں ان سے درخواست کی کہ وہ مجھے اپنے کاروان کے ساتھ شامل کریں انہوں نے دو شخص میرے ساتھ کئے جو مجھے قافلہ تک لے آئے۔

پھر میں نے سید شمس الدین سے عرض کیا: کیا امام زمانہ (عج) حج پر بھی جاتے ہیں؟

سید صاحب نے فرمایا: فرزند فاضل! پوری دنیا مومن کے لیے ایک قدم ہے تو جو زمین کی بقا کا سبب ہو اس کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ جی ہاں، امام زمانہ (عج) ہر سال حج پر تشریف لے جاتے ہیں اور اپنے آبائے طاہرین کے مزارات پر بھی حاضر ہوتے ہیں

اور عراق وطوس جاتے ہیں اس کے بعد ہماری اس سرزمین پر واپس آجاتے ہیں۔

اس کے بعد سید شمس الدین صاحب نے مجھے ہدایت کی کہ میں روانگی کی تیاری کروں اور عراق چلا جاؤں مزید سرزمین مغرب میں قیام نہ کروں۔

اس کے بعد سید صاحب نے مجھے پانچ درہم عنایت کیے جن پر یہ عبارت تحریر تھی۔ "لا الـه الاالله محمد رسول علی ولی الله محمد بن الحسن القائم بامر الله"

وہ درہم آج بھی بطور تبرک میرے پاس محفوظ ہیں۔اس کے بعد جن کشتیوں کے ذریعے سے میں وہاں پہنچا تھا انہی کشتیوں کے ذریعے سے میں واپس روانہ ہوا۔جب ہم ملک بربر کے پہلے شہر میں داخل ہوئے تو کشتی والوں نے مجھے کچھ گندم اور جو کی بوریاں دیں جنہیں میں نے دوسو چالیس دینار میں فروخت کیا۔ملک بربر پہنچ کر میں مغربی حجاج کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوا اور طویل سفر کے بعد مکہ پہنچ گیا اور بیت اللہ کا حج کیا۔وہاں سے عراق آیا اور اب میں چاہتا ہوں کہ ساری عمر نجف اشرف میں بسر کروں۔

شیخ زین الدین علی بن فاضل مازندرانی کا بیان ہے کہ جزیرہ خضرا میں میں نے صرف پانچ علمائے امامیہ کا نام سنا اور وہ خوش نصیب علماء ہیں:

۱۔سید مرتضٰی موسوی ۲۔شیخ ابوجعفر طوسی ۳۔محمد بن یعقوب کلینی ۴۔شیخ صدوق ۵۔شیخ ابوالقاسم جعفر بن سعید حلّی

یہ وہ آخری بات تھی جو میں نے شیخ علی بن فاضل سے اس نشست میں سنی تھی۔ اللہ تعالیٰ ایسے دانشمندوں کو ہمیشہ آباد وشاد رکھے۔آغاز وانجام پر خدا کے لیے حمد ہے اور درود وسلام ہو خدا کی بہترین مخلوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اوران کی پاکیزہ آل پر۔

ہم نے جزیرہ خضرا کی یہ طویل داستان حرف بحرف نقل کی ہے اب اس داستان کے متعلق اپنے تحفظات کا اظہار کرتے ہیں۔

۱) پہلی بات تو یہ ہے کہ اس رسالہ میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ خزانہ امیر المومنینؑ میں یہ رسالہ موجود تھا اور یہ رسالہ شیخ فاضل، عالم، فضل بن یحیٰ طیبی کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔۔۔اس نام کا کوئی معروف عالم و فاضل آج تک نہیں گزرا۔

۲) یہ دعویٰ بھی بے سند ہے کہ وہ رسالہ ''طیبی'' کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا جب کہ فاضل کے قول کے مطابق ''طیبی'' کو دنیا سے رخصت ہوئے ایک صدی گزر چکی تھی۔اب سوال یہ ہے کہ کیا ''طیبی'' کا خط دنیا میں اتنا معروف تھا کہ پورے سو سال بعد بھی فاضل نے اسے پہچان لیا تھا؟

۳) اس داستان میں ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ داستان گو علی بن فاضل اپنے آپ کو مازندرانی الاصل کہتے ہیں لیکن جب وہ ''رافضیوں'' کے جزیرے میں اپنا تعارف کراتے ہیں تو اپنے آپ کو عراقی کہتے ہیں آخر ایسا کیوں ہے؟

۴) علامہ حلی اور علامہ ابن داؤد بھی اسی دور کے عالم تھے انہوں نے ۷۰۷ھ میں اسماء الرجال کی کتابیں لکھی تھیں لیکن انہوں نے اپنی کتابوں میں اس داستان گو شخص کا کہیں نام تک نہیں لکھا اور نہ ہی انہوں نے اس داستان کی طرف اشارہ کیا۔ جب کہ داستان اتنی مزیدار اور چٹخارے دار تھی کہ اس کو بیان کرنا چاہیے تھا۔اور یہ داستان امامت کی بہت بڑی دلیل ثابت ہوسکتی تھی اس روایت کی سند پر اور بہت سے اعتراضات ہیں لیکن ہم سر دست اسی پر اکتفا ہیں۔

اس روایت کو قاضی نور اللہ شوشتری نے مجالس المومنین کی جلد اول میں بھی نقل کیا ہے جو ظاہراً مذکورہ حدیث کے لئے جو سامنے آئی ہے قدیم ترین ماخذ ہے۔علامہ مجلسی اور شوشتری نے اسے اپنے طور پر نقل کیا ہے۔لیکن دونوں روایتوں میں ناحل پذیر اختلافات پائے جاتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس داستان میں صداقت نام کی کوئی چیز موجود

نہیں ہے۔

(علاوہ ازیں اس داستان میں بیان کیا گیا ہے کہ جزیرہ خضراء بحرابیض کے درمیان واقع ہے اور جب بھی کوئی مخالف اس بحرابیض میں داخل ہوتا ہے تو اس کی کشتی ڈوب جاتی ہے۔ وہاں صرف اہل ایمان کا ہی گذر ممکن ہے۔ اس کے بعد داستان میں کہا گیا ہے کہ جزیرہ خضراء کے گرد مستحکم فصلیں اور قلعے تھے اور شہر کے گرد سات مستحکم فصلیں موجود تھیں سوال یہ ہے کہ جب وہاں کسی دشمن کا گذر ممکن ہی نہیں تو یہ قلعے اور فصلیں کس لیے ہیں؟ کیا کہیں ایسا نہیں ہے کہ داستان گو کو پچھلی بات بھول گئی ہو اور اس نے شوق داستان گوئی میں قلعے اور فصلیں تعمیر کرنی شروع کردی ہوں۔ من المترجم)

علاوہ ازیں اس روایت میں قرآن مجید کی وقعت کو بھی کم کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور یہ کہا ہے کہ ارباب اقتدار نے حضرت علیؑ کا جمع کردہ قرآن لینے سے انکار کیا اور مسلمانوں میں اعلان کرادیا کہ جس کسی کے پاس کوئی آیت یا قرآن کی کوئی سورۃ ہو وہ اسے لے آئے۔ اعلان کے بعد ابوعبیدہ جراح، عثمان، سعد بن ابی وقاص، معاویہ بن ابی سفیان عبدالرحمٰن بن عوف، طلحہ بن عبیداللہ، ابوسعید خدری، حسان بن ثابت اور دیگر مسلمانوں میں سے کچھ لوگ آئے اور قرآن کو جمع کیا اور ان مطالب کو جو اُن کے بارے میں وارد ہوئے تھے جو وہ رسول خداؐ کے بعد کرنے والے تھے انہیں حذف کردیا۔ اُسی بناء پر مشاہدہ کیا جاتا ہے کہ آیات قرانی ایک دوسرے سے ارتباط نہیں رکھتیں۔ اس بارے میں چند نکات پر گفتگو کرنا ضروری ہے:

۱) قرآن مجید کے متعلق ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ یہ ہر قسم کی تحریف، کمی یا افسانہ سے محفوظ ہے اور اس کی عدم تحریف کی سب سے بڑی دلیل قرآن مجید کی یہ آیت ہے۔

''اِنَّا نَحنُ نَزَّلنَا الذِّکرَ وَاِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔

ترجمہ: یقیناً قران کوہم نے ہی نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ (سورۂ حجر آیت ۹)

اس آیت مجیدہ کے تحت تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قران مجید ہر طرح کی کمی بیشی سے محفوظ ہے۔

۲) رسول اکرمؐ کی حیاتِ مبارکہ میں ہی آنجنابؐ کی کتابت وحفظ قران کی طرف شدید توجہ اور متعدد قرانی نسخوں کا پھیلانا اور اس کی براہ راست نگہبانی کرنا اس حد تک ہوا کہ قران میں ہر قسم کی تحریف اور تغیر محال ہو گیا۔

رسول خدا کی وفات کو ابھی تیس برس نہیں گزرے تھے کہ دس ہزار حافظ قران پیدا ہو گئے۔ ان تحفظات کے ہوتے ہوئے کس کی جرأت ہوسکتی تھی کہ اصحاب برگزیدۂ رسول خدا کے موجود ہوتے ہوئے ایسی جسارت کر سکے۔ کیونکہ بلاشبہ ان حضرات نے اس سلسلے میں استقلال دکھایا تھا ہاں جو کوئی اس (غلط کام) میں آگے بڑھا اسے ہر زمانے میں قران کی محافظت کرنے والوں کی نفرین کا نشانہ بننا پڑا۔

۳) وہ شخصیات جن کا اس روایت میں نام لیا گیا ہے جو صاحب اقتدار کی جانب سے قران جمع کرنے پر مامور ہوئے تھے اگر چہ اس کا امکان ہے کہ اس سلسلے میں وہ حاضر ہوئے ہوں اور اس کام میں شرکت کی ہو لیکن مذکورہ روایت کی بناء پر مشہور ہے کہ خلفاء کی جانب سے قران جمع کرنے پر مامور کئے گئے تھے۔ اس طرح ابن مسعود، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل کے نام بھی نہیں لئے گئے حالانکہ یہ افراد اس سلسلے میں اہم مقام ومرتبت کے حامل تھے۔ الغرض یہ داستان از روئے سند ومتن دونوں طرح سے ضعیف ہے۔ (۱۳۰)

**سوال ۴۰: کیا امام زمانہ (عج) کے بیوی بچے بھی ہیں؟**

**جواب:** اگر چہ کچھ روایات اور مخصوص دعاؤں سے یہ نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ امام عالی مقام عائلی زندگی بسر کر رہے ہیں ان کے ہاں بیوی بچے بھی ہیں لیکن زیادہ صحیح ترین روایات میں

اس امر کی وضاحت موجود ہے کہ آپ کے ہاں کوئی اولاد نہیں ہے۔

ہم ابتدامیں وہ روایات پیش کرتے ہیں جن سے امام علیہ السلام کی اولاد کا استنباط کیا جا سکتا ہے۔ پھر ہم ان روایات کا عملی جائزہ پیش کریں گے۔

۱) شیخ طوسی نے مفضل بن عمر سے روایت کی ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: امام زمانہ (عج) کی رہائش گاہ کے متعلق نہ تو ان کے فرزندوں کو کچھ معلوم ہوگا اور نہ ہی کسی دوسرے کو اس کا علم ہوگا۔ ان کے ٹھکانے کا علم صرف اس خدا کو ہوگا جس کے قبضہ قدرت میں ان کی جان ہے۔ (۱۳۱)

اس روایت سے اولاد کا استدلال چند وجوہ کی بنا پر صحیح نہیں ہے۔

الف۔ نعمانی نے اس جملے کو ان الفاظ میں نقل کیا ہے: " ولا یطلع علی موضعه احد من ولی ولا غیره " (۱۳۲) یعنی ان کے کسی دوست وغیرہ کو ان کے مقام کا کوئی علم نہیں ہوگا۔

ب۔ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے کہ شیخ طوسی کی روایت میں مرور زمانہ سے تحریف واقع ہوگئی کیونکہ روایت میں ضمیر جمع کی جگہ ضمیر مفرد استعمال کی گئی ہے۔ کیونکہ اگر روایت کے الفاظ صحیح ہوتے تو ''ولا غیرہ'' کی بجائے ''ولا غیرھم'' کے الفاظ کہے جاتے۔

ج۔ اگر بالفرض اس روایت کو تسلیم بھی کر لیا جائے تو روایت میں ایسے الفاظ موجود ہی نہیں ہیں جو امام زمانہ (عج) کی فعلاً اولاد پر دلالت کرتے ہوں کیونکہ یہ بھی تو عین ممکن ہے کہ صدیوں بعد ان کے ہاں کوئی اولاد ہو۔

۲) ''جزیرہ خضراء'' کی روایت میں بھی جیسا کہ مرحوم مجلسیؒ بحار الانوار میں نقل کر چکے ہیں امام عالی مقام کا ذکر موجود ہے لیکن ہمیں بصد افسوس کہنا پڑتا ہے کہ یہ صرف ایک خیالی داستان ہے جس کا ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے جیسا کہ ہم سوال نمبر ۳۹ کے جواب میں

اس پر بحث کر چکے ہیں۔ جزیرہ خضراء کی روایت ازروئے سند ومتن ہر لحاظ سے مخدوش ہے۔

۳) احمد بن محمد بن یحییٰ انباری کی ''پانچ شہر'' کی روایت یہ بتاتی ہے کہ امام زمانہ (عج) اولاد رکھتے ہیں کہ جن میں پانچ افراد پایہ تخت اوران شہروں میں حاکم ہیں۔ یہ روایت بھی افسانہ ہی ہے اس لئے کہ اس کی سند ڈھیلی اور بے بنیاد ہے۔ مذکور داستان کے متعلق علامہ محقق شیخ آقا بزرگ تہرانی یوں رقم طراز ہیں:

یہ داستان محمد بن علی علومی کی کتاب ''تعازی'' کے ایک نسخہ کے آخر میں جداگانہ طور پر لکھی ہوئی تھی علی بن فتح اللہ کاشانی نے یہ سمجھ کر اسے نقل کیا کہ روایت بھی کتاب کا حصہ ہے انہیں مغالطہ ہوا تھا۔ مذکورہ داستان اس کتاب کا کسی طور بھی حصہ نہیں بن سکتی کیونکہ یحییٰ بن ہبیرہ وزیر کے گھر میں داستان بیان کی گئی تھی اور اس نے ۵۶۰ھ میں وفات پائی تھی جب کہ ''کتاب تعازی'' کے مؤلف دوسو سال قبل وفات پا چکے تھے۔

علاوہ ازیں اس داستان میں بہت سے مقامات پر تضاد پایا جاتا ہے۔ کیونکہ احمد بن محمد بن یحییٰ انباری جو کہ ناقلِ روایت ہے، کا بیان ہے کہ وزیر نے ہم سے عہد لیا تھا کہ ہم یہ داستان کسی کے سامنے بھی بیان نہیں کریں گے اور وزیر کی زندگی میں کسی نے یہ داستان بیان نہیں کی تھی۔

اس بیان کے تحت یہ داستان ۵۶۰ھ کے بعد ہی منظر عام پر لائی گئی۔ داستان کے متن میں عثمان بن عبدالباقی کہتا ہے کہ احمد بن محمد بن یحییٰ ابناری نے یہ داستان ۵۴۳ھ مجھے سنائی تھی۔ (۱۳۳)

۴) سید ابن طاؤس ناقل ہیں کہ امام علی رضاؑ نے مقام دعا میں یہ الفاظ کہے "اللھم صل علی ولاۃ عھدہ والائمۃ من ولدہ'' (خدایا! امام زمانہ کے دور کے حکام اوران کی

اولاد میں سے ائمہ پر درود نازل فرما)۔ (۱۳۴)

یہ روایت بھی قابل اعتبار نہیں ہے کیونکہ اس کی سند ضعیف ہے۔ سید ابن طاؤس خود ناقل ہیں کہ یہ دعا ایک اور انداز سے بھی مروی ہے "اللھم صل علی ولاۃ عھدہ والائمۃ من بعدہ" (خدایا! امام مہدی کے دور کے حکام اور ان کے بعد آنے والے ائمہ پر رحمت نازل فرما)۔ (۱۳۵)

اگر چہ بالفرض ہم پہلے متن کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی اس کی یہ تاویل ممکن ہے کہ امام کی صدیوں بعد اولاد پیدا ہو۔ اس کے برعکس ایسی روایات بھی موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ امام زمانہ (عج) کے ہاں اولاد نہیں ہے۔ چنانچہ حسب ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

۱) مسعودی ناقل ہیں:

علی بن ابی حمزہ، ابن السراج اور ابن سعید المکاری امام علی رضاؑ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ علی بن ابی حمزہ چونکہ "واقفی المذہب" تھا اس نے امام علی رضاؑ سے کہا: ہم نے آپ کے آباء سے یہ روایت نقل کی ہے کہ امام دنیا سے اس وقت تک رخصت نہیں ہوتا جب تک وہ اپنے بیٹے کو نہ دیکھ لے۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: کیا تم نے اس روایت میں "الا القائم" (سوائے قائم کے) کے الفاظ بھی نقل کیے ہیں۔

اس نے کہا: جی ہاں۔

امام علی رضاؑ نے فرمایا: تم نے حدیث تو روایت کی ہے لیکن تمہیں اس کے مطلب کا کچھ پتہ نہیں ہے۔

ابن ابی حمزہ نے کہا: اس سے کیا مراد ہے آپ ہی بتائیں۔

آپ نے فرمایا: تم یہ حدیث پڑھ کر دراصل میری امامت کا انکار کرنا چاہتے ہو کیونکہ اس وقت میرے ہاں کوئی بیٹا موجود نہیں ہے۔ مت گھبراؤ۔ عنقریب اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا کرے گا۔(۱۳۶)

۲) محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری نے اپنے والد سے، اس نے علی بن سلیمان بن رشید سے اور اس نے حسن بن علی خزاز سے نقل کیا ہے کہ علی بن ابی حمزہ (بطائنی) امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا: کیا آپ امام ہیں؟

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔

اس نے کہا: میں نے آپ کے دادا امام جعفر صادق علیہ السلام سے سنا تھا کہ امام کے لیے ضروری ہے کہ اس کے ہاں بیٹا ہو جو اس کا جانشین ہو سکے۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: بوڑھے! یا تو تجھے بات بھول گئی ہے یا تو نے خود بخود اس بات کو بھلا دیا ہے۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے یہ الفاظ فرمائے تھے:

امام وہی ہوتا ہے جس کے ہاں کوئی بیٹا ہو سوائے اس امام کے کہ جس کیلئے امام حسینؑ اپنی قبر سے باہر آئیں گے، اس کے ہاں کوئی بیٹا نہ ہوگا۔

علی بن حمزہ نے کہا: میں آپ پر قربان جاؤں، آپ کے دادا نے ایسا ہی کہا تھا (۱۳۷)

مذکورہ بالا روایات کے علاوہ اس مفہوم کی اور بھی بہت سی روایات موجود ہیں مزید آگاہی کے لیے اس موضوع کی کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں (۱۳۸)

اخبار و روایات کی تحقیق کے بعد ہمیں ایسی کوئی معتبر روایت نہیں ملی جس سے امام زمانہ (عج) کے ہاں اولاد کا ثبوت مل سکتا ہو۔ ویسے بھی اس مسئلہ کی تحقیق کوئی ضروری نہیں ہے۔

**سوال ۱۴۱: مصحف فاطمہؑ کیا ہے اور کیا وہ اس وقت امام زمانہ (عج) کے پاس موجود ہے؟**

جواب۔ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیھا اتنی غمگین ہوئیں کہ ان کے غم کی مقدار کا علم بس خدا کو ہی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدہؑ کی تشفی کے لئے ایک فرشتہ ان کے پاس بھیجا جو آ کر ان سے گفتگو کرتا تھا۔ حضرت سیدہ سلام اللہ علیھا نے اس واقعہ کی خبر امیر المومنینؑ کو دی۔ آپ نے فرمایا: جب تم فرشتہ کی آمد محسوس کرو تو مجھے بتا دینا۔

چنانچہ جیسے ہی فرشتہ نازل ہوتا تو حضرت سیدہؑ، حضرت علیؑ سے عرض کرتی تھیں چنانچہ حضرت علیؑ بھی بیٹھ جاتے تھے۔ فرشتہ جو باتیں کرتا آپ اسے لکھ لیتے تھے۔ یہاں تک کہ گفتگو سے ایک کتاب تیار ہوگئی اسی کتاب کو ''مصحف فاطمہؑ'' کہا جاتا ہے۔ اس میں حلال وحرام کے مسائل نہیں ہیں۔ اس کی بجائے اس میں مستقبل میں پیش آنے والے حالات لکھے ہوئے ہیں۔ (۱۳۹)

مصحف فاطمہؑ کے متعلق وضاحت امام جعفر صادقؑ کے الفاظ پر مشتمل ہے۔ آپ نے اس میں مصحف فاطمہؑ کی توضیح کی ہے ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ آپ نے اپنے پیروِ باصفا اور یارِ وفادار ابوبصیر سے فرمایا: وہ مصحف فاطمہؑ ہمارے پاس موجود ہے۔ لوگ کیا جانیں کہ ''مصحف فاطمہؑ'' کیا ہے؟!

ابوبصیر نے عرض کیا کہ مولا! آپ ہی فرمائیں کہ مصحف فاطمہؑ کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: جو قران کریم اس وقت تمہارے پاس موجود ہے۔ مصحف فاطمہؑ اس سے تین گنا بڑا ہے۔ خدا کی قسم! اس میں قران مجید کا ایک حرف بھی نہیں ہے (۱۴۰)

ان الفاظ سے امامؑ نے یہ بات واضح کی ہے کہ مصحف فاطمہؑ کوئی قران کا ''نعم البدل'' ہرگز نہیں ہے۔ دین اسلام کے احکام کے لئے قران کی اپنی اہمیت ہے زیادہ سے

زیادہ اسے تفصیل قران کی حیثیت حاصل ہے۔

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصحف فاطمہؑ یکے بعد دیگرے ائمہ کے ہاتھوں سے میراث امامت کے طور پر منتقل ہوتا ہوا امام زمانہؑ کے بابرکت ہاتھوں تک پہنچا۔

امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: امامؑ کی کچھ نشانیاں ہیں۔ امامؑ تمام لوگوں سے بڑا عالم ہوتا ہے اور عدل، پرہیزگاری، حلم، شجاعت، عبادت اور سخاوت میں بے مثال ہوتا ہے۔۔۔اس کے پاس مصحف فاطمہؑ ہوتا ہے۔(۱۴۱)

**سوال ۴۲: کیا امام مہدی (عج) کے ظہور کے عقیدہ کے باوجود حکومت اسلامی قائم کرنے اور اصلاحی تحریکوں کی بھی کوئی گنجائش ہے؟**

**جواب:** کارل مارکس کے فلسفہ کا ایک اصول یہ ہے کہ پھوڑا جتنا گندہ ہوگا اتنا ہی جلدی سے منہ نکالے گا اور پھٹ پڑے گا۔ اس لیے انقلاب کے لیے معاشرہ کا خراب ہونا بڑا ضروری ہے۔

ہم مارکس کے اس نظریہ سے ہرگز متفق نہیں ہیں لیکن بصد افسوس ہمیں یہ کہنا پڑتا ہے کہ کچھ خدا پرست افراد کے اذہان میں بھی مارکس کا یہ فلسفہ گردش کررہا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اصلاحات کے عمل سے امام مہدیؑ (عج) کے ظہور میں تاخیر ہورہی ہے۔ لیکن ان کا یہ نظریہ صاحبانِ عقل وعلم کی نگاہوں میں لائق صد مذمت ہے۔ فقہائے اسلام نے حکومت اسلامی کے مسئلہ کو دو طرح سے واضح کیا ہے۔

الف۔ زمانہ غیبت میں حکومت اسلامی کی ضرورت

ب۔ غیبت امام زمانہ (عج) میں فقیہ عادل کی ولایت عامہ۔ (ولایت فقیہ کی بحث اگلے سوال کے جواب میں آئے گی)۔

آیئے دیکھیں کہ زمانہ غیبت میں حکومت اسلامی کی تشکیل کیلیئے دلائل شرعی کیا

ہیں۔ہم یہاں صرف چند دلیلیں ہی نقل کریں گے۔

۱) دلیل اجتماعی تاریخی۔حکومت ایک معاشرتی اور اجتماعی ضرورت ہے جو معاشرہ میں امن، لوگوں کے حقوق کی حفاظت اور عدل جاری کرنے کے لئے ضروری ہے۔اسلامی معاشرہ بھی ان تمام انسانی معاشروں سے جدا نہیں جن کا لازمہ نظم وضبط کو برقرار رکھنے، امن اور حقوق کی حفاظت اور لوگوں کے درمیان عدل جاری کرنے کے لئے قانون سازی سے ہے۔دیگر معاشروں کی طرح اسلامی معاشرہ میں بھی ایک ایسی حکومت کے قیام کی ضرورت ہے جو قوانین کا اجراء کر کے ان کے مقاصد اور اہداف حاصل کر سکے۔

اگر اسلامی معاشرہ حکومت سے بے نیاز ہوتا اور باقی معاشروں سے جدا ہوتا تو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ہادیان دین اس مسئلہ کی وضاحت کرتے لیکن انہوں نے ایسی کوئی بات نہیں کی تھی۔اسی لیے دوسرے معاشروں کی طرح اسلامی معاشرہ کو بھی حکومت کی ضرورت ہے۔

اسی دلیل سے زمانہ غیبت میں بھی اسلامی حکومت کا وجوب ثابت ہوتا ہے کیونکہ زمانہ غیبت میں بھی لوگوں کو قانون اور اس کے تقاضوں کی پاسداری کی ضرورت ہے۔امت اسلامیہ کے استحکام کے لئے حکومت کا قیام ناگزیر ہے اور قانون کی تشریح کے لئے حکومت کا ہونا ضروری ہے۔

علاوہ برایں عقل یہ کہتی ہے کہ دو میں سے انسان کو ایک نہ ایک چیز کا انتخاب کرنا پڑے گا۔حکومتِ اسلامی، یا حکومتِ کفر۔جب کہ تیسری شق یعنی معاشرہ حکومت کے بغیر قابل تصور نہیں ہے۔اب نتیجہ یہ ہوگا کہ اسلامی حکومت کا قیام واجب ہے کیونکہ کافر حاکم کی اطاعت حرام ہے۔

۲) دلیل اعتقادی۔جب کوئی شخص اسلام قبول کر لیتا ہے تو قبول اسلام کے ساتھ ہی اس پر

یہ واجب ہوتا ہے کہ وہ اسلام کے احکام کو اپنی پوری زندگی کے تقاضوں پر نافذ کرے۔ جب مسلمان افراد اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے قالب میں ڈھالیں گے تو اس کے نتیجہ میں اسلامی حکومت خود بخود قائم ہو جائے گی۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اجتماعی، اقتصادی، سیاسی قوانین کا اجرا حکومت کے بغیر ناممکن ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زمانہ غیبت میں حکومت اسلامی کی تشکیل ضروری ہے۔

۳) **دلیل عقلی**۔ دلیل عقلی کا خلاصہ یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد امام معصوم پر واجب ہے کہ وہ اسلامی حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لے لے تا کہ اسلام بطور ''اصل'' اور مسلمان بطور ''معاشرہ'' محفوظ رہ سکیں۔ اسی طرح سے عقل یہ تقاضا بھی کرتی ہے کی امام زمانہ (عج) کہ غیبت میں بھی حکومت اسلامی کا کوئی نہ کوئی حاکم موجود ہو۔

۴) **دلیل نقلی**۔ سنی وشیعہ دونوں کی روایات میں اس بات کا تذکرہ موجود ہے کہ امام مہدی کے ظہور سے پہلے کچھ لوگ قیام کریں گے اور امام مہدی (عج) کی حکومت کے لئے زمین ہموار کریں گے۔

حافظ ابو عبداللہ گنجی شافعی نے رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے آپؐ نے فرمایا: "وَيَخْرُجُ أُنَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَيُوَطِّئُونَ لِلْمَهْدِيِّ سُلْطَانَهُ"

ترجمہ: سرزمین مشرق سے لوگ قیام کریں گے اور حکومت مہدی کے لئے زمین ہموار کریں گے۔ (۱۴۲) اس حدیث کو نقل کرنے بعد حافظ گنجی لکھتے ہیں:

یہ حدیث حسن اور صحیح ہے اس کے راوی باوثوق ہیں اور علماء نے اس حدیث سے حجت قائم کی ہے۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ''میں دیکھ رہا ہوں کہ مشرق کی سرزمین میں ایک جمعیت نے خروج کیا ہے اور وہ اپنے حق کا مطالبہ کر رہے ہیں لیکن انہیں ان کا حق نہیں ملتا۔ وہ پھر

اپنا حق طلب کریں گے انہیں پھر ان کا حق نہیں دیا جائے گا۔ جب وہ یہ دیکھیں گے تو وہ اپنے شانوں پر تلواریں رکھ لیں گے (مسلحانہ جدوجہد کریں گے) اس وقت انہیں ان کا حق دیا جائے گا لیکن انقلابی اسے قبول نہیں کریں گے پھر وہ مل کر قیام کریں گے اور حکومت پہ قابض ہو جائیں گے۔ اس انقلاب کی باگ ڈور تمہارے آقا کے ہاتھ میں دے دیں گے۔ ان کی جدوجہد کے درمیان قتل ہونے والے شہید ہیں۔ اگر میں اس انقلاب کو پاتا تو میں خواہش کرتا کہ "صاحب الامر" کے آنے تک زندہ رہوں (۱۴۳)

درج بالا دلائل سے اجمالی طور پر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ اسلامی حکومت کی تشکیل زمانہ غیبت کے واجبات میں سے ہے۔

**سوال ۴۳: اس بات کی کیا دلیل ہے کہ زمانہ غیبت (عج) میں حکومت اسلامی کا سربراہ "ولی فقیہ" ہو؟**

**جواب۔** سابقہ بحث میں ہم اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ انسان کی اجتماعی زندگی کے قیام کے لئے حکومت کا ہونا ازبس ضروری ہے اور اگر حکومت نہ ہو تو معاشرہ پر جنگل کا قانون نافذ ہو جائے گا اور کوئی انسان جنگل کے قانون کے تحت زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا۔

اب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ امام عصر (عج) کی غیبت کے زمانہ میں حکومت کا معیار کیا ہونا چاہئے اور حکومت کس کے پاس ہونی چاہیے؟

مذہب حقہ شیعہ کا عقیدہ ہے کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رحلت کے بعد ائمہ ہدیٰ علیہم السلام امت اسلامیہ کے امام و زمامدار تھے۔ وہ بزرگوار یکے بعد دیگرے ولی امر مسلمین تھے اور خدا کی طرف سے خلافت کلی کے حامل تھے۔

زمانہ غیبت میں کسی خاص شخص کا نام اور خصوصیات بتا کر حکومت کے لئے متعین نہیں کیا گیا لیکن زمانہ غیبت میں اسلامی معاشرہ کو حکومت کی ضرورت بھی ہے اور امام

زمانہ (عج) کی غیبت میں ولایت وحکومت اسلامی کا تسلسل بھی ضروری ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ حضرت شارع مقدس نے لوگوں کی ضروریات پوری کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے امت کو تفرقہ بازی سے بچانے اور امور ملت کی نگہبانی اور شریعت کی حفاظت کے لئے امامت کو مقرر فرمایا اور زمانہ پیغمبرؐ کے بعد امامؑ ہی امت کو تفرقہ بازی سے بچانے والا اور امور ملت کا نگہبان اور محافظ شریعت ہوتا ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جب امام پردہ غیب میں چلا جائے تو کیا امت کی نگہبانی اور شریعت کی محافظت کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے یا باقی رہتی ہے؟

اگر کوئی شخص کہے کہ اس کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے تو اس کا دعویٰ غلط اور باطل ہوگا اور اگر اس کی ضرورت ہے اور یقیناً ہے تو پھر زمانہ غیبت میں امت کا نگہبان اور شریعت کا محافظ کون ہو؟

حکومت اسلامی نام ہے اس حکومت کا جو قانون پر مبنی ہو اور قانونِ الٰہی بھی اجرائے احکام اور تمام جہان میں عدل وانصاف قائم کرنے کے لیے خدا کی طرف سے مقرر کرے۔ لہٰذا حکومت اسلامی کے سربراہ میں یہ تین اوصاف ہونے ضروری ہیں:

۱) قانون کا علم۔ ۲) عدالت۔ ۳) کفایت وصلاحیت۔

عقل کا تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی جاہل اور ظالم کو مسلمانوں کو سربراہ بنانے پر راضی نہیں ہے اور کسی ظالم و جاہل کو مسلمانوں کی جان و مال، عزت و ناموس اور شرف و وقار پر مسلط کرنا پسند نہیں کرتا۔ قانون کی حکمرانی اور پاسداری عالم و عادل حکمران کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ اسلامی معاشرہ کا سربراہ اور حاکم اسے ہونا چاہیے جو خود اسلامی قوانین و احکام کو جانتا ہو اور پھر اجرائے احکام کے لیے عدالت سے بھی متصف ہو

اوران دو شرائط کے تحت ایک ''فقیہ عادل'' ہی امت کا سرپرست ہوسکتا ہے اور صرف وہی مسلمانوں کی رہبری کی صلاحیت رکھتا ہے۔

اسلامی حاکم کو ''فقہ'' اور ''عدالت'' کی صفت سے متصف ہونا چاہیے۔ اسلامی حکومت کا قائم کرنا فقیہان عادل پر واجب کفائی ہے۔ (۱۴۴)

ولایت فقیہ کا مسئلہ اتنا واضح ہے کہ اس کے لیے زیادہ دلائل و براہین کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود اس موضوع کی بہت زیادہ روایات مروی ہیں۔ ان میں سے ہم چند روایات یہاں نقل کرتے ہیں۔

ا۔ اسحاق بن یعقوب کہتے ہیں کہ میں نے امام زمان علیہ السلام کی خدمت میں ایک عریضہ لکھا جس میں میں نے یہ دریافت کیا کہ زمانہ غیبت میں ہم کس کی طرف رجوع کریں؟ میں نے وہ عریضہ امام زمانہ (عج) کے نائب خاص عثمان بن سعید کے سپرد کیا امام زمانہ (عج) کی طرف سے ایک توقیع برآمد ہوئی جس میں یہ تحریر مرقوم تھی۔

"اَمَّا الْحَوَادِثُ الْوَاقِعَةُ فَارْجِعُوا فِيهَا اِلٰى رُوَاةِ اَحَادِيْثِنَا فَاِنَّهُمْ حُجَّتِيْ عَلَيْكُمْ وَاَنَا حُجَّةُ اللّٰهِ" (۱۴۵)

ترجمہ: تمہیں جو حوادث و مشکلات پیش آئیں تو ان کے حل کے لیے ہماری احادیث کے راویوں کی طرف رجوع کرنا کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں اللہ کی حجت ہوں۔

دلالتِ حدیث: ''اما الحوادث الواقعة'' کے الفاظ سے ''حوادث'' سے صرف بیان احکام مراد نہیں ہے بلکہ اس سے خود ''حوادث'' ہی مراد ہیں اور ویسے بھی احکام کے بیان کے لیے شیعان آل محمدؐ پہلے سے ہی فقہاء کی طرف رجوع کرنے کے عادی تھے۔ اس لیے یہ بات عقل و دانش سے کہیں دور ہے کہ اس سوال سے صرف بیان احکام دریافت کیا گیا ہو۔

اس کے برعکس اس سوال کے ذریعہ سے ''حوادث واقعہ'' کی دریافت کی گئی تھی ۔ مسائل کا مقصد یہ تھا کہ ''حوادث واقعہ'' میں خود اس کی اور دوسرے اہل ایمان کی تکلیف شرعی کیا ہے۔

اسی طرح سے یہ بات بھی ممکن نہیں ہے کہ سائل نے اپنے سوال کے ذریعہ سے چند حوادث کے متعلق دریافت کیا ہو اور امام علیہ السلام نے جواب میں یہ تحریر کیا ہو کہ مذکور حوادث کے لیے حکم شرعی یہی ہے۔

امام علیہ السلام کی یہ تحریر اس امر کی دلیل ہے کہ تمام ''حوادث واقعہ'' کے مرجع فقہائے اسلام ہیں۔ اس سے یہ ہرگز مراد نہیں ہے کہ ''راویان احادیث'' کی مرجعیت صرف بیان احکام تک محدود ہے اور بس۔

٢۔ امام علیہ السلام نے اپنے مکتوب گرامی قدر میں یہ تحریر فرمایا: ''وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے حجت ہوں''

کیا امام علیہ السلام کے حجت خدا ہونے کا صرف یہی مفہوم ہے کہ آپ احکام کے بیان کرنے والے ہیں؟

اگر امام کی حجت صرف بیانِ احکام تک ہی محدود کردی جائے تو اس میں امام کی خصوصیت باقی کیا رہ جائے گی کیونکہ حضرت زرارہ بن اعین اور محمد بن مسلم جیسی شخصیات بھی بیان احکام میں حجت کا درجہ رکھتے تھے اور کسی کو بھی یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ ان کی زبان سے سنی ہوئی روایات کو مسترد کردے اور ان کی روایات پر عمل نہ کرے۔

امام علیہ السلام اور آپ کے آبائے طاہرین کی جمعیت اگر صرف بیان احکام تک محدود ہو تو اس سے ان میں اور دیگر راویان حدیث میں کوئی فرق باقی نہیں رہے گا۔

ائمہ ہدیٰ علیھم السلام صرف بیان احکام میں ہی حجت نہیں تھے بلکہ وہ اپنی سیرت،

رفتار و گفتار میں تمام معاملات زندگی میں حجت خدا کا درجہ رکھتے تھے۔

ائمہ ہدیٰ کے حجت خدا ہونے کا مقصد یہ ہے کہ وہ تمام مسائل شرعی اور احکام مسلمین اور تدبیر امور مسلمین اور حکومت اسلامی کی تشکیل کے لیے خدا کی حجت ہیں اور جو بھی شخص ان کی موجودگی میں اپنے انفرادی اور اجتماعی معاملات کے لئے ان کی طرف رجوع نہ کرے تو اس کا کوئی عذر بارگاہ الٰہی میں مسموع و مقبول نہ ہوگا۔ جن معانی میں ائمہ بندوں پر حجت تھے انہی معانی میں فقہاء بھی امام کی طرف سے لوگوں پر حجت ہیں۔ (۱۴۶)

اس مفہوم کے اثبات کے لیے ہم یہاں ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں ایک مرتبہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے شُریح سے فرمایا تھا: شُریح! جس مسند پر تو بیٹھا ہے اس پر نبی یا نبی کا وصی یا کوئی بد بخت انسان ہی بیٹھتا ہے۔ (۱۴۷)

فقیہ عادل نہ تو پیغمبر ہوتا ہے اور نہ ہی وہ بد بخت انسان ہوتا ہے بلکہ اس منصب پر وصی کی عمومی حیثیت سے بیٹھتا ہے اور وصی کو وصیت کرنے والے کے اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔

احتجاج طبرسی کی ایک طویل حدیث کے ضمن میں امام حسن عسکریؑ نے فرمایا:

"اما من کان من الفقهاء صائناً لنفسه حافظاً لدینه مخالفاً لهواه مطیعاً لامر مولاه فللعوام ان یقلدوه"۔ (۱۴۸)

فقہاء میں سے جو اپنے نفس کو انحرافات سے بچانے والا ہو، مثالی صبر کا مالک ہو، اپنے دین کی نگہبانی کرنے والا ہو، اپنی خواہشات کا مخالف ہو اور اپنے آقا کے احکام کا فرماں بردار ہو، تو عوام کو چاہئے کہ وہ اس کی تقلید کریں۔

اگر ہم لفظ ''تقلید'' کے مفہوم پر ہی غور کریں تو اس میں ولایت فقیہ کی جھلک دکھائی دے گی۔ کیونکہ ''تقلید'' کے معنی پیروی کے ہیں اور اس سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے کہ

زمانہ غیبت میں لوگوں کے امور فقہائے ربانی کے سپرد کئے گئے ہیں اور انہیں لوگوں پر حق ولایت حاصل ہے۔

یہاں یہ بتانا انتہائی ضروری ہے کہ ولایت فقیہ، ائمہ طاہرین کی ولایت کے مقابلہ پر نہیں ہے۔ کیونکہ فقیہ تو ائمہ کی جانب سے منصوب ہوتا ہے، اسکی ولایت درحقیقت ائمہ طاہرین کی ولایت ہی ہوتی ہے اور اسے معصومین کی طرف سے معاشرتی واجتماعی حکومت کے تمام اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ انہی اختیارات کو ''ولایت مطلقہ فقیہ'' کے عنوان سے یاد کیا جاتا ہے۔

ولایت فقیہ کے نظریہ پر قائم ہونے والی حکومت کو استبدادی حکومت نہیں کہا جاسکتا اور نہ ہی انسانوں کی انسانوں پر حکومت کے زمرہ میں آتی ہے۔ ولایت فقیہ دراصل لوگوں پر خدا اور قانون کی حاکمیت کا دوسرا نام ہے۔ اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ زمانہ غیبت میں ولی فقیہ کی زیر قیادت اسلامی حکومت کو تشکیل دینا نہ صرف امر مُسَلَّم ہے بلکہ واجب بھی ہے۔

**سوال ۴۴: کون لوگ کن حالات کے تحت امام زمانہ (عج) سے ملاقات کر سکتے ہیں؟**

جواب۔ اس سے قبل سوال ۳۷ کے جواب میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ غیبت امام سے غیبتِ شخصی اور جسمانی مراد نہیں ہے بلکہ ''غیبت عنوان'' ہے امام زمانہ (عج) سے تین طرح کی ملاقاتیں ممکن ہیں۔

۱) حضرت امام مہدی (عج) کی زیارت اس عنوان سے نصیب ہو کہ دیدار کرنے والے کو اس کا احساس تک نہ ہو۔ اس طرح کی ملاقاتیں اکثر ایمان والوں کو نصیب ہوتی رہتی ہیں۔

۲) کوئی شخص امام زمانہ (عج) کی زیارت کرے اور زیارت کے وقت اسے یہ علم نہ ہو کہ حضرت امام زمانہ (عج) ہیں البتہ زیارت کے بعد اسے معلوم ہو کہ وہ بزرگوار امام زمانہ

(عج) تھے۔

۳) آپ سے کسی کا اس طرح سے ملاقات کرنا کہ وہ آپ سے پوری طرح آگاہ ہو۔اس طرح ملاقاتیں غیبتِ کبریٰ کے مفہوم سے مطابقت نہیں رکھتیں۔

لیکن حالت خواب میں آنحضرتؑ کو دیکھنا بھی کافی ہوتا ہے۔آنجنابؑ جس شخص کو اپنا دیدار کرانا چاہتے ہیں تو اس کے روبرو اسی طرح ہوتے ہیں جس طرح (دیگر) تمام انسان اور اسے اپنی شناخت بھی کرواتے ہیں۔اگرچہ کہ وہ خواب کے بعد متوجہ ہوتا ہے۔آنجنابؑ معمول کے مطابق زیارات کرانے کے بعد اس زائر سے جدا ہو جاتے ہیں۔

البتہ اس صورت میں کہ وقت ملاقات امامؑ اس طرح کسی تنگ جگہ ہوتے ہیں کہ خوف نہیں ہوتا اور عوام الناس سے غیبت کی نفی بھی نہیں ہوتی۔(اس طرح) پوشیدہ رہنا معجزہ کے علاوہ کسی طرح ممکن نہیں ہے اور یہ معجزہ اِن شرائط میں قانون معجزات سے مطابقت رکھتا ہے۔کیونکہ آپ کی غیبت کا جاری رہنا روزِ موعود کے حق ثابت ہونے کے لئے ضروری ہے۔(۱۴۹) (اس کے بعد کے سوال میں پہلی حکایت کی طرف توجہ فرمائیں)۔

احادیث میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ معصومین نے فرمایا کہ غیبت کبریٰ کے دور میں جو امام کے دیدار کا دعوی کرے اس کی تکذیب کرو۔

اس سے وہ لوگ مراد ہیں جنہوں نے اپنے مذموم مقاصد کے لئے امام (عج) کے دیدار اور اپنی نیابت کا اعلان کیا تھا۔

ہر پاک طینت شیعہ امامؑ سے ملاقات کرسکتا ہے البتہ شرط یہ ہے کہ توفیق ایزدی اس کے شامل حال ہو اور زیارت امام (عج) کے لئے انسان کو چاہئے کہ اپنے آپ کو گناہوں اور شبہ کے مقامات اور مشکوک امور سے بچائے، اپنے باطن کو پاک کرے، اپنے اندر ایمان، یقین اور پسندیدہ صفات پیدا کرے، واجبات و مستحبات بجالائے، اپنی زبان اور

دل کو ذکر الٰہی سے آراستہ کرے، لوگوں کی ضروریات پوری کرے اور معاشرہ کی اصلاح کے لئے ہر ممکن کوشش بجالائے۔ اس ذریعہ سے اس کے دل میں نور ولایت کی چمک پیدا ہوگی اور وہ حضرتؑ کے دیدار جمال کے قابل بن جائے گا۔

گفتم کہ روی ماهت از من چرا نهان است؟

گفتا تو خود حجابی ورنہ رخم عیان است!

''میں نے کہا کہ تیرا چاند جیسا چہرہ مجھ سے پوشیدہ کیوں ہے؟ اس نے کہا کہ تو خود ہی حجاب ہے ورنہ میرا چہرہ تو ظاہر ہے''۔

**سوال ۴۵: کن افراد نے امام زمانہ (عج) کا دیدار کیا اور حضرت کی ملاقات کا شرف حاصل کیا؟**

**جواب:** نادانستگی اور دانستگی میں حضرت سے ملاقات کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ یہاں ہم نمونہ اور اطمینان قلب کے لئے چند حکایات نقل کرتے ہیں۔

**۱۔ عالم نزع میں حضرت کا دیدار اور موت سے نجات۔**

آیت اللہ سید محمود شاہرودی کا بیان ہے:

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ہم نے کاظمین سے سامرا پیدل جانے کا ارادہ کیا اور دونوں مقامات میں ایک سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے۔ اس سفر میں مرحوم ''عباچی'' بھی ہمارے ساتھ تھے۔ راستے میں بلد کے مقام پر ہم نے سید محمد سلام اللہ علیہ کی زیارت کی۔ پھر سامرا کے لئے چل پڑے ہم نے وہاں سے پانچ کلومیٹر سفر طے کیا ہوگا کہ عباچی کی قوت جواب دے گئی اور وہ زمین پر گر پڑے۔

انہوں نے مجھ سے کہا: میری موت یقینی ہے۔ تم یہاں میرے پاس بیٹھ کر میری کچھ مدد نہیں کر سکتے۔ یہاں بیٹھ کر تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنے کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکتے اور

اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا حرام ہے۔لہٰذا تم پر واجب ہے کہ تم یہاں سے چلے جاؤ۔میری تم پر کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔

بہرنوع ہم انہیں وہاں اس حال میں چھوڑ کر بحال پریشان چل پڑے۔دوسرے دن ہم سامرا پہنچے اور ایک سرائے میں گئے جب ہم سرائے پہنچے تو ہم نے عباچی صاحب کو سرائے سے باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ہم نے انہیں سلام کیا اور پوچھا کہ آپ ہم سے پہلے یہاں کیسے آ گئے؟

انہوں نے کہا:تم نے میری کیفیت کل دیکھی تھی میں موت کا منتظر تھا اور لیٹ کر موت کا انتظار کرنے لگا۔اس اثناء میں کسی کسی وقت ہوا کی سنسناہٹ کی آواز سنائی دیتی تھی۔میں وہ آواز سن کر آنکھیں کھول لیتا تھا کہ شاید ملک الموت آ رہے ہوں گے ان کی زیارت ہی کر لوں۔لیکن وہ مجھے دکھائی نہیں دیتے تھے پھر میں آنکھیں بند کر لیتا تھا۔پھر میں نے کسی کے قدموں کی چاپ سنی۔میں نے آنکھ کھولی تو دیکھا کہ عربی لباس میں ملبوس ایک صاحب کھڑے تھے ان کے ہاتھ میں گدھے کی باگ تھی انہوں نے میرے سرہانے کھڑے ہو کر کہا کہ تم یہاں بیابان میں کیوں لیٹے ہو؟

میں نے کہا:میرے سارے جسم میں درد ہے،میں چل نہیں سکتا اب یہاں موت کے استقبال کے لئے لیٹ گیا ہوں۔

انہوں نے کہا:اٹھو۔تا کہ میں تمہیں تمہاری منزل تک پہنچاؤں۔

میں نے کہا کہ میں اٹھنے کے قابل ہی نہیں ہوں۔انہوں نے اپنا ہاتھ بڑھا کر مجھے سہارا دیا اور گدھے پر سوار کیا۔اس دوران میں نے محسوس کیا کہ ان صاحب کا ہاتھ میرے بدن پر جہاں جہاں لگا اس جگہ سے درد ختم ہو گیا۔

میں گدھے پر سوار تھا اور وہ اس کی باگ تھامے آگے چل رہے تھے۔میں نے

ان سے بار بار کہا کہ آئیں آپ بھی سوار ہو جائیں لیکن انہوں نے یہ بات قبول نہ کی اور کہا کہ مجھے پیدل چلنے کی عادت ہے۔

اس دوران میں متوجہ ہوا کہ انہوں نے کمر سے سبز رنگ کی شال باندھی ہوئی تھی۔ میں نے اپنے آپ سے کہا: تجھے حیا نہیں آتی ایک سیدزادہ سواری کی باگ تھامے پیدل چل رہا ہے اور تو سوار ہے۔ یہ سوچ کر میں نے اپنی توانائی جمع کی اور گدھے سے اتر پڑا میں نے ان سے کہا: میرے سردار! میری خواہش ہے کہ آپ سوار ہوں۔ پھر اس کے بعد اچانک منظر بدل گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس سرائے کے دروازے پر پایا اور وہاں نہ تو گدھا موجود تھا اور نہ اسکا سوار کہیں دکھائی دیتا تھا۔ (۱۵۰)

### ۲۔ آیت اللہ اراکی (رہ) کی دختر کا واقعہ

حضرت آیت اللہ العظمیٰ اراکیؒ کا بیان ہے۔ میری صاحبزادی حجۃ السلام حاج سید آقا اراکی کی زوجہ ہے۔ اس نے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کیا۔ سفرِ حج سے قبل اس نے مجھ سے کہا: ابا جان! میں حج پر جا رہی ہوں لیکن وہاں حجاج کا بے پناہ ہجوم ہوتا ہے اور اس میں بعض افراد کچلے جاتے ہیں۔ مجھے اس ہجوم سے بڑا خوف آتا ہے۔ میں نے اس سے کہا: پیاری بیٹی! آپ "يَا حَفِيظُ يَا عَلِيمُ" کا ساری راہ ورد کرتی رہیں۔ خدا نے چاہا تو آپ کو کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ بہرنوع وہ حج پر چلی گئی۔ سفرِ حج سے واپسی پر ایک دن اس نے مجھے بتایا کہ میں آپ کے بتائے ہوئے ورد کو پڑھتی ہوئی بیت اللہ کے طواف کے لیے آگے بڑھی۔ ہجوم بہت زیادہ تھا اور خاص طور پر اس وقت سوڈانی طواف میں مصروف تھے۔ میں نے اپنے دل میں کہا کہ میں اس اژدھام میں طواف کیسے کر پاؤں گی۔ کاش آج میرے ساتھ میرا کوئی محرم ہوتا تو مجھے ان کے جسم لگنے سے محفوظ رکھتا۔

اچانک میں ایک آواز سنی کوئی میرا نام لے کر کہہ رہا تھا کہ امام زمانہ (عج) سے

توسل حاصل کروتا کہ آسانی سے طواف کرسکو۔

میں نے کہا: امام زمانہ (عج) کہاں ہیں؟

دوبارہ وہی آواز میں نے سنی کہ کہنے والے نے کہا: یہ جو آپ کے آگے چل رہے ہیں یہی تو امام زمانہ (عج) ہیں ان کے گرد ایک میٹر جتنی جگہ خالی ہے اور اس جگہ کوئی داخل نہیں ہوگا تم اس خالی جگہ میں چلی جاؤ اور اپنے مولا کے پیچھے طواف کرو۔

چنانچہ میں نے ان کے عقب میں چلنا شروع کردیا میں ان کے اتنی قریب تھی کہ میرا ہاتھ مولا کی پشت کو لگ سکتا تھا۔ میں نے آہستہ سے ہاتھ بڑھا کر ان کی عبا سے مس کیا اور پھر وہی ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرا اور میں نے کہا: میرے آقا ومولا! میں آپ پر قربان۔ اور اتنی خوش تھی کہ خوشی کی وجہ سے امام علیہ السلام پر سلام کرنا بھی یاد نہ رہا اور یوں میں نے کسی تکلیف کے بغیر طواف کے سات چکر مکمل کیے اور کسی نامحرم کا ہاتھ میرے کپڑے تک کو نہ لگا۔ اس پورے عمل کے دوران مجھے یہ حیرت رہی کہ لوگ امام زمانہؑ کے پیچھے خالی جگہ پر آکر طواف کیوں نہیں کرتے۔ (۱۵۱)

**۳۔ اس خوش نصیب کا واقعہ جسے امام (عج) نے کھانا بھجوایا۔**

حاج مومن علیہ الرحمہ خادم مسجد تھے۔ ان کا بیان ہے کہ جوانی کے ایام میں میرے دل میں امام علیہ السلام کی زیارت کا بے حد شوق ہوا اور اس شوق نے مجھے بے قرار کر دیا۔ یہ بے قراری اتنی بڑھی کہ مجھ سے کھانا پینا چھوٹ گیا اور میں نے اپنے دل میں عہد کیا کہ جب تک امام عالی مقام کا دیدار نصیب نہ ہوگا اس وقت تک میں نہ تو کھانا کھاؤں گا اور نہ ہی پانی پیوں گا۔

یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ یہ اقدام میں نے اپنی نادانی اور شدت شوق کی وجہ سے کیا تھا۔ دو دن اور دو راتیں اس عالم میں گزر گئیں میں نے نہ تو کچھ کھایا اور نہ پیا۔

تیسری رات اضطراری طور پر پانی کے چند گھونٹ پیئے اور مجھ پر غشی طاری ہوگئی۔

غشی کے عالم میں مجھے امام زمانہ علیہ السلام کی زیارت نصیب ہوئی آپ نے مجھ سے فرمایا: ''تو اپنے آپ کو کیوں ہلاک کر رہا ہے میں تیرے لیے کھانا بھیج رہا ہوں وہ کھالے''۔

اس کے بعد مجھے ہوش آ گیا۔اس وقت رات کا ایک تہائی حصہ گذر چکا تھا اچانک کسی نے مسجد کے دروازہ پر دستک دی۔ مسجد میں اس وقت میرے علاوہ کوئی دوسرا شخص موجود نہیں تھا۔ لہٰذا میں اٹھا اور دروازہ کھولا۔ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آئے ہیں جنہوں نے اپنے سر پر اس انداز سے عبا ڈالی ہوئی تھی کہ کوئی انہیں پہچان نہیں سکتا تھا۔ ان کے ہاتھ میں ایک برتن تھا جس میں کھانا تھا انہوں نے وہ برتن میرے ہاتھ میں دے دیا اور دو مرتبہ کہا۔ یہ کھانا کھاؤ اور اس میں کسی دوسرے کو شریک نہ کرنا۔ بعد میں برتن منبر کے نیچے رکھ دینا۔ یہ کہہ کر وہ باہر چلے گئے۔

اس برتن میں چاول اور مرغ پکا ہوا تھا۔ میں نے وہ غذا کھائی اور وہ اتنی لذیذ تھی کہ میں نے زندگی میں اتنی لذیذ غذا کبھی نہیں کھائی تھی۔

دوسرے دن غروب آفتاب سے قبل مرحوم میرزا محمد باقر میرے پاس آئے۔ موصوف اپنے دور کے پارسا اور زاہد ترین فرد سمجھے جاتے تھے۔انہوں نے مجھ سے برتنوں کا مطالبہ کیا پھر کچھ رقم میری جیب میں ڈال کر فرمایا: تم یہ رقم اپنے پاس رکھو۔ محترم سید ہاشم مشہد مقدس جا رہے ہیں تم بھی ان کے قافلے میں شریک ہو جاؤ۔ راستے میں تمہیں ایک بزرگ ملیں گے جن سے تم فائدہ حاصل کر سکو گے۔ تمہارے لیے وہاں سے یہی حکم جاری ہوا ہے۔

حاج مومن بیان کرتے ہیں کہ میں نے وہ رقم رکھ لی اور محترم سید ہاشم کے قافلے میں شامل ہو گیا۔ ہم اپنے شہر سے تہران پہنچے۔ ہمارے قافلہ سالار نے تہران سے مشہد کے

لیے ایک اسپیشل بس حاصل کی اور ہم وہاں سے مشہد کے لیے روانہ ہوئے۔

تہران سے ہم تھوڑے ہی فاصلے پر گئے تھے کہ ایک بزرگ نے بس کو رکنے کا اشارہ کیا۔ بس رک گئی وہ بزرگ قافلہ سالار کی اجازت سے بس پر سوار ہوئے اور اتفاق سے وہ میرے ہی ساتھ بیٹھے۔ راستہ میں انہوں نے مجھے بہت سی نصیحتیں کیں اور مجھے زندگی میں پیش آنے والے حالات سے بھی آگاہ کیا۔ انہوں نے مجھے ایک نصیحت یہ بھی کی کہ قہوہ خانوں میں روٹی مت کھایا کرو اور فرمایا: ''مشتبہ لقمہ دل کے لیے نقصان دہ ہوتا ہے''۔

ان کے پاس ایک تھیلی تھی۔ انہیں جس وقت بھی کھانے کی ضرورت ہوتی وہ اس تھیلی سے تازہ روٹی نکال کر کھاتے تھے اور مجھے بھی کھلاتے تھے کسی وقت وہ سبز کشمش بھی تھیلی سے نکال کر مجھے کھلاتے تھے۔ سفر کرتے ہوئے ہم ''قدم گاہ'' پہنچے انہوں نے وہاں مجھ سے کہا: میری موت کا وقت قریب آ چکا ہے اور میں مشہد مقدس نہیں پہنچ سکوں گا۔ میرے پاس بارہ تومان ہیں۔ جب میں رخصت ہو جاؤں تو اس رقم سے صحن مقدس کے کسی گوشے میں میرے لیے قبر حاصل کرنا اور محترم سید ہاشم سے کہنا کہ میری تجہیز و تکفین کے فرائض وہی سرانجام دیں گے۔

اس روشن ضمیر بزرگ کی یہ بات سن کر میں پریشان ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں۔ جب تک میں نہ مر جاؤں کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا، خدا کی رضا پر راضی رہنا۔

اس کے بعد ہماری بس شہر مشہد مقدس کی طرف روانہ ہوئی۔ جب ہماری بس ''کوہ طرق'' (پچھلے وقتوں میں زوّار اس طرف سے آیا کرتے تھے) پہنچی تو وہاں امام عالی مقام کے گنبد کے دیدار کے لیے بس رکی۔ تمام مسافر بس سے اتر کر دور سے مولا کے روضے کے گنبد کا دیدار کرنے لگے۔ ڈرائیور اور کنڈکٹر اپنی بس کو دیکھنے میں مصروف ہو گئے۔ اتنے

میں میں نے ان روشن ضمیر بزرگ کو دیکھا انہوں نے بھی حضرت کے گنبد کو سلام کیا اور شدت اشتیاق سے کافی دیر تک روتے رہے اور پھر انہوں نے کہا: ''مولا! یہ خاکسار اس قابل نہیں ہے کہ آپ کی قبرانور کا بوسہ لے سکے۔'' اس کے بعد وہ رو بہ قبلہ ہو کر لیٹ گئے چادر اپنے اوپر پھیلائی اور خاموشی سے سو گئے۔ کچھ دیر بعد میں ان کے قریب گیا اور انہیں صدا دی لیکن ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ میں نے اُن کے چہرے سے چادر ہٹائی تو وہ دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔

میں ان کی موت پر زور زور سے رونے لگا۔ تمام مسافر جمع ہو گئے۔ میں نے انہیں اس روشن ضمیر انسان کے حالات بتائے۔ سب لوگ ان کی جدائی پر روئے پھر ہم نے ان کی دی ہوئی رقم سے صحن مطہر کے گوشے میں قبر خریدی۔ سید ہاشم نے ان کی وصیت کے مطابق تجہیز و تکفین کے فرائض سر انجام دیئے اور ہم نے انہیں صحن مطہر میں دفن کر دیا۔ (۱۵۲)

**سوال ۴۶: امام زمانہ (عج) کب تشریف لائیں گے اور کیا ظہور کے سال، مہینہ اور دن کو متعین کیا جاسکتا ہے؟**

**جواب۔** امام زمانہ (عج) کے ظہور کا وقت بھی قیامت کے وقت کی طرح سے پوشیدہ ہے اور خدا کے علاوہ کسی کو آپ کی آمد کے وقت کا صحیح علم نہیں ہے۔

مہزم اسدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: فرزند رسولؐ! آپ جس قائم آل محمدؐ کے ظہور اور ان کی عادلانہ حکومت کی تشکیل کے منتظر ہیں وہ تو طولانی ہوتی جا رہی ہے۔ یہ بیان فرمائیں کہ اس کا وقت کب آئے گا؟

آپ نے فرمایا: ''وقت مقرر کرنے والوں نے جھوٹ کہا، جلد بازی کرنے والے ہلاک ہوئے اور تسلیم کرنے والوں نے نجات پائی اور وہ ہماری طرف ہی لوٹائے

جائیں گے"(۱۵۳)

امام زمانہؑ کا اپنا فرمان ہے: ظہور کا وقت مشیت خداوندی سے وابستہ ہے اور جو لوگ ظہور کا وقت مقرر کریں گے وہ جھوٹے ہیں۔(۱۵۴)

مذکورۃ الصدر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حجت (عج) کے ظہور کے مکمل وقت کا کسی کو کوئی علم نہیں ہے یہاں تک کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی اس کے حتمی وقت کا علم نہیں تھا اور معصومین علیہم السلام نے بڑی وضاحت سے یہ اعلان کیا کہ جو بھی امام زمانہ (عج) کے ظہور کا حتمی وقت مقرر کرے جھوٹا ہے۔

ہادیان دین کی احادیث میں امامؑ کے ظہور کا حتمی وقت نہیں بتایا گیا البتہ ان کے ظہور کی علامات اور عمومی زمانہ بتایا گیا ہے مثلاً روایات میں مذکور ہے کہ آپ کا ظہور جمعہ کو عاشور کے دن ہوگا۔(۱۵۵)

سوال ۴۷: کیا امام زمانہ (عج) کو اپنے ظہور کے حتمی وقت کا علم ہے؟

جواب: ہادیان دین سے اس موضوع سے متعلقہ روایات پر توجہ کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ظہور مہدیؑ کا ارادہ کرے گا تو انہیں الہام کرے گا جیسا کہ حسب ذیل روایت میں ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ہم میں سے ایک امامؑ پردہ غیبت میں چلا جائے گا جب اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنے کا ارادہ کرے گا تو اس کے دل میں اس کا اثر پیدا ہوگا۔ پھر وہ حکم الٰہی سے ظاہر ہو جائے گا۔(۱۵۶)

امام جعفر صادقؑ کی ایک اور روایت میں مذکور ہے: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی وفات کے قبل ایک مکتوب آپ پر نازل کیا اور فرمایا: محمد! یہ میری طرف سے تمہارے خاندان کے نجیب اور پسندیدہ افراد کے لئے وصیت ہے۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: جبریل! وہ نجیب کون ہیں؟

جبریل امینؑ نے کہا: یارسول اللہ! اس سے علیؑ بن ابی طالبؑ اور اس کی اولاد مراد ہے۔

اس مکتوب میں علیحدہ علیحدہ رقعہ جات تھے اور ہر رقعہ پر مہر لگی ہوئی تھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلما نے وہ مکتوب حضرت علیؑ کے سپرد کیا اور فرمایا: اس میں جو رقعہ تمہارے نام کا ہے اس کی مہر کھولو اور اس میں تمہیں جو ہدایات دی گئی ہیں ان پر عمل کرو۔

ہر امام نے اپنے اپنے دور میں اپنے نام کے رقعہ کی مہر کو کھولا اور اس میں خدا کی طرف سے اس کے لئے جو احکام لکھے ہوئے تھے اُن پر عمل کیا۔ چنانچہ یہ سلسلہ حضرت علیؑ سے جاری ہوا اور امام مہدی (عج) تک جاری رہے گا۔ (۱۵۷)

لہٰذا عین ممکن ہے کہ امام مہدی (عج) اس خدائی رقعہ کی وجہ سے اپنے وقت ظہور سے واقف ہوں اور اس کے علاوہ امام زمانہ (عج) کی کچھ مخصوص علامات میں سے ایک کے متعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

جب ظہور مہدی (عج) کا وقت ہوگا اللہ تعالیٰ ان کی تلوار اور پرچم کو بولنے کی طاقت عطا کرے گا اور ان سے یہ آواز بلند ہوگی: اے ولی خدا! قیام کریں اور خدا کے دشمنوں کو قتل کریں۔ (۱۵۸)

**سوال ۴۸: امام زمانہ (عج) نے آخر اب تک ظہور کیوں نہیں کیا؟**

**جواب۔** ہر انقلاب اور ہر اجتماعی فعالیت کی کامیابی کچھ عینی و خارجی شرائط سے وابستہ ہوتی ہے۔ جب تک وہ شرائط موجود نہ ہوں اس وقت تک ہدف حاصل کرنا ناممکن ہوتا ہے۔

امامؑ کے کچھ شرائط کا تعلق تو آسمانی اور خدائی جنبہ سے ہے لیکن آپ کی تمام ذمہ داریوں کا اجرا عینی و خارجی شرائط کے ساتھ مشروط ہے۔

حضرت عیسیٰؑ کے بعد آخری آسمانی پیغام سننے کے لئے آسمان نے پانچ صدیوں

کا انتظار کیا۔اس کے بعد کہیں جا کر خاتم الانبیاء نے اپنی نبوت و رسالت کا اعلان کیا۔ مقصد یہ ہے کہ خدا کا وہ عظیم پروگرام اس وقت منظر عام پر آیا تھا جب اس کے عینی اور خارجی شرائط پورے ہوئے۔ اس مفہوم کو یوں بھی عرض کیا جاسکتا ہے کہ ہر چیز اور واقعہ اپنے مناسب ماحول اور مناسب فضا میں ہی پنپتا ہے اور ہر واقعہ کے لئے کچھ نہ کچھ جزئی خصوصیات کا ہونا ضروری ہے۔

اسی سنت الٰہی کے تحت امام مہدیؑ کے اسلام کے اسلامی انقلاب کے اجرا کے لئے بھی مناسب ماحول اور فضا کا ہونا ضروری ہے ۔جب تک کسی بھی واقعہ کے لئے مناسب ماحول اور فضا موجود نہ ہو اس وقت تک واقعہ پردہ کتم سے نکل کر عرصہ شہود پر نمودار نہیں ہوتا۔اور یہی وجہ تھی کہ اسلام اتنی دیر سے انبیائے ماسبق کی ذمہ داریوں کی تکمیل اور کئی سو سالہ تلخ خلاء کے بعد ظاہر ہوا۔خداوند عالم اپنی اس سب قدرت کے باوجود نہیں چاہتا تھا کہ راہ رسالت کی مشکلات کو آسان کرے اور اس رسالت کی تبلیغ کے لئے مدد فراہم کرے بلکہ ابتلاء و آزمائش کے ذریعے کہ جو انسان کو تکامل بخشتے ہیں انقلاب الٰہی کا تمام مرحلہ طبیعی بنیادوں پر اور عوامل اجتماعی کی صورت میں استوار ہو۔

البتہ یہ خصوصیت مانع نہیں ہے کہ کبھی کبھی قدرت خداوندی کی جزئیات کا ایک ٹکڑا غیر عادی طریقوں سے ظاہر ہو۔کیونکہ جزئیات موافق ماحول بنانے میں بنیادی کردار نہیں رکھتیں بلکہ شاذ ہی مناسب ماحول میں تحریک کے لئے ضروری ہوتی ہیں۔

خداوند متعال مشکل لمحات میں رہبران الٰہی کی جو مدد کرتا ہے اور خصوصی توجہات فرماتا ہے وہ اس قسم کی ہوتی ہیں جیسے رسالت ابراہیمؑ کو ثابت کرنے کے لئے آتش نمرود کو ٹھنڈا کر دیا اور اس یہودی کے ہاتھ کو شل کر دیا جو پیغمبر اکرمؐ کے سامنے تلوار کھینچ کے کھڑا ہو گیا تھا۔یا تیز ہوا بھیجی جس نے روز خندق دشمنان حق، جو مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھے، کے

خیموں کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ پھینکا اور ان کے دلوں پر خوف طاری کر دیا۔

لیکن اس قسم کے امدادی معجزات صرف چند ثانیوں تک محدود ہوتے ہیں البتہ یہ ضروری ہے کہ اس مدد سے پہلے گڑبڑ پھیلانے والے مواقع اور عوامل موجود ہوں۔

اب ہم اسی بنیاد پر عینی اور خارجی عوامل سے مطابقت رکھتے ہوئے امام مہدی (عج) کے اقدام کو دیکھتے ہیں۔

مسلِماً انقلاب مہدی علیہ اسلام دیگر تمام انقلابات کی طرح اجتماعی عوامل سے تعلق رکھتا ہے اور اسے بھی معیّن حالات کا ساتھ دینا ہے۔اسی لئے حضرت مہدی (عج) نے خود کو محدود سطح پر اجتماعی اقدام کے لئے تیار نہیں کیا بلکہ پروردگار عالم کی طرف سے ان پر ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ انہیں دنیا میں ہمہ جہتی انقلاب لانا ہے۔تاکہ تمام نوع بشر ظلم وستم کی تاریکی سے نجات پا جائے۔

اس طرح کے انقلاب کے لئے صرف ایک کامل رہبر کی موجودگی ہی کافی نہیں ہے کیونکہ ایک کامل رہبر کی خصوصیات تو زمانۂ جاہلیت میں (بعثت سے قبل) پیغمبر اکرم بھی رکھتے تھے لیکن اس کے ساتھ ساتھ آپ کو ایک سازگار ماحول اور مناسب فضا کی بھی ضرورت تھی تاکہ دنیا میں انقلاب لانے کے لئے بیرونی عوامل کو تیار کر سکیں۔

انسانی نقطہ نظر سے ہم دیکھتے ہیں کہ متمدن انسان ایک مستقل احساس نابودی رکھتا ہے جس سے اس کے اندر ایک بنیادی محرک پیدا ہوتا ہے جو مہدی (عج) کے عادلانہ پیغام کو قبول کرتا ہے۔صرف اجتماعی، مدنی اور سیاسی گوناگوں تجربوں کے ذریعے انسان میں اس احساس کے جگہ پانے کا امکان ہے مدارس کے تجربوں اور بہت سی ۔۔۔۔ایسی ہی جگہوں پر لوگ منفی افکار کا بوجھ اپنے کندھوں سے اتار ڈالیں گے اور تب ان کی پاک سرشت اور دارالآخرۃ سے رغبت ظاہر ہوگی۔

مادی نقطۂ نظر سے بھی دورِ امام زمان (عج) میں مہدیؑ کا پیغام تمام دنیا میں عام کرنے کے لیے آمادگی اور توانائی زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیے تاکہ اس وقت میں غیبت صغریٰ کے دور کی طرح لوگوں میں باہمی رابطہ اور تعلق مزید بہتر ہو کیونکہ زمین کے قطعات ایک دوسرے کے قریب آجائیں گے اس سلسلے میں لوگوں کی تربیت کے لئے پیغام مہدیؑ کی بنیاد پر ربط و تعلق پیدا کرنے کی ایک رہبری کی مرکزی تربیت گاہ کی ضرورت ہے۔(۱۵۹)

# فصل چہارم

## شرائط اور علامات ظہور

**سوال ۴۹:** ظہور مہدی (عج) کی کیا شرائط ہیں اور وہ علائم ظہور سے کیا فرق رکھتی ہیں؟

**جواب:** شرائط ظہور سے وہ شرائط مراد ہیں جن پر روز موعود کا واقع ہونا موقوف ہے اور عدالت جہانی کا پھیلاؤ ان سے وابستہ ہے۔ ان شرائط کو بطور خلاصہ تین شرائط میں جمع کیا جاسکتا ہے۔

**شرط اول:** حقیقی اور واقعی خالص عدالت کا نقشہ کا موجود ہونا جسے ہر زماں ومکان میں نافذ کیا جاسکے اور وہ ایسا نقشہ ہونا چاہیے جو انسانیت کی سعادت وخوشی کا موجب ہو اور اسی میں دنیوی واخروی سعادت زندگی مضمر ہو۔ واضح رہے کہ جب تک اس طرح کا نقشہ پہلے سے طے شدہ نہ ہوگا اس وقت تک عدالت کامل منظر عام پر نہ آسکے گی۔

**شرط دوم:** اس عظیم اسلامی انقلاب کے لیے ایک عظیم خدائی رہبر وپیشوا کی ضرورت ہے جس میں رہبری کی مکمل صلاحیت موجود ہو۔

**شرط سوئم:** اس عظیم انقلاب کو ہم خیال، جانثار ساتھیوں کی بھی ضرورت ہے۔ جنہیں اپنے رہبر پر یقین کی آخری حد تک اعتماد ہو اور وہ اس کی رہنمائی میں تمام عالِم میں اسلامی انقلاب برپا کرنے کی صلاحیت سے بھی مالا مال ہوں۔ ان لوگوں میں مخصوص صلاحیتوں کا ہونا بڑا ضروری ہے تاکہ وہ اہم ترین ذمہ داریوں کو ادا کرسکیں۔ اس کیلئے صرف ذہنی اور فکری ہم آہنگی ہی کافی نہیں بلکہ انقلاب اسلامی اور عدالت جہانی کو نافذ کرنے کی صلاحیت

کا ہونا بھی ضروری ہے۔

علاوہ ابریں ایسے گروہ بھی ہونے چاہئیں جو اجتماعی شعور اور قربانی کے جذبے سے سرشار ہوں اور وہ حضرتؑ کے ظہور کے وقت باقی لوگوں کو اپنا ہم خیال بنا سکیں تاکہ عدالت جہانی کے نقشہ کو جاری کرنے میں زیادہ پریشانی نہ ہو۔

باقی رہا شرائط و علامات میں کیا فرق ہے تو اس سلسلہ میں ہم یہ عرض کریں گے کہ یہ شرائط امام علیہ السلام کے ظہور سے حقیقی وابستگی رکھتی ہیں جب کہ علامات کی وابستگی کا تعلق کشف و اعلام سے ہے اس کا ظہور سے حقیقی ربط نہیں ہے۔

علامات و شرائط کے درمیان ایک فرق یہ بھی ہے کہ علامات سے مراد چند مخصوص واقعات و حوادث ہیں اور ان کا تعلق قبل ظہور کے زمانہ سے ہے جب کہ شرائط سے مراد امام زمانہ (عج) کی حقیقی ترجیحات ہیں جن کا ظہور سے حقیقی ربط ہے۔

علامات کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ بیک وقت ظاہر ہوں۔ علامات علیحدہ علیحدہ بھی ظاہر ہو سکتی ہیں اور اتفاقاً ایک ہی وقت میں بہت سی علامات بھی نمودار ہو سکتی ہیں لیکن شرائط کا ایک دوسرے سے متصل ہونا ضروری ہے اور ان کی حیثیت مستقل ہے وقتی نہیں ہے۔

شرائط و علامات میں ایک اور فرق یہ ہے کہ علامات ظہور سے پہلے منظر عام پر آئیں گی اور ختم ہو جائیں گی لیکن شرائط ظہور کے قریب ہی ظاہر ہوں گی اور وہ آخر تک قائم رہیں گی۔

ایک اور فرق یہ ہے علامات کے متعلق ہم یہ جان سکتے ہیں کہ اب تک کتنی علامات ظاہر ہوئی ہیں اور کتنی علامات ابھی تک پردہ غیب میں ہیں لیکن شرائط کے متعلق یہ بات نہیں کہی جا سکتی۔ ظہور سے پہلے ان کا ادراک مشکل ہے کیونکہ ناصرین امام کو پہچاننا عام افراد کی

پہنچ سے باہر ہے۔(۱۶۰)

**سوال ۵۰: امام زمانہ (عج) کے ظہور کی علامات کیا ہیں؟**

**جواب:** ہم سابقہ صفحات میں مسلسل یہ عرض کر چکے ہیں کہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کے صحیح وقت کا علم اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور معصومین علیہم السلام نے اس امر کی وضاحت کر دی ہے کہ وقت مقرر کرنے والے جھوٹے ہیں۔ البتہ ہادیان دین نے امام زمانہ (عج) کے ظہور کی بہت سی نشانیاں بیان کی ہیں جنہیں اس مختصر کتاب میں بیان نہیں جا سکتا۔

ظہور کی علامات کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

۱) حتمی علامات۔ ۲) غیر حتمی علامات۔ جیسا کہ فضیل بن یسار نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا: علامات ظہور دو طرح کی ہیں۔ ایک حتمی علامات ہیں اور دوسری غیر حتمی علامات ہیں۔ جب کہ سفیانی کا خروج حتمی علامات میں سے ہے جس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے۔(۱۶۱)

حتمی علامات سے وہ نشانیاں مراد ہیں جو کسی قید و شرط کے ساتھ مقید نہیں ہیں اور ظہور سے قبل ان کا منظر عام پر آنا بڑا ضروری ہے۔ جب کہ غیر حتمی علامات سے ایسے واقعات مراد ہیں جو کہ منظر عام پر آئیں گے لیکن وہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کی حتمی علامت نہیں ہیں۔ ان کا تعلق کسی نہ کسی شرط کے ساتھ ہے اگر شرط موجود ہو گی تو مشروط بھی موجود ہو گا ورنہ موجود نہ ہو گا۔

لہٰذا یہ بات مسلّم ہے کہ ایسی علامات جن کے حتمی ہونے کے متعلق کوئی نفی موجود نہیں ہے وہ بھی ظاہر ہوں گی۔

غیر حتمی علامات بہت زیادہ ہیں۔ ہم یہاں امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک جامع حدیث پر اکتفاء کریں گے۔ امام علیہ السلام نے اس حدیث میں بہت سی ایسی علامات

بیان کی ہیں جو کہ ہمارے ہی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان میں سے بہت سی علامات کو آج ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے ایک صحابی سے فرمایا:

۱) جب دیکھو حق نابود ہو رہا ہے اور حق کے طرفدار دکھائی نہیں دیتے۔

۲) جب دیکھو کہ ظلم وستم ہر طرف پھیل چکا ہے۔

۳۔ جب دیکھو کہ قران متروک ہو چکا ہے اور اس کی بجائے ہوا و ہوس پر مبنی بدعات کو عروج حاصل ہے۔

۴) جب دیکھو خدا کا دین عملی طور پر دکھائی نہ دے اور دنیا دین سے یوں خالی ہو جائے جیسے برتن کو الٹ دیا جاتا ہے اور اس میں کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

۵) جب دیکھو اہل باطل، اہل حق پر سبقت کر رہے ہیں۔

۶) جب دیکھو برائیاں علی الاعلان ہو رہی ہیں اور ان سے کوئی منع نہیں کرتا اور برے افراد کو روکنے والا کوئی نہیں ہے۔

۷) جب دیکھو کہ مرد، مردوں پر اور عورتیں، عورتوں پر اکتفاء کرنے لگیں۔

۸) جب دیکھو کہ اہل حق خاموش ہو چکے ہیں اور ان کی باتوں کو کوئی ماننے پر آمادہ نہیں ہے۔

۹) جب دیکھو کہ بدکار لوگ جھوٹ تراشیں اور کوئی بھی ان کے جھوٹ کی تردید نہ کرے۔

۱۰) جب دیکھو کہ بچوں نے بزرگوں کا احترام چھوڑ دیا ہے۔

۱۱) جب دیکھو قطع رحمی عام ہو چکی ہے۔

۱۲) جب دیکھو کہ لوگ بدکار کی تعریف کریں اور وہ اپنی تعریف سن کر خوشی کا اظہار کرے اور کوئی اس کی بری باتوں کی تردید نہ کرے۔

۱۳) جب دیکھو کہ نوجوان لڑکے وہی کچھ کریں جو عورتیں کرتی ہیں۔

۱۴) جب دیکھو عورتیں، عورتوں سے شادی کرنے لگیں۔

۱۵) جب دیکھو کہ لوگ اپنی دولت کو غیر اطاعت خدا میں خرچ کر رہے ہوں اور کوئی انہیں روکنے والا نہ ہو۔

۱۶) جب دیکھو کہ لوگ کسی مومن کو دیکھنا تک پسند نہ کریں۔

۱۷) جب دیکھو کہ جھوٹے خوشامدیوں کی کثرت ہو جائے۔

۱۸) جب دیکھو کہ ہمسایہ، دوسرے ہمسائے کو اذیت دینے لگ جائے اور کوئی اس کی روک تھام نہ کرے۔

۱۹) جب دیکھو کہ مومن کی پریشانی دیکھ کر کافر خوش ہو رہے ہوں۔

۲۰) جب دیکھو کہ شراب نوشی کا کھلم کھلا عام چلن ہو جائے اور خدا کا خوف باقی نہ رہے۔

۲۱) جب امر بالمعروف کرنے والوں کو خوار و ذلیل ہوتے ہوئے دیکھو۔

۲۲) جب دیکھو کہ بدکار افراد خدا کے منع کردہ کاموں کو دیدہ دلیری سے بجالا رہے ہوں اور قابل ستائش قرار پا رہے ہوں۔

۲۳) جب دیکھو کہ اہل قران اور ان کے چاہنے والوں کو خوار و ذلیل سمجھا جاتا ہو۔

۲۴) جب دیکھو نیکی کے راستے بند اور برائی کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

۲۵) جب دیکھو کہ بیت اللہ معطل ہو چکا ہے اور ریاستی حکم کے تحت اسے معطل کیا گیا ہو۔

۲۶) جب دیکھو کہ لوگ صرف زبان سے اچھی باتیں کریں لیکن خود ان باتوں پر عمل نہ کریں۔

۲۷) جب دیکھو کہ مومن کو ذلیل و خوار تصور کیا جاتا ہو۔

۲۸) جب دیکھو کہ بدعت اور زنا عام ہو جائے۔

۲۹) جب دیکھو کہ لوگ جھوٹی گواہی پر اعتماد کر رہے ہوں۔

۳۰) جب دیکھو کہ حلال کو حرام اور حرام کو حلال سمجھا جا رہا ہے۔

۳۱) جب دیکھو کہ ذاتی خواہشات کے تحت دین کی تاویل کی جا رہی ہو اور کتاب خدا اور اس کے احکام معطل ہو چکے ہوں۔

۳۲) جب دیکھو گناہ سرعام ہونے لگیں اور گناہ کے لیے تاریکی شب کا بھی انتظار نہ کیا جائے۔

۳۳) جب دیکھو کہ مومن ہاتھ اور زبان سے برائی سے منع کرنے کی قدرت نہ رکھتا ہو اور صرف دل میں ہی برائی سے نفرت کرنے پر مجبور ہو جائے۔

۳۴) جب دیکھو کہ خدا کی ناراضگی کے لیے دولت خرچ ہونے لگے۔

۳۵) جب دیکھو اہلیت کی بجائے خوشامد کی وجہ سے لوگ مناصب پر فائز ہوں۔

۳۶) جب دیکھو حکام کافروں سے نزدیکی اختیار کریں اور نیک لوگوں سے دوری اختیار کریں۔

۳۷) جب دیکھو کہ منصف رشوت لے کر فیصلے کرنے لگیں۔

۳۸) جب دیکھو کہ لوگوں کو صرف تہمت یا بدگمانی کی وجہ سے قتل کیا جانے لگے۔

۳۹) جب دیکھو کہ شوہر کو بیوی سے جنسی تعلقات قائم کرنے پر ملامت کیا جائے۔

۴۰) جب دیکھو کہ عورتیں، شوہروں پر مسلط ہوں اور ایسے کام کریں جن پر شوہر ناراض ہوں اور اس کمائی سے شوہروں کو خرچ دیں۔

۴۱) جب دیکھو کہ لوگ کثرت سے خدا کی جھوٹی قسمیں کھانے لگیں۔

۴۲) جب دیکھو کہ جوا سرعام ہو رہا ہو۔

۴۳) جب دیکھو منشیات کی سرعام خرید و فروخت ہونے لگے۔

۴۴) جب دیکھو محترم افراد ذلیل حکام کے ہاتھوں ذلیل ہو رہے ہوں۔

۴۵) جب دیکھو کہ ہم اہل بیت کو برا بھلا کہنے والے افراد حکام کے منظور نظر ہوں۔

۴۶) جب دیکھو کہ لوگ ہم سے دوستی رکھنے والوں کو جھوٹا کہیں اور ان کی گواہی قبول نہ کریں۔

۴۷) جب دیکھو کہ جھوٹ کہنے کے لیے مقابلہ بازی ہو رہی ہو۔

۴۸) جب دیکھو کہ لوگوں کو حق سننا ناگوار لگے اور جھوٹ سننا آسان محسوس ہو۔

۴۹) جب دیکھو کہ ہمسایہ دوسرے ہمسایہ کی بدزبانی کی وجہ سے اس کا احترام کرتا ہو۔

۵۰) جب دیکھو کہ حدود الٰہی معطل ہوں اور ہوا و ہوس پر عمل ہو رہا ہو۔

۵۱) جب دیکھو مساجد پہ طلاکاری کی جا رہی ہو۔

۵۲) جب دیکھو انتہائی سچے شخص کو لوگ کاذب اور مفتری سمجھتے ہوں۔

۵۳) جب دیکھو کہ برائی پھیل چکی ہو اور چغلی کا رواج ہو۔

۵۴) جب دیکھو ظلم و ستم عروج پر ہے۔

۵۵) جب دیکھو کہ غیبت کو بہترین گفتگو سمجھا جاتا ہو اور غیبت سن کر لوگ محظوظ ہوتے ہوں۔

۵۶) جب دیکھو کہ حج و جہاد جیسے خالص اسلامی افعال بھی رضائے الٰہی کے لئے نہ ہوں۔

۵۷) جب دیکھو کہ حاکم کسی کافر کی خوشنودی کے لئے مومن کو ذلیل کر رہا ہو۔

۵۸) جب دیکھو کہ آبادی کم اور ویرانی زیادہ ہو چکی ہے۔

۵۹) جب دیکھو کہ لوگ کم فروشی اختیار کر کے رزق حاصل کرنے لگ جائیں۔

۶۰) جب دیکھو کہ خونریزی آسان ہو چکی ہے۔

۶۱) جب دیکھو کہ لوگ صرف دنیاوی مفادات کے حصول کے لئے حکومت حاصل کر رہے ہوں۔

٦٢) جب دیکھو کہ نماز کو حقیر سمجھا جا رہا ہے۔

٦٣) جب دیکھو کہ لوگوں کے پاس بے انتہا دولت ہے لیکن ابتدا سے انتہا تک زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی ہو۔

٦٤) جب دیکھو قبریں کھول کر مُردوں کو اذیت دی جا رہی ہو۔

٦٥) جب دیکھو کہ فتنہ وفساد عام ہو چکا ہے۔

٦٦) جب دیکھو کہ لوگ دن رات نشہ میں مصروف ہوں اور لوگوں کی ضروریات پر توجہ نہ دیں۔

٦٧) جب دیکھو کہ حیوانات سے آمیزش ہو رہی ہے۔

٦٨) جب دیکھو کہ انسان مسجد میں نماز پڑھنے جائے اور جب مسجد سے باہر نکلے تو برہنہ ہو اور اس کے کپڑے چوری ہو چکے ہوں۔

٦٩) جب دیکھو کہ حیوانات ایک دوسرے کو چیر پھاڑ کرنے لگیں۔

٧٠) جب دیکھو لوگوں کے دل سخت اور آنکھیں خشک ہو چکی ہوں اور یاد خدا ان کے لئے دشوار بن جائے۔

٧١) جب دیکھو حرام رزق کے حصول کے لئے لوگ ایک دوسرے سے سبقت کر رہے ہوں۔

٧٢) جب دیکھو کہ نماز پڑھنے والے خود نمائی کی غرض سے نماز پڑھیں۔

٧٣) جب دیکھو کہ فقیہ دینِ خداوند کی سر بلندی کے لئے فقہ کا علم حاصل نہ کریں اور ان کا مقصد رزق حرام کا حصول اور لوگوں کی تعریف ہو۔

٧٤) جب دیکھو لوگ اہل اقتدار کے گرد جمع ہوں۔

٧٥) جب دیکھو کہ رزق حلال تلاش کرنے والے کی مذمت اور رزق حرام تلاش کرنے

والے کی تعریف ہوتی ہو۔

۷۶) جب دیکھو کہ مکہ و مدینہ میں ایسے کام ہونے لگیں جو خدا اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں اور کوئی بھی ان سے منع نہ کرے۔

۷۷) جب دیکھو کہ مکہ و مدینہ میں موسیقی اور لہو ولعب کے آلات عام ہو جائیں۔

۷۸) جب دیکھو کہ حق بات کہنے والے اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے والے افراد کو ایسا کرنے سے روکا جائے اور انہیں اس کے برے نتائج سے خوفزدہ کیا جائے۔

۷۹) جب دیکھو کہ لوگ بدکاروں کی پیروی کرنے لگیں۔

۸۰) جب دیکھو کہ نیکی کا راستہ خالی ہے اور کوئی بھی اس پر چلنے کو آمادہ نہیں ہے۔

۸۱) جب دیکھو کہ مرنے والوں کا مذاق اڑایا جائے اور کسی کو بھی اس پر افسوس نہ ہو۔

۸۲) جب دیکھو کہ ہر سال برائیوں اور بدعات میں اضافہ ہو رہا ہو۔

۸۳) جب دیکھو کہ لوگ دولت مندوں کے علاوہ کسی کی پیروی پر راضی نہ ہوں۔

۸۴) جب دیکھو کہ لوگ ضرورت مند کو تو کچھ بھی دینے پر آمادہ نہ ہوں اور فضولیات کے لئے ہر وقت دولت لٹانے پر آمادہ ہوں۔

۸۵) جب دیکھو آسمانی علامتیں دیکھ کر بھی کوئی خدا سے نہ ڈرے۔

۸۶) جب دیکھو کہ لوگ جانوروں کی طرف سرِ عام جنسی تسکین حاصل لگیں اور کوئی بھی لوگوں کے خوف سے اس نہ بچے۔

۸۷) جب دیکھو راہ خدا کے علاوہ لوگ بہت زیادہ خرچ کریں لیکن راہ خدا میں کچھ بھی دینے سے گریز کریں۔

۸۸) جب دیکھو کہ والدین کی نافرمانی عام ہو جائے اور اولاد والدین کے لئے کسی احترام کی قائل دکھائی نہ دے بلکہ اولاد کی نظر میں ان کے والدین تمام لوگوں سے زیادہ برے

ہوں۔

۸۹) جب دیکھو کہ عورتیں مسند حکومت پر قابض ہوں اور اپنے مفادات کے علاوہ ان کا اور کوئی مقصد نہ ہو۔

۹۰) جب دیکھو کہ بیٹا اپنے والد کو جھوٹا کہتا ہو، ماں باپ پر لعنت کرتا ہو اور ان کی موت پر خوش ہوتا ہو۔

۹۱) جب دیکھو کہ لوگ کسی دن کوئی بدکاری، کم فروشی اور غلط کام نہ کر کے پریشان دکھائی دیں۔

۹۲) جب دیکھو کہ اہل اقتدار غلہ ذخیرہ کرنے لگیں۔

۹۳) جب دیکھو کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے قرابت داروں کا حق (خمس) باطل کاموں میں صرف ہونے لگے اور اس کو جوئے اور شراب نوشی پر خرچ کیا جائے۔

۹۴) جب دیکھو کہ شراب کے ذریعہ سے بیماروں کا علاج کیا جائے۔

۹۵) جب دیکھو کہ لوگ امر بالمعرف، نہی عن المنکر اور ترک دین میں یکساں دکھائی دیں۔

۹۶) جب دیکھو کہ منافقین کی آواز بلند و بالا اور اہل ایمان خاموش ہیں۔

۹۷) جب دیکھو کہ اذان و نماز کی بھی مزدوری لی جانے لگے۔

۹۸) جب دیکھو کہ مساجد ان لوگوں سے بھری ہوئی ہوں جن کے دل میں ذرہ برابر خوف خدا نہ ہو اور وہ غیبت کے عادی ہوں۔

۹۹) جب دیکھو کہ یتیموں کا مال کھانے والوں کا احترام کیا جانے لگے۔

۱۰۰) جب دیکھو کہ قاضی خدا کے فرمان سے ہٹ کر فیصلے کرنے لگیں۔

۱۰۱) جب دیکھو کہ حکام لالچی ہیں اور اپنے اس مقصد کے حصول کے لئے خیانت کاروں کو اپنا امین مقرر کر رہے ہوں۔

۱۰۲)جب دیکھو حکام کمزور لوگوں کی میراث خدا خوفی سے عاری بدکار افراد کے اختیار میں دے رہے ہوں۔

۱۰۳)جب دیکھو منبر پر واعظین پرہیزگاری پر مبنی تقریر کریں اور خود پرہیزگاری کے جوہر سے خالی ہوں۔

۱۰۴)جب دیکھو صدقہ خدا کی رضا کے لئے نہ ہو بلکہ اپنے تعلقات استوار کرنے کے دیا جائے۔

۱۰۵)جب دیکھو نمازوں کے (اول) اوقات کو حقیر سمجھا جاتا ہو۔

۱۰۶)جب دیکھو لوگوں کی تمام تر کوششوں اور کاوشوں کا مقصد شکم اور نفس ہوں۔

۱۰۷)جب دیکھو کہ دنیا بھی ان کی طرف رخ کر چکی ہے۔

۱۰۸)جب دیکھو کہ حق کی چیدہ چیدہ نشانیاں ویران ہو چکی ہیں تو اس وقت اپنے آپ کا خیال رکھنا اور خدا سے درخواست کرنا کہ وہ تمہیں گناہ کے خطرات سے نجات عطا کرے (۱۶۲)

امام جعفر صادقؑ نے اپنی اس طویل حدیث میں علامات ظہور بیان فرمائی ہیں۔ یہ خرابیاں آج پوری طرح سے عیاں ہو چکی ہیں اور ان خرابیوں کو مغربی معاشروں میں اچھی طرح سے دیکھا جا سکتا ہے۔ مذکورہ علامات کے علاوہ ہادیان دین کی زبانی اور بھی علامات منقول ہیں۔ شائقین کو اس موضوع کی کتابوں کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔

یہ تو عمومی اور غیر حتمی علامات تھیں۔ امام زمانہ (عج) کے ظہور کی کچھ حتمی علامات بھی ہیں جن کی نشان دہی کرتے ہوئے امام جعفرؑ نے فرمایا: ''قائم آل محمد (عج) کے ظہور سے قبل پانچ حتمی علامات منظر عام پر آئیں گی۔ ۱) یمانی۔ ۲) سفیانی۔ ۳) آسمانی چنگھاڑ۔ ۴) نفس زکیہ کا قتل۔ ۵) بیابان میں فوج کا دھنسنا''۔ (۱۶۳)

آپ نے یہ بھی فرمایا: ۱) ندا کا واقع ہونا ایک حتمی امر ہے۔ ۲) سفیانی کا خروج بھی ایک حتمی امر ہے۔ ۳) یمانی کا خروج بھی ایک حتمی امر ہے۔ ۴) نفس زکیہ کا قتل بھی ایک حتمی امر ہے۔ ۵) افق آسمان سے ہتھیلی کا نمودار ہونا بھی ایک حتمی امر ہے۔

آپ نے مزید اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: ماہ رمضان میں ایک ایسی دہشت پیدا ہوگی جو سوئے ہوئے کو بیدار اور بیدار کو وحشت زدہ کردے گی اور اس کی وحشت کی وجہ سے پردہ نشین دوشیزائیں پردہ کی اوٹ سے باہر آجائیں گی۔ (۱۶۴)

حضرت امیر المومنینؑ نے حضرت رسول خداؐ سے روایت نقل کی ہے کہ آپ نے فرمایا: قیامت سے قبل دس چیزیں حتمی طور پر ظاہر ہوں گی۔

۱) سفیانی۔ ۲) دجال۔ ۳) دھواں۔ ۴) دابہ کا ظاہر ہونا۔ ۵) قائم کا خروج۔ ۶) مغرب سے سورج کا طلوع کرنا۔ ۷) عیسیٰؑ کا زمین پر نزول کرنا۔ ۸) مشرق میں زمین کا دھنسنا۔ ۹) جزیرۃ العرب میں زمین کا دھنسنا۔ ۱۰) عدن کے مراکز سے ایک آگ نکلے گی جو لوگوں کو صحرائے محشر کی طرف لے جائے گی۔ (۱۶۵)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: ''خراسان سے پرچم روانہ ہوکر کوفہ آئیں گے۔ اس دوران امام مہدی (عج) کا ظہور ہوگا آپ ان سے بیعت لینے کے لیے اپنا قاصد بھیجیں گے'' (۱۶۶)

**سوال ۵۱: حتمی علامات میں ''بداء'' سے کیا مراد ہے۔ کیا ''بداء'' کی موجودگی میں علامات کو حتمی قرار دیا جاسکتا ہے؟**

**جواب۔** ہادیان دین علیہم السلام نے کچھ علامات کو حتمی علامات قرار دیا ہے۔ ابو ہاشم جعفری بیان کرتے ہیں کہ ہم امام محمد تقیؑ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ دوران گفتگو سفیانی کا ذکر چھڑا کہ اس کا ظاہر ہونا امام زمانہ (عج) کی حتمی علامت میں سے ہے۔

میں نے عرض کیا کہ مولا! یہ بتائیں کیا حتمی امور میں بھی خدا کی طرف سے ''بداء'' کا ظہور ہوسکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: جی ہاں۔ میں نے عرض کیا: ہمیں تو اس امر کا خوف ہے کہ اگر امام مہدی (عج) کے متعلق بھی خدا نے ''بداء'' سے کام لیا تو ان کا ظہور نہیں ہوگا۔

امام محمد تقیؑ نے فرمایا: ظہور قائم کا تعلق وعدہ ہائے الٰہی سے ہے اور اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی نہیں کرتا۔ (۱۶۷)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ تناقض تو نہیں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ''بداء'' پر ایمان عقائدات کا افضل ترین درجہ ہے اور خدا کے متعلق ''بداء'' کا یہ مفہوم صحیح نہیں ہے کہ اس کے نظریات میں تبدیلی واقع ہوجاتی ہے ۔کیونکہ نظریات کی تبدیلی جہالت کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جب کہ خدا جہالت سے پاک ومنزہ ہے۔

خدا کے لئے ''بداء'' کا وہی مفہوم ہے جسے اللہ تعالیٰ نے سورہ رعد کی اس آیت میں خود واضح کیا ہے۔

یَمْحُو اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَہٗ اُمُّ الْکِتَابِ۔ (آیت ۳۹)

ترجمہ: خدا جسے چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثبت کر دیتا ہے اور اصل کتاب اسی کے پاس ہے۔

یعنی یہ بات عین ممکن ہے کہ خدا کسی نبی و وصی کو کسی واقعہ کے پیش آنے کی اطلاع دے اور بعد میں اپنی کسی مصلحت کے تحت اس واقعہ کو پیش نہ آنے دے۔ (مثلاً حضرت یونسؑ کی قوم پر عذاب کا وعدہ کیا تھا لیکن ان کی اجتماعی توبہ کی وجہ سے اللہ نے آیا ہوا عذاب ان پر سے ہٹا دیا تھا) ہادیان دین سے مروی روایات کے تحت مسئلہ ''بداء'' کے متعلق تین

مسائل کا استفادہ ہوتا ہے۔

۱) ایک امکان تو یہ بھی ہوتا ہے کہ پیشین گوئی کچھ مخصوص حالات وواقعات کی متقاضی ہو لٰہذا اگر اس کے شرائط پائے جائیں اور موانع بھی موجود نہ ہوں تو وہ پوری ہوجاتی ہے اور اگر شرائط موجود نہ ہوں تو پیشین گوئی منظر عام پر نہیں آتی۔

اس کی مثال یوں سمجھیں کہ اگر ایک آدمی کی تین سال عمر باقی ہو اور وہ صلہ رحمی کا ثبوت دے تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کو تیس سال میں تبدیل کر دیتا ہے اور اگر کسی کی عمر تیس سال باقی ہو اور وہ قطع رحمی کرے تو اس کی عمر کو کم کر کے تین سال بنا دیتا ہے۔

۲) کچھ پیشین گوئیاں علت تامہ کے تحقق اور موانع سے خالی ہونے کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔اس صورت میں معلول حتمی صورت میں نمودار ہوتا ہے۔اس میں صرف مشیت خداہی مانع ہوسکتی ہے کیونکہ مشیت الٰہی تمام علل پر حاوی ہوتی ہے۔

۳) کچھ ایسی پیشین گوئیاں بھی روایات میں موجود ہیں جن کے وقوع کو حتمی قرار دیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ کی قدرت اگرچہ ان پر بھی حاوی ہے لیکن ان میں اپنی قدرت قاہرہ کو اللہ اسی لئے داخل نہیں کرتا کہ ایسا کرنا اس کی صفات ربوبیت کے منافی ہوتا ہے۔اس کی مثال یوں سمجھیں کہ وعدہ خلافی قبیح ہے اور اللہ فعل قبیح کے صدور سے پاک ہے اور امام زمانہ (عج) کے ظہور کی پیشین گوئیوں کا تعلق بھی اسی قسم سے ہے۔

اس بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ:

۱) علامات ظہور میں بداء کا تعلق پہلی قسم سے ہے۔

۲) حتمی علامات میں بداء کا تعلق دوسری قسم سے ہے اور

۳) قائم آل محمدؐ کے متعلق بداء کا تعلق تیسری قسم سے ہے۔(۱۶۸)

**سوال ۵۲۔علامات ظہور کا آخر کیا فائدہ ہے؟**

**جواب**۔علامات ظہور کے فوائد کو تین عنوان سے بیان کیا جا سکتا ہے۔

۱)ان علامات کے متعلق ایک امکان یہ ہے کہ اس سے امام زمانہ (عج) کے شرف وعظمت کو ظاہر کیا گیا ہے۔جیسا کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی آمد سے پہلے اللہ نے ان کی علامات واوصاف بیان کی تھیں۔

۲)اس سے دشمنان اسلام کو خبر دار کیا گیا ہے اور امامؑ کی جنگ سے پہلے انہیں ڈرایا دھمکایا گیا ہے اور ان کے دلوں میں اس طرح سے امام عالی مقام کا رعب ڈالا گیا ہے۔اسی لئے روایات میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ اللہ تعالیٰ رعب و دبدبہ دے کر قائم آل محمدؑ کی مدد کرے گا۔آپ جس سمت کا رخ کریں گے آپ کے وہاں پہنچنے سے دو ماہ قبل وہاں آپ کا رعب و دبدبہ پہنچ چکا ہوگا۔

۳)ان علامات کے ذریعہ سے دل شکستہ عشاق امام کو مژدہ جانفزا دیا گیا ہے تا کہ انہیں تسکین قلب میسر آئے ، وہ دشمنوں سے خوف زدہ نہ ہوں اور ان کے دل مضبوط رہیں۔

**سوال ۵۳:"سفیانی" کون ہے؟**

**جواب**۔احادیث میں سفیانی کے خروج کو امام زمانہ (عج) کی حتمی علامت قرار دیا گیا۔

اخبار وروایات سے سفیانی کے حسب ذیل خدوخال ظاہر ہوتے ہیں:

۱)خروج سفیانی حتمی ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: قائم آل محمدؑ کے ظہور سے پہلے پانچ حتمی علامات ظاہر ہوں گی۔

۱)یمانی کا خروج ۔۲)سفیانی کا خروج۔۳)آسمانی چنگھاڑ۔۴)نفس زکیہ کا قتل۔

۵)سرزمین "بیدا" کا دھنسنا۔(۱۶۹)

۲)سفیانی کا نام ونسب۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا:''جگر چبانے والی عورت کا بیٹا وادی ''یابس'' سے خروج کرے گا۔۔۔۔۔اس کا نام عثمان ہوگا اور اس کے باپ کا نام عنبسہ ہوگا۔وہ ابوسفیان کی نسل سے ہوگا''۔(۱۷۰)

امام زین العابدینؑ نے فرمایا:اس کے بعد سفیانی ملعون وادی یابس سے خروج کرے گا وہ عنبسہ بن ابی سفیان کی اولاد میں سے ہوگا۔(۱۷۱)

۳)سفیانی کی انفرادی خصوصیات:

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:''سفیانی'' سرخ رنگت اور سفید پوست رکھتا ہوگا۔اس کی آنکھیں کرنجی ہوں گی،اس نے کبھی بھی خدا کی عبادت نہ کی ہوگی اور اس نے مکہ ومدینہ نہیں دیکھا ہوگا۔۔۔۔۔۔(۱۷۲)۔

۴)عقیدہ سفیانی۔

بعض روایاۃت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عیسائی ہوگا یا کم از کم عیسائیت کا ساختہ پرداختہ ہوگا۔شیخ طوسی علیہ الرحمہ لکھتے ہیں:سفیانی روم کے شہروں سے انتقام کے لئے آئے گا اور اس کی گردن میں صلیب ہوگی۔۔۔(۱۷۳)۔

یہ روایت چونکہ معصوم سے منقول نہیں ہے لہٰذا اسے حتمی طور سے صحیح قرار نہیں دیا جاسکتا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ منحرف قسم کا مسلمان ہوگا۔اس کے دل میں حضرت علیؑ کے خلاف سخت کینہ وعناد ہوگا۔جیسا کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:میں گویا سفیانی کو دیکھ رہا ہوں وہ تمہارے شہر کوفہ کے میدان میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کی طرف سے منادی یہ ندا کر رہا ہے:جو کوئی بھی علیؑ بن ابی طالبؑ کے کسی شیعہ کا سر کاٹ کر لائے گا اسے ہزار درہم انعام دیا جائے گا۔اس اعلان کے بعد ہمسایہ،ہمسائے کا سر قلم کرے گا اور

ہزار درہم حاصل کرے گا۔ آ گاہ رہو! اس وقت تمہاری حکومت زنازادوں کے ہاتھوں میں ہوگی۔(۱۷۴)

**۵) زمانہ خروج۔**

امام جعفر صادقؑ کا فرمان ہے: سفیانی کا خروج حتمی امور میں سے ہے اور وہ ماہ رجب میں خروج کرے گا۔(۱۷۵)

آپ نے فرمایا: سفیانی، یمانی اور خراسانی ایک ہی سال، ایک ہی مہینہ اور ایک ہی دن میں خروج کریں گے۔(۱۷۶)

**۶) سفیانی کا مقام خروج۔**

امیر المومنینؑ نے فرمایا: ''اس کے بعد جگر چبانے والے عورت (ہندزوجہ ابوسفیان) کا بیٹا وادی ''یابس'' سے خروج کرے گا اور منبر دمشق پر بیٹھے گا''۔(۱۷۷)

امام علی نقیؑ نے فرمایا: ''خراسانی اور سفیانی خروج کریں گے۔ یہ مشرق سے اور وہ سرزمین مغرب سے خروج کرے گا''(۱۷۸)

**۷) سفیانی کی مدت حکومت۔**

امام صادقؑ نے فرمایا: سفیانی کا خروج حتمی امور میں سے ہے۔ وہ ماہ رجب میں خروج کرے گا۔ خروج کے آغاز سے اپنی موت تک وہ پندرہ ماہ کی شورش برپا کرے گا۔ جن میں سے وہ چھ مہینے جنگ و جدال میں بسر کرے گا اور جب وہ پانچ شہروں (دمشق۔ حمص۔ فلسطین۔ اردن۔ اور حلب) کو فتح کر لے گا تو نو مہینے حکومت کرے گا نو ماہ سے ایک دن بھی زیادہ حکومت نہیں کر سکے گا۔(۱۷۹)

**۸) اس کی موت کا مقام۔**

امیر المومنینؑ نے: '' وَلَوْ تَرَىٰ إِذْ فَزِعُوا فَلَا فَوْتَ وَأُخِذُوا مِن مَّكَانٍ قَرِيبٍ ''

(سبا۵۱) (کاش آپ دیکھتے جب کفار کی فریاد بلند ہوگی وہ بھاگ نہیں سکیں گے اور آس پاس سے گرفتار کر لیے جائیں گے) کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''ہمارے قائم (عج) کے ظہور کے قریب سفیانی خروج کرے گا جتنی عرصہ تک عورت حاملہ رہتی ہے چنانچہ وہ نو ماہ سے زیادہ حکومت نہیں کر سکے گا۔اس کی افواج مدینہ کی جانب روانہ ہوں گی اور جب وہ مقام ''بیدا'' پر پہنچیں گی تو اللہ انہیں زمین میں دھنسا دے گا''(۱۸۰)

لشکر سفیانی کے مقام بیدا پر دھنسنے کی روایات کو شیعہ، سنی محدثین نے اپنی اپنی کتابوں میں لکھا ہے۔

اس بحث کے آخر میں عرض کرنا بھی مناسب ہوگا کہ کچھ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سفیانی ایک کردار کا نام ہے جو فرد واحد میں منحصر نہیں ہے، تاریخ کے تمام ادوار میں اس کردار کے حامل افراد منظر عام پر آتے رہے ہیں۔

اس سلسلہ کی روایات میں سے ایک روایات امام زین العابدینؑ سے منقول ہے آپ نے فرمایا: سفیانی کا خروج حتمی اور مسلم امر ہے اور ہر حق کے لئے قیام کرنے والے کے مقابلہ میں ایک سفیانی ہمیشہ رہا ہے۔(۱۸۱)

**سوال۵۴: دجّال کون ہے؟**

**جواب۔** بعض روایات میں بیان ہوا ہے کہ امام زمانہ (عج) کی حتمی علامات میں ''دجّال'' کا خروج بھی شامل ہے۔وہ ایک حیلہ گر اور چالاک طاغوت ہوگا اور بہت سے لوگ اس کی پیروی کریں گے۔

کتب حدیث میں دجال کا جو تعارف کرایا گیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے:

۱)دجال کا خروج حتمی ہے۔

حضرت علیؑ نے پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زبانی نقل کیا۔آنحضرتؐ نے فرمایا: قیامت بر پا ہونے سے قبل دس حتمی امور ظاہر ہوں گے۔

۱)خروج سفیانی۔۲)دجال کا خروج۔۳)دھواں۔۴)دابۃ الارض کا ظاہر ہونا۔۵)قائم آل محمدؑ کا خروج۔۶)عیسیٰؑ کا نزول۔۷)جزیرہ عرب کے مشرق میں زمین کا دھنسنا۔۸)مغرب سے سورج طلوع ہونا۔۹)قعر یمن سے آگ کا برآمد ہونا جو لوگوں کو محشر کی طرف ہنکائے گی۔(۱۸۲)

۲)دجال کا نام ونسب۔

علمائے اسلام میں بہت سے علما نے لکھا ہے کہ دجال کا نام صائد بن صید یا ابن صیاد ہے۔جبکہ کچھ دیگر علماء نے اس کے خلاف بھی لکھا ہے۔دجال کے لغوی معنی بہت بڑے جھوٹے کے ہیں۔دجال کو فرانسیسی اور انگریزی زبانوں میں (ANTI CHRIST) یعنی دشمن مسیح کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔(۱۸۳)

۳)دجّال کی انفرادی خصوصیات۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا: وہ داہنی آنکھ سے کانا ہوگا۔اس کی دوسری آنکھ اس کی پیشانی میں ہوگی جو صبح کے ستارے کی طرح چمکتی ہوگی۔اس کی آنکھ میں ایک چیز ہوگی جسے دیکھ کر تم کہو گے کہ وہ خون کے ساتھ مخلوط ہے۔وہ سخت قحط کے زمانہ میں خروج کرے گا اور سفید گدھے پر سوار ہوگا۔۔۔(۱۸۴)۔

صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: وہ تندرست، سرخ وسفید، گھنگھریالے بالوں والا اور کانا ہوگا۔اس کی آنکھ کو دیکھ کر یہ محسوس کرو گے کہ پانی پر انگور کا دانہ تیر رہا ہے۔(۱۸۵)

۴)دجال کاعقیدہ۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں: وہ مشرق و مغرب کے درمیان بلند آواز سے صدا دے گا۔اس کی آواز کو جن وانس اور شیاطین سنیں گے۔(ہوسکتا ہے کہ ریڈیو۔ٹیلی ویژن کی مدد سے اس کی آواز پوری دنیا میں سنائی دے)وہ صدا دے کر کہے گا:

میرے دوستو! میرے پاس آؤ۔میں تمہارا وہ خالق ہوں جس نے تمہیں پیدا کیا ہے اور تقدیر مقرر کی اور ہدایت دی۔میں تمہارا پروردگار ہوں''(۱۸۶)

۵)مقام خروج۔

امیر المومنینؑ فرماتے ہیں ۔وہ ''اصفہان'' نامی شہر کے قریہ یہودیہ سے خروج کرے گا۔(۱۸۷)

۶)دجّال کی موت۔

حضرت رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''دجّال میری امت میں خروج کرے گا۔اور وہ چالیس دن تک شورش بپا کرے گا اس کے بعد اللہ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو اس کی ہلاکت کے لئے مامور کرے گا وہ اسے طلب کر کے ہلاک کریں گے''(۱۸۸)۔

امیر المومنینؑ نے اپنے ایک طویل خطبہ کے دوران فرمایا: مہدیؑ اپنے دوستوں کو ساتھ لے کر بیت المقدس آئیں گے جہاں ان کی دجّال اور اس کی فوج سے جنگ ہوگی۔ دجّال اور اس کی فوج کو شکست فاش ہوگی اور وہ اپنی فوج سمیت تباہ ہو جائے گا۔اس کی موت کے بعد دنیا آباد ہو جائے گی اور حضرت مہدی (عج) عدل وانصاف کو دنیا میں رواج دیں گے۔

ایک اور روایت میں مذکور ہے کہ امام مہدیؑ دجال کو کناسہ کوفہ میں صلیب پر

لٹکائیں گے۔(۱۸۹)

حضرت شیخ صدوق لکھتے ہیں کہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ دجال رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حیات طیبہ میں پیدا ہوا تھا لیکن اللہ نے اپنی مصلحت کے تحت اس کی حفاظت کی اور اسے قتل ہونے سے محفوظ رکھا تا کہ وہ مستقبل کا دجال ثابت ہو سکے(۱۹۰)

محدث قمیؒ لکھتے ہیں:

ابوامامہ کا بیان ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:''جب دجال مومن کو دکھائی دے تو اس کے چہرے پر تھوک دے اور سورہ حمد کی تلاوت کرے تا کہ اس ملعون کا جادو دور ہو سکے اور اس پر اثر انداز نہ ہو جب وہ ظاہر ہوگا تو دنیا کو فتنہ وآشوب سے بھر دے گا۔اس کے اور قائم آل محمدؑ کے لشکر کے درمیان جنگ واقع ہوگی۔آخر کار وہ لعین حضرت حجت (عج) یا حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں قتل ہو جائے گا۔(۱۹۱)

شیعہ عقیدہ یہ ہے کہ دجال حضرت عیسیٰؑ کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ امام مہدیؑ کے ہاتھوں سے قتل ہوگا۔

دجال کی خصوصیات کے متعلق روایات میں کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اگر لفظ دجال کے لغوی معانی اور احادیث کو سامنے رکھ کر دیکھا جائے تو یہ نتیجہ برآمد ہوگا کہ ''دجال'' کسی فرد واحد کا نام نہیں ہے یہ ہر چالاک و مکار شخص کے لئے بطور کنایہ استعمال ہوا ہے۔چنانچہ جتنے بھی مکار افراد نے دام تزویر بچھا کر لوگوں کو اس میں پھنسایا ہے وہ سب کے سب ''دجال'' ہی تھے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا فرمان ہے:

''نوحؑ کے بعد جتنے بھی انبیاء گزرے ہیں سب نے اپنی امتوں کو دجال کے فتنہ سے خبردار کیا ہے اور میں بھی اپنی امت کو اس کے فتنہ سے خبردار کر رہا ہوں''۔

ممکن ہے یہ نظریہ صحیح ہو۔کیونکہ اگر ہم ان ''رمزی'' روایات کے مفہوم سے صرف

نظر کریں تو اکثر روایات ''اخبار احاد'' کے دائرہ میں دکھائی دیتی ہیں جو کچھ زیادہ معتبر نہیں ہیں۔

سوال ۵۵: ''نفس زکیہ'' کون ہے؟

جواب: امام زمانہ (عج) کے ظہور کی حتمی علامات میں سے ایک علامت ''نفس زکیہ'' کا قتل ہے۔ جیسا کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: قیام قائمؑ سے پہلے پانچ حتمی نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ ۱) یمانی کا خروج ۔۲) سفیانی کا خروج ۔۳) آسمان چنگھاڑ ۔۴) نفس زکیہ کا قتل ۔۵) سرزمین بیداء کا دھنسنا۔ (۱۹۲)

شیخ مفیدؒ نے امام محمد باقرؑ سے روایت کی آپ نے فرمایا:

''نفس زکیہ کے قتل اور قائم آل محمدؑ کے ظہور میں پندرہ دن سے زیادہ کا فاصلہ نہیں ہو گا'' (۱۹۳)۔

۱۔ ''نفس زکیہ'' سے پاک صاف اور ہدایت یافتہ فرد مراد ہے اور اس سے دو طرح کے مفہوم مراد لئے جا سکتے ہیں۔

''نفس زکیہ'' کوئی مخلص مومن ہوں گے اور غیبت کبریٰ کے اختتام پر اپنے دور کے فتنوں اور انحراف کا مقابلہ کریں گے جس کے نتیجہ میں انہیں شہید کر دیا جائے گا۔

۲۔ ''نفس زکیہ'' سے مراد وہ ہے جس کے خون کو حرام قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قران مجید میں حضرت موسیٰؑ و خضرؑ کے حالات میں مذکور ہے کہ جب حضرت خضرؑ نے ایک لڑکے کو قتل کیا تو حضرت موسیٰؑ نے کہا تھا۔ ''اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةً بِغَيْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَيْئًا نُكْرًا'' (کہف۔۷۴)

ترجمہ: تو نے قصاص کے بغیر ایک محترم جان کو قتل کیا ہے۔ یقیناً تو نے برا کام کیا ہے۔

لیکن اس موضوع سے متعلق روایات کے اسلوب سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ

"نفس زکیہ" اپنے دور کی اہم شخصیت ہوں گے، انتہائی اعلیٰ کردار کے حامل ہوں گے، لوگوں میں ان کے نام کی شہرت ہوگی اور ان کی شہادت سن کر لوگوں کو سخت صدمہ محسوس ہو گا۔ اگر اس کے برعکس یہ کہا جائے کہ وہ کوئی بے گناہ شخص ہوگا جسے قتل کیا جائے گا تو اس طرح کے تو روزانہ کئی بے گناہ افراد قتل ہو رہے ہیں لیکن کسی کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگتی۔ اسی لئے اس سے کوئی موثر شخصیت مراد ہے۔ کوئی گمنام شخص امام زمانہ (عج) کے ظہور کی علامت نہیں ہوسکتا۔

محدث قمیؒ رقم طراز ہیں: نفس زکیہ کا تعلق آل محمدؐ سے ہوگا اور اسے خانہ کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان قتل کیا جائے گا۔ (۱۹۴)

**سوال ۵۶: سید حسنی کون ہوں گے؟**

جواب: امام زمانہ (عج) کی علامات ظہور میں سے ایک علامت یہ ہے کہ آپ کی آمد سے قبل "سید حسنی" خروج کریں گے۔ امام جعفر صادقؑ نے مفضل بن عمر سے ایک طولانی حدیث کے دوران فرمایا: سید حسنی ایک خوبصورت جوان ہوں گے اور وہ سرزمین دیلم (گیلان) سے خروج کریں گے وہ بلند آواز میں صدا دیں گے۔ اے آل احمدؐ! جس کی غیبت کی وجہ سے تم غمگین تھے اب اس امام کی آواز پر لبیک کہو۔

یہ آواز ضریح پیغمبرؐ سے بلند ہوگی۔ اس کے بعد طالقان کے وہ اہل ایمان جو خدا کا خزانہ ہوں گے اس آواز کو قبول کریں گے۔ وہ خزانہ ہوں گے لیکن کیسا خزانہ، وہ خزانہ سونے چاندی پر مشتمل نہ ہوگا وہ فولادی عقیدہ رکھنے والے اہل ایمان ہوں گے۔ وہ تیز رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر ہاتھوں میں تلواریں لئے ستم گروں کو پے در پے قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ کوفہ میں پہنچ جائیں گے اور کوفہ پہنچنے سے قبل وہ بہت سے بے دینوں کی غلاظت کو صاف کر چکے ہوں گے (ان کے سربراہ سید حسنی ہوں گے) وہ کوفہ کو اپنا دارالحکومت قرار

دیں گے۔

جب ان کو اور ان کے ساتھیوں کو امام مہدی (عج) کے ظہور کی خبر ملے گی تو ان ساتھی ان سے کہیں گے کہ فرزند رسول! یہ کون ہے جو ہماری حدود سلطنت میں داخل ہوئے ہیں؟

سید حسنی کہیں گے کہ تم میرے ساتھ چلو تا کہ چل کر دیکھیں کہ وہ کون ہیں اور کیا چاہتے ہیں۔

خدا کی قسم! سید حسنی کو علم ہوگا کہ وہ مہدی (عج) ہیں وہ یہ جملے اس لئے کہیں گے تا کہ ان کے اصحاب کو بھی امام کی معرفت حاصل ہو سکے۔

سید حسنی وہاں سے سفر کریں گے اور امام مہدی (عج) کے پاس پہنچ جائیں گے اور وہ امام مہدی (عج) سے کہیں گے: اگر آپ مہدی آل محمدؐ ہیں تو پیغمبر خدا کا عصا، انگشتری، پیراہن اور فاضل نامی زرہ اور رسول خدا کا عمامہ سحاب کہاں ہے؟ علاوہ ازیں رسول کا ''یربوع'' نامی گھوڑا اور ''غضباء'' نامی ناقہ اور ''دلدل'' نامی خچر اور ''یعفور'' نامی گدھا کہاں ہے؟ علاوہ ازیں رسول خدا کا گھوڑا ابراق اور حضرت علیؑ کے ہاتھ کا جمع کیا ہوا قران کہاں ہے؟ اس کے جواب میں امام مہدیؑ تمام چیزیں انہیں دکھائیں گے۔ اس وقت سید حسنی رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا عصا اٹھا کر ایک سخت پتھر پر ماریں گے۔ پتھر اسی وقت درخت کے مانند سر سبز ہو جائے گا اور اس میں شاخیں اور پتے اُگ آئیں گے۔

اس سے سید حسنی کا مقصد یہ ہوگا کہ ان کے ساتھی امام مہدی (عج) کی عظمت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس وقت سید حسنی عرض کریں گے: اللہ اکبر۔ فرزند رسول! آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں اور مجھ سے بیعت لیں۔

اس وقت امام مہدی (عج) ہاتھ دراز کریں گے اور سید حسنی اور ان کا تمام لشکر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرے گا۔ مگر چالیس ہزار افراد جنہوں نے اپنے گلے میں قران حمائل کر رکھے ہوں گے اور وہ ''زیدیہ'' کے نام سے مشہور ہوں گے آپ کی بیعت نہیں کریں گے۔ (۱۹۵)

**سوال ۵۷: خراسانی اور یمانی کون ہوں گے؟**

**جواب:** احادیث میں مذکور ہے کہ امام مہدی (عج) کے ظہور سے پہلے خراسانی اور یمانی خروج کریں گے۔ خراسانی کے متعلق مذکور ہے کہ وہ خراسان سے سیاہ پرچم لے کر خروج کرے گا۔

تاریخ کے اوراق میں سیاہ پرچم والا ایک رہبر گزرا ہے۔ جس کا نام ابومسلم خراسانی تھا۔ اس نے بھی سیاہ پرچم لے کر خراسان سے خروج کیا تھا۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: کشائش کے منتظر رہو اور اس وقت کی تین نشانیاں ہیں۔ پوچھا گیا: امیر المومنینؑ! وہ کون سی نشانیاں ہیں؟

آپ نے فرمایا: ان میں سے ایک نشانی خراسان سے سیاہ پرچموں کا برآمد ہونا ہے (۱۹۶)۔

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: خراسان سے سیاہ رنگ کے پرچم نمودار ہوں گے اور ان کا سالار انہیں لے کر کوفہ میں داخل ہوگا۔ جب مہدیؑ کا ظہور ہوگا تو آپ ان سے بیعت لینے کے لئے اپنا ایک قاصد ان کے پاس روانہ کریں گے۔ (۱۹۷)

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ سیاہ پرچم امام مہدی (عج) کے ظہور سے کچھ پہلے نمودار ہوں گے۔ اگر یہ روایت از روئے سند صحیح مان لی جائے تو یہ اس بات کی دلیل قرار پائے گی کہ احادیث میں خراسانی کے جن سیاہ پرچموں کا ذکر کیا گیا ہے اس سے ابومسلم خراسانی مراد نہیں ہے۔

''یمانی'' کے متعلق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: یمانی کا خروج امام مہدیؑ کی حتمی نشانیوں اور علامات میں سے ہے۔(۱۹۸)

امام محمد باقرؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: سفیانی، خراسانی اور یمانی ایک ہی سال، ایک ہی مہینے اور ایک ہی دن ظاہر ہوں گے اور یوں محسوس ہوگا کہ جیسے تینوں ایک ہی رسی میں بندھے ہوں۔۔۔۔۔۔ان پرچموں میں یمانی کے پرچم سے زیادہ ہدایت والا کوئی اور پرچم نہیں ہوگا۔ وہ پرچم ہدایت کا پرچم ہوگا۔ کیونکہ وہ تمہارے آقا کی دعوت دے گا اور جب یمانی خروج کرے گا تو اس وقت لوگوں اور تمام مسلمانوں کے لیے ہتھیاروں کی خرید و فروخت ممنوع ہوگی۔ جب یمانی خروج کرے تو اس کی طرف دوڑ کر جانا۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ اس کے پرچم کا مقابلہ کرے اور جو بھی ایسا کرے گا وہ دوزخی ہوگا کیونکہ اس کی دعوت حق اور صراط مستقیم کی دعوت ہوگی۔(۱۹۹)

ان روایات کا ماحصل یہ ہے کہ غیبت کبریٰ کے دوران یمانی کی تحریک انحراف و گمراہی کے مقابلہ میں حق کے قیام کی تحریک ہوگی۔

**سوال ۵۸: احادیث میں مذکور ہے کہ آخری زمانہ میں زمین ظلم وستم سے بھر جائے گی۔ آخر ان احادیث کا کیا مطلب ہے؟**

جواب:۔ سابقہ صفحات میں متعدد بار ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

مہدی (عج) میری اولاد میں سے ہوگا۔۔۔۔۔۔۔وہ پردہ غیب میں چلا جائے گا اس کی غیبت کے زمانہ میں بہت سے لوگ گمراہ ہو جائیں گے۔ اس وقت وہ ''شہاب ثاقب'' کی طرح سے آئے گا اور ظلم وجور سے بھری ہوئی دنیا کو عدل وانصاف سے بھر دے گا(۲۰۰)۔

حدیث پاک کے الفاظ پر تھوڑی سی توجہ کی جائے تو اس سے یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے

کہ زمین ظلم اور بے انصافی سے بھری ہوئی ہوگی نہ کہ بے دینی وکفر والحاد سے۔ایسا نہیں ہے کہ امام (عج) کے ظہور سے پہلے اہل ایمان سرے سے مفقود ہو جائیں گے اور حق اور دین اسلام کا نام تک باقی نہیں ہوگا۔

جی ہاں اس دور میں بھی اہل ایمان افراد موجود ہوں گے اور اس وقت بھی دنیا میں حق وصداقت کا نام ونشان باقی ہوگا اور کچھ گروہ حضرت مہدیؑ اور ان کے آبائے طاہرین کی امامت کا عقیدہ رکھنے والے بھی موجود ہوں گے اور وہ آپ کا انتظار کررہے ہوں گے۔

احادیث میں مذکور ہے کہ جس طرح سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ سے لوگوں نے شرک وگمراہی سے نجات حاصل کی تھی اسی طرح سے وہ آخری زمانے میں فتنوں اور شورشوں سے نجات حاصل کریں گے۔(۲۰۱)

اس طرح کی روایات واحادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ عصر ظہور میں دین اور دین دار تو ہوں گے البتہ عدالت ومساوات نہیں ہوگی۔حضرت مہدیؑ عدالت ومساوات کو قائم کریں گے اور پہلے سے موجود صاحبانِ ایمان کے ذریعہ سے غیر مسلم افراد کو اسلام کا پیغام دیں گے۔

ظہور سے پہلے ظلم وستم اور ناانصافی کا دور دورہ ہوگا۔اگر ہم اس وقت بھی اپنے گردوپیش پر گہری نظر ڈالیں تو ہمیں پوری دنیا میں ظلم وستم کا راج دکھائی دے گا۔

موجود دور کے حالات وواقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلح اعظم امام مہدیؑ کا ظہور قریب ہے اسی لئے ہمیں بیدار رہنا چاہیے اور حق وصداقت کی سربلندی کے لئے کام کرنا چاہئے تاکہ ہم بھی امام مہدیؑ کے انصار میں شامل ہوسکیں۔(۲۰۲)

# فصل پنجم

## امام مہدیؑ بعد از ظہور

**سوال:۵۹۔امام مہدیؑ کا ظہور کہاں سے ہوگا؟**

جواب۔جب رفتارِ زمانہ امامؑ کے ظہور کی متقاضی ہوگی اور اہل جہان حق وعدالت کی حکومت کے قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے تو آپ کا ظہور ہوگا۔اللہ تعالیٰ آپ کو اذن خروج و جہاد عطا کرے گا۔اس وقت امامؑ مکہ میں ظاہر ہوں گے اور عالمی انقلاب کا وہاں سے آغاز کریں گے۔مفضّل نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا:

''میرے آقا ومولا!امام مہدیؑ کب اور کہاں ظہور کریں گے؟''

آپ نے فرمایا:مفضل!وہ تنہائی میں ظہور کریں گے اور اکیلے ہی خانہ کعبہ آئیں گے اور وہاں رات تنہا ہی گزاریں گے۔(۲۰۳)

امام محمد باقرؑ کا فرمان ہے:جب مہدیؑ مکہ سے خروج کریں گے تو ان کی طرف سے ندا کرنے والا ندا دے کر کہے گا کہ کوئی شخص اپنے ساتھ کھانے پینے کا سامان لانے کی زحمت نہ کرے کیونکہ امامؑ کے پاس موسیٰؑ کا وہ پتھر موجود ہے(جس سے بارہ چشمے پھوٹتے تھے)وہ پتھر ایک اونٹ پر لدا ہوا ہوگا۔آپ جہاں بھی قیام کریں گے اس پتھر سے چشمے جاری ہو جائیں گے۔(۲۰۴)

احادیث آل محمدؐ سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ امام زمانہ(عج) مکہ سے خروج کریں گے۔

**سوال ۶۰: کیا امام مہدی (عج) کے ظہور کے وقت کوئی آسمانی صدا بھی سنائی دے گی؟**

جواب۔ امام زمانہ (عج) کے ظہور کی علامات میں سے آسمانی صدا کا سنا جانا ایک حتمی علامت ہے۔ وہ آواز کیسے بلند ہوگی تو اس کے جواب کیلئے ہمیں احادیث آل محمدؐ دیکھنی ہوں گی۔

ایک شخص نے امام صادقؑ سے پوچھا کہ آسمان سے کیا ندا سنائی دے گی؟

آپ نے فرمایا: دن کے پہلے حصہ میں آسمان سے ایک صدا بلند ہوگی جسے تمام انسان اپنی اپنی جگہ پر، اپنی اپنی زبان میں سنیں گے۔ ندا دینے والا ندا دے کر کہے گا "آگاہ رہو! حق علیؑ اور اس کے شیعوں کی پیروی میں مضمر ہے"۔

اسی دن کے پچھلے حصہ میں شیطان زمین سے صدا دے گا۔

"آگاہ رہو! حق عثمان اور اس کے پیروکاروں کی پیروی میں مضمر ہے"۔ اس وقت اہل باطل شک وشبہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ (۲۰۵)

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلی صدا دینے والے حضرت جبرئیلؑ ہوں گے جیسا کہ حسب ذیل روایت میں مذکور ہے۔

محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں: منادی آسمان سے قائم کے نام کی صدا دے گا جسے تمام اہل مشرق ومغرب اپنے کانوں سے سنیں گے اور اس ندا میں اتنا رعب ہوگا کہ سویا ہوا شخص بیدار ہو جائے گا اور جو کھڑا ہوگا وہ دہشت کے مارے زمین پر بیٹھ جائے گا اور جو بیٹھا ہوگا وہ کھڑا ہو جائے گا۔ وہ آواز جبریلؑ امین کی ہوگی (۲۰۶)۔

**سوال ۶۱: امام زمانہ (عج) کی صورت وسیرت کیا ہوگی اور وہ کون سی انفرادی خصوصیات کے ساتھ ظہور کریں گے؟**

جواب۔ امام مہدیؑ صورت وسیرت میں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل شبیہ ہوں گے۔ شاید اس میں خدا کی یہ مصلحت کارفرما ہو کہ دین کی بقا اور احکام قرانِ کا احیاء آپ کے ذریعہ سے ہی ہونا

ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنے حبیب کی شبیہ ہونے کا شرف عطا کیا۔

شبلنجی لکھتے ہیں: امام مہدیؑ (عج) کی آنکھیں سرمگیں، آپ کے ابرو پیوستہ، ناک بلند و قلمی، ریش گھنی اور داہنے رخسار پر ہاشمی تل ہوگا (۲۰۷)۔

جابر جعفی بیان کرتے ہیں: کہ میں نے امام باقرؑ سے سنا۔ انہوں نے فرمایا:

حضرت عمر نے ایک مرتبہ حضرت علیؑ سے پوچھا: حضرت مہدی (عج) کا نام کیا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کے نام کے متعلق میرے حبیب پیغمبر ﷺ نے مجھ سے یہ وعدہ لیا تھا کہ جب تک ان کا ظہور نہ ہو اس وقت تک کسی کے سامنے اس کا نام بیان نہیں کروں گا۔

حضرت عمر نے کہا: ان کے اوصاف و علامات کیا ہوں گی؟

حضرت علیؑ نے فرمایا: وہ میانہ قد، جوان، خوش شکل اور خوبصورت بالوں والے ہوں گے ان کے بال ان کے کندھے پر لٹکے ہوئے ہوں گے۔ ان کے چہرے کا نور ان کے محاسن اور سر کا احاطہ کیے ہوئے ہوگا۔ (۲۰۸)

امیر المومنینؑ نے برسر منبر فرمایا: آخری زمانہ میں میری نسل میں سے ایک جوان خروج کرے گا جس کا چہرہ سرخ و سفید ہوگا۔ وہ فراخ شکم۔ ران قوی، مضبوط شانے رکھنے والا ہوگا اس کی پشت پر دو تل ہوں گے ایک تل جلد کی رنگت کی ہوگا اور دوسرا تل رسول اکرم ﷺ کے تل کے مشابہ ہوگا۔ (۲۰۹)

امام مہدیؑ کی خصوصیات و شمائل کے متعلق حضرت ابوصلت ہروی نے امام علی رضاؑ سے پوچھا تھا۔ آپ نے ان کے جواب میں فرمایا:

ہمارے قائم کی نشانی یہ ہے کہ اگرچہ وہ سن کے اعتبار سے بوڑھے ہوں گے لیکن وہ شکل و صورت سے جوان دکھائی دیں گے اور جو بھی شخص انہیں دیکھے گا وہ انہیں چالیس

سال یا اس سے بھی کم عمر کا انسان تصور کرے گا اور ان کی وفات تک ان میں بڑھاپے کا کوئی اثر دکھائی نہیں دے گا (۲۱۰)۔

امیر المومنینؑ نے فرمایا: مہدی (عج) ظہور کے وقت چالیس سالہ جوان دکھائی دیں گے۔ (۲۱۱)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: "جب قائم آل محمدؐ قیام کریں گے تو ان لوگ ان کا انکار کریں گے کیونکہ وہ معتدل جوان کی صورت میں ہوں گے" (۲۱۲)۔

امام مہدیؑ کی ایک انفرادی خصوصیات یہ ہوگی کہ آپ طی الارض کریں گے اور آپ کا سایہ نہیں ہوگا۔ جیسا کہ امام علی رضاؑ نے فرمایا: جب مہدیؑ ظہور کریں گے تو زمین خدا کے نور سے چمک اٹھے گی۔ مہدی (عج) کے قدموں میں زمین تیزی سے حرکت کرے گی اور ان کا سایہ نہیں ہوگا۔ (۲۱۳)

سوال ۶۲: سب سے پہلے امام زمانہ (عج) کی بیعت کون کرے گا اور ان کے ہاتھ کا بوسہ کون لے گا؟

جواب۔ ہادیان دین علیھم السلام کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت جبریلؑ امین آپ کی بیعت کریں گے اور آپ کے ہاتھوں کا بوسہ لیں گے۔

مفضل بن عمر نے امام صادقؑ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: "جب اللہ تعالیٰ حضرت قائمؑ کو اذنِ خروج دے گا تو آپ منبر پر جائیں گے اور لوگوں کو اپنی طرف دعوت دیں گے۔ آپ لوگوں کو خدا کا واسطہ دیں گے اور اپنے حق کی دعوت دیں گے۔ آپ لوگوں سے فرمائیں گے کہ میں رسول خداؐ کے کردار پر عمل کروں گا اور ان کی روش و رفتار کو قائم کروں گا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ جبریلؑ امین کو حضرت کے پاس بھیجے گا۔ جبریلؑ امین آپ

کے پاس آئیں گے اس وقت آپ ''حجر اسماعیل'' میں تشریف فرما ہوں گے وہ آ کر کہیں گے۔ آپ لوگوں کو کس چیز کی دعوت دے رہے ہیں؟

اس کے جواب میں امام علیہ السلام انہیں اپنی دعوت سے آگاہ کریں گے۔

جبرئیل امین کہیں گے کہ میں سب سے پہلے آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ آپ اپنا ہاتھ بڑھائیں۔

امام علیہ السلام اپنا ہاتھ بڑھائیں گے اس وقت جبرئیلؑ امین آپ کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر آپ کی بیعت کریں گے۔ ان کی بیعت کے بعد تین سو دس افراد سے زیادہ اشخاص آ کر آپ کی بیعت کریں گے۔ آپ مکہ ہی میں رہائش پذیر ہوں گے۔ یہاں تک کہ آپ کے ساتھیوں کی تعداد دس ہزار ہو جائے گی۔ اس کے بعد آپ مدینہ کا رخ کریں گے''(۲۱۴)۔

روایات میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں: حضرت قائم (عج) خانہ کعبہ کی ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور آپ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ کی طرح سے اپنا ہاتھ دراز کریں گے۔۔۔۔

اس وقت آپ فرمائیں گے: یہ خدا کا ہاتھ ہے اور یہ خدا کی طرف سے ہے اور حکم خدا کے تحت دراز ہوا ہے۔

پھر آپ یہ آیت تلاوت کریں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَايُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَاعَاهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْماً: (سورۂ فتح آیت ۱۰)

ترجمہ: (بے شک جو آپ کی بیعت کر رہے ہیں وہ بس خدا کی بیعت کر رہے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے جو کوئی بیعت کو توڑے گا تو وہ اپنے خلاف ہی اسے توڑے گا اور جو

خدا سے معاہدہ کر کے اس کی پاسداری کرے گا تو خدا اسے اجرِ عظیم دے گا)۔

سب سے پہلے حضرت جبریلؑ علیہ السلام آپ کے ہاتھ کا بوسہ لیں گے اور آپ کی بیعت کریں گے۔ ان کے بعد فرشتے اور قوم جنّات کے نجیب افراد اور آپ کے نقیب آپ کی بیعت کریں گے۔(۲۱۵)

**سوال ۶۳: امام زمانہ (عج) ظہور کے بعد پہلی گفتگو میں کیا فرمائیں گے؟**

**جواب۔** جب اللہ تعالیٰ آپ کو اذن ظہور عطا کرے گا تو عالمی اصلاح کے لیے قیام کریں گے۔ آپ خانہ خدا کے قریب ''رکن ومقام'' کے درمیان اپنے تین سو تیرہ وفادار ساتھیوں سے بیعت لیں گے۔ یہ افراد آپ کے لشکر کے سالار اور مملکت حقانیہ کے عُمّال ہوں گے۔ اس کے بعد سب سے پہلا جملہ جو زبان پر جاری کریں گے وہ ہو گا ''بقیۃ اللہ۔۔۔''

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

''جب مہدی (عج) ظاہر ہوں گے تو خانہ کعبہ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھیں گے اور آپ پہلے جملہ کے طور پر قران مجید کی یہ آیت پڑھیں گے۔

''بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ'' (ہود۔۸۶)

اس کے بعد فرمائیں گے میں تمہارے درمیان بقیۃ اللہ، خلیفۃ اللہ، اور حجۃ اللہ ہوں۔ اس وقت جو بھی آپ کو سلام کرے گا تو وہ آپ کو ''السلام علیک یا بقیۃ اللہ'' کہہ کر سلام کرے گا'' (۲۱۶)

مفضل بن عمر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی۔ آپ نے فرمایا: قائم (عج) دیوار کعبہ سے ٹیک لگا کر خطاب کریں گے اور وہ کہیں گے:

''جو کوئی آدمؑ وشیثؑ کو دیکھنے کا خواہش مند ہو تو میں ہی آدمؑ وشیثؑ ہوں۔ جو کوئی نوحؑ اور

سامؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ہی نوحؑ و سامؑ ہوں ۔ جو کوئی ابراھیمؑ واسماعیلؑ کو دیکھنا چاہتا ہے تو میں ہی ابراھیمؑ واسماعیلؑ ہوں ۔ جو کوئی موسیٰؑ اور یوشعؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ہی موسیٰؑ و یوشعؑ ہوں ۔ جو کوئی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور علیؑ کو دیکھنا چاہے تو میں ہی محمدؐ اور علیؑ ہوں ۔ جو کوئی امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کو دیکھنا چاہے تو میں ہی حسنؑ و حسینؑ ہوں جو کوئی اولاد حسینؑ کے ائمہ کو دیکھنا چاہے تو نسل پاک حسینؑ کے تمام معصوموں کا خلاصہ میں ہی ہوں ۔

میری گفتگو کی طرف توجہ دو ۔ تم نے آج تک جو کچھ سنا ہے اور جسے جانتے ہو اور آج تک جو تم نے نہیں سنا اور جسے تم نہیں جانتے میں تمہیں ان سب باتوں کی خبر دوں گا ۔۔۔۔۔ اس کے بعد جو بھی شخص آسمانی کتابوں کو جانتا ہوگا وہ آپ کی باتوں پر دھیان دے گا ۔۔۔۔“

اس کے بعد امام مہدی (عج) آسمانی کتابوں کی تلاوت کریں گے اور آپ آدمؑ وشیثؑ اور نوحؑ وابراھیمؑ کے صحائف پڑھیں گے اور آپ تورات ، زبور اور انجیل پڑھیں گے ۔۔۔۔۔ اس کے بعد آپ قران کی تلاوت کریں گے ۔۔۔۔۔ (۲۱۷) ۔

چہ خوش است صورت قران زتو دلربا شنیدن

بہ رخت نظارہ کردن سخن خدا شنیدن

اے دلبر با آپ کی زبان سے قران کی آواز سننا کتنا خوشگوار ہے آپ کے چہرے کی زیارت کرنا اور آپ کی زبان سے فرمان خدا سننا کتنا ہی اچھا ہے ۔

**سوال ۶۴ : کیا عالمی انقلاب فرد واحد کے ذریعہ سے ممکن ہے؟**

ایک انسان خواہ وہ کتنا ہی باعظمت کیوں نہ ہو کس طرح سے اتنا بڑا نقش قائم کرسکتا ہے؟ ایک بزرگ اور عظیم انسان بھی آخر کار انسان ہی ہوتا ہے ایک انسان پورے جہان کو زیروزبر کس طرح سے کرسکتا ہے؟

جواب۔ دراصل یہ سوال ان افراد کی طرف سے کیا جاتا ہے جو تاریخی واقعات کا تجزیہ و تحلیل اپنے خود ساختہ قواعد کے تحت کرتے ہیں اور ان کا نظریہ یہ ہے کہ انسان تغیر تاریخ میں عامل دوم کی حیثیت رکھتا ہے اور خارجی اور عینی قوتیں جو کہ اس وقت کے ماحول و معاشرہ پر محیط ہوتی ہیں وہی قوتیں عامل اول کا درجہ رکھتی ہیں۔

اس طرز تفکر کے حامل افراد تاریخی اور اجتماعی تبدیلیوں کا اصلی عامل اس وقت کے خارجی اور عینی حالات کو قرار دیتے ہیں اور تبدیلی لانے والے افراد کو ثانوی حیثیت دیتے ہیں۔

اس طرز تفکر کے حامل افراد کے نظریہ کے مطابق تاریخ کے دو بنیادی قطب ہیں۔اس کا ایک قطب انسان ہے اور اس کا دوسرا قطب وہ مختلف مادی قوتیں ہیں جو انسان کا احاطہ کئے ہوئے ہوتی ہیں وہ مادی قوتیں انسان کے لئے مؤثر ہوتی ہیں اور اس سے متاثر ہو کر انسان اپنے گردو پیش پر اپنا اثر ڈالتا ہے۔

اس نظریہ کے برعکس ہم یہ عقیدہ نہیں رکھتے کہ جنبش کا آغاز مادہ سے ہوتا ہے اور انسان پر منتہی ہوتا ہے۔ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ انسان اور مادہ وقت گزرنے کے ساتھ ایک دوسرے کے لیے موثر ہوتے ہیں اور ایک فرد تاریخ کی امواج میں بہت بڑا کردار ادا کرسکتا ہے اور طوفانوں کے رخ کو بدل سکتا ہے اور جو انسان خدا کی طرف سے تائید یافتہ ہو وہ تاریخ کے دھارے کو بآسانی بدل سکتا ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب امام زمانہ (عج) اپنی الٰہی ماموریت کو ادا کرنے کے لیے قیام کریں گے تو تاریخ کی گردش کی باگ آپ کے ہاتھوں میں ہوگی اور آپ دنیا میں قدیم تمدن کو ختم کر کے جدید تمدن قائم کریں گے۔

حضرت رسالت مآب نے ان تمام حالات کی پہلے سے پیشین گوئی کی تھی لہذا ہمیں مادہ پرستی کی منطق کی بجائے الٰہی منطق پر ایمان رکھنا چاہیے کہ خدا ہر چیز پر قادر ہے اور

امام مہدیؑ خدا کی عطا کردہ قدرت سے تاریخ کے دھارے کو تبدیل کر دیں گے۔ (۲۱۸)

**سوال ۶۵: امام زمانہ (عج) کے کتنے ساتھی ہوں گے اور ان کی کیا خصوصیات ہوں گی؟**

**جواب:** جب خداوند عالم کی طرف سے امام مہدیؑ کو عدالت اور حقیقی آزادی کی بنیاد پر تشکیل حکومت کا حکم ملے گا تو ابتدا میں تین سو تیرہ افراد آپ کے ہاتھ پر بیعت کا شرف حاصل کریں گے۔ یہ وہ افراد ہوں گے جو کہ مکتب ولایت کے تربیت یافتہ ہوں گے اور خاندان وحی کے عاشق ہوں گے۔ چنانچہ وہ پروانہ وار شمع امامت کا طواف کریں گے اور پوری دنیا پر حکومت اسلامی کے قیام کے لئے اپنا کردار ادا کریں گے۔

ائمہ طاہرین نے قران کریم کی بہت سی آیات کی تاویل میں امام زمانہ (عج) کے اصحاب کا تذکرہ کیا ہے۔ جیسا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے کسی نے یہ آیت مجیدہ پڑھی: " اَیۡنَ مَا تَکُوۡنُوۡا یَاۡتِ بِکُمُ اللّٰهُ جَمِیۡعاً" (سورۂ بقرہ آیت ۱۴۸)۔ (تم جہاں بھی ہوئے خدا تم سب کو لے آئے گا) تو آپ نے فرمایا: یہ آیت مجیدہ حضرت (عج) کے دوستوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ (۲۱۹)

قران مجید میں فرمان قدرت ہے۔" وَلَئِنۡ اَخَّرۡنَا عَنۡهُمُ الۡعَذَابَ اِلٰۤی اُمَّةٍ مَّعۡدُوۡدَةٍ لَّیَقُوۡلُنَّ مَا یَحۡبِسُهٗ" (سورۂ ہود آیت ۸) (اگر ہم ''امت معدودہ'' تک ان سے عذاب کو مؤخر کر دیں تو وہ یقیناً کہیں گے کہ اسے کس نے روک دیا ہے؟) حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت مجیدہ کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا: ''امت معدودہ'' سے حضرت قائم کے تین سو تیرہ ساتھی مراد ہیں۔ (۲۲۰)

ابان بن تغلب بیان کرتے ہیں کہ میں مسجد الحرام میں امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بیٹھا تھا آپ نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر فرمایا: ابان! اللہ تعالیٰ تین سو تیرہ افراد کو یہاں جمع کرے گا۔ اہل مکہ جانتے ہیں کہ ابھی ان کے باپ دادا تک بھی پیدا

نہیں ہوئے۔ان کے گلے میں تلواریں حمائل ہوں گی اور ہر ایک تلوار پر اس کے مالک کا نام اور اس کے والد کا نام اور اس کے اوصاف اور نسب تحریر ہوگا۔اس وقت ایک شخص پکار کر کہے گا کہ یہ مہدی (عج) ہے اور یہ حضرت داؤدؑ وسلیمانؑ جیسے فیصلے کرے گا اور کسی بھی فیصلہ کے لیے گواہ طلب نہیں کرے گا۔(۲۲۱)

امام مہدیؑ کے ساتھیوں کے متعلق ائمہ اہل بیت نے فرمایا: وہ ایسے افراد ہوں گے کہ ان کے دل فولاد کے ٹکڑوں کی طرح سے مضبوط ہوں گے، وہ کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہوں گے اور خدا کے حق کے متعلق وہ پتھر سے بھی زیادہ سخت ہوں گے۔اگر وہ پہاڑوں پر بھی حملہ کریں گے تو انہیں اکھاڑ پھینکیں گے، وہ پرچم لیکر جس شہر پر بھی حملہ کریں گے اسے تسخیر کرلیں گے۔وہ گھوڑوں کی پشت پر عقاب کی طرح سے چست و چالاک ہو کر بیٹھیں گے اور وہ برکت کے حصول کے لئے امام علیہ السلام کے گھوڑے کی زین کو مس کریں گے اور شمع امامت کے گرد پروانہ وار جمع ہوں گے اور اپنے آپ کو امام کی سپر بنائیں گے۔رات کے وقت وہ شب زندہ دار ہوں گے اور تمام رات نماز، ذکر الٰہی اور عبادت میں مصروف رہیں گے۔شہد کی مکھیوں کی طرح سے رات کے وقت ان کی گنگناہٹ کی صدائیں بلند ہوں گی۔وہ راتوں کے زاہد اور دن کے شیر ہوں گے اور وہ اپنے امام (عج) کے مکمل اطاعت گزار ہوں گے اور ان کے سامنے سراپا تسلیم ہوں گے۔(۲۲۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ایک روایت میں امام زمانہ (عج) کے ساتھیوں کے متعلق ابو بصیر سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: قائم (عج) اس وقت تک مکہ سے باہر نہیں نکلیں گے جب تک ان کے پاس ''حلقہ'' مکمل نہ ہو جائے گا۔

ابو بصیر نے عرض کیا: مولا! ''حلقہ'' سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: ''حلقہ'' سے دس ہزار افراد مراد ہیں جب قائم آل محمد (عج) اپنے لشکر کو لے

کرمکہ سے چلیں گے تو جبرائیلؑ دائیں طرف اور میکائیلؑ آپ کی بائیں طرف حرکت کریں گے اور آپ کا پرچم جہاں جہاں جائے گا فتح و نصرت حاصل ہوتی جائے گی۔۔۔اہل ایمان ابر بہار کے ٹکڑوں کی طرح سے ہر قبیلہ سے آپ کے ساتھ الحاق کرتے جائیں گے۔(۲۲۳)

یہ تین سو تیرہ افراد امام زمانہ (عج) کے ابتدائی ساتھی ہوں گے۔یہی افراد آپ کی فوج کے سالار ہوں گے اور آپ کی حکومت عدل کے حکام ہوں گے جب کہ آپ اپنی اصلاحی تحریک کا آغاز دس ہزار افراد کے لشکر سے کریں گے۔ بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے ساتھیوں کی اکثریت غیر عرب افراد پر مشتمل ہوگی اور آپ کی فوج میں عرب افراد بہت ہی تھوڑی تعداد میں ہوں گے۔

ابوبصیر نے امام جعفر صادقؑ سے روایت کی: آپ نے فرمایا: ''حضرت قائم کے عرب ساتھی بہت کم ہوں گے''۔

ابوبصیر نے عرض کیا: مولا! کیا بہت سے عرب آپ کی امامت کے قائل ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں ۔مگر ان کی مسلسل آزمائش ہوگی اور آزمائش کی چھلنی سے گذرنے کے بعد بہت کم افراد باقی رہ جائیں گے۔(۲۲۴)

بہت سی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام علیہ السلام کے تمام یا اکثر ساتھی جوان ہوں گے۔ان میں سے ہر شخص کے پاس چالیس افراد کے برابر قوت ہوگی اور وہ شہادت کے عاشق ہوں گے۔حضرت کے عالمی انقلاب میں خواتین کا بھی کردار ہوگا جس کی وضاحت آئندہ صفحات میں کی جائے گی۔

**سوال ٦٦: عصر ظہور میں اہل ایران کا کیا کردار ہوگا؟**

**جواب:** اہل بیت طاہرین علیھم السلام کی روایات میں مذکور ہے کہ امام زمانہ (عج) کی فوج

میں ''عجم'' فعال کردار ادا کریں گے۔ ''عجم'' کا اطلاق تمام غیر عرب اقوام پر ہوتا ہے۔ البتہ اس بات کا قوی احتمال ہے کہ اس سے مراد اہل ایران ہوں کیونکہ ایران تشیع کا عظیم مرکز رہا ہے۔ احادیث میں خراسان، رے، طالقان، قم، فارس اور دوسرے ایرانی شہروں اور علاقوں کے نام بیان کیے گئے ہیں۔

اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنینؑ اپنے ایک خطبہ میں حضرت مہدی (عج) اور ان کے ساتھیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

اہواز سے ایک فرد، شوشتر سے ایک فرد، شیراز سے تین افراد جن کے نام حفص، یعقوب، اور علی ہوں گے۔ اصفہان سے موسیٰ، علی، عبداللہ اور غلفان نامی چار افراد بروجرد سے قدیم نامی ایک فرد، نہاوند سے عبدالرزاق نامی ایک فرد، ہمدان سے جعفر، اسحاق اور موسیٰ نامی تین افراد اور قم سے اہل بیت کے دس ہم نام افراد (ایک اور حدیث میں اٹھارہ کی تعداد بیان کی گئی ہے) شیرون سے ایک فرد اور خراسان سے دُرید نامی ایک فرد، اس کے علاوہ اور پانچ افراد جو کہ اصحاب کہف کے ہم نام ہوں گے، آمل سے ایک فرد، دامغان سے ایک فرد، سرخس سے ایک فرد، ساوہ سے ایک فرد، چوبیس افراد طالقان سے، دو افراد قزوین سے، ایک فرد فارس سے، ایک فرد ابہر سے، ایک فرد اردبیل سے، تین افراد مراغہ سے، ایک فرد خوی سے ایک فرد سلماس سے، تین افراد اباداں سے اور کارزون سے ایک فرد قائم آل محمد (عج) کی فوج میں شامل ہوگا۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

پیغمبر خداؐ نے مہدیؑ کے تین سو تیرہ ساتھیوں کے نام اور ان کی ولدیت میرے سامنے بیان کی تھی اور آنحضرتؐ نے فرمایا تھا: اللہ تعالیٰ انہیں زمین کے مشرق و مغرب سے چشم زدن میں کعبہ کے قریب پہنچا دے گا۔ (۲۲۵)

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: قم کی خاک مقدس ہے ـــــ یہ لوگ ہمارے قائم کے مددگار اور ہمارے حق کے داعی ہیں (۲۲۶)۔

**سوال ۶۷: کیا امام زمانہ (عج) اور ان کے ساتھیوں کو غیبی مدد حاصل ہوگی؟**

**جواب:** جب ہم ظہور امام (عج) کے بعد ان کی فتوحات کی روایات کا مطالعہ کرتے ہیں تو ان روایات میں فتح وظفر کا سہرا آپ کی فوج کے سر پر بندھا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ لیکن سائنسی ایجادات اور فوجی اسلحہ کی ترقی کے باوجود اس طرح کی فتوحات غیبی امداد سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں غیبی امداد کے علاوہ جدید ترین اسلحہ رکھنے والی متمدن قوموں سے جنگ جیتنا بظاہر محال اور مشکل ہے۔ غیبی امداد کے متعلق حسب ذیل روایات کا مطالعہ فرمائیں۔

**الف) امام کا ہتھیار۔**

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: ''ہمارے قائم کی رعب ودبدبہ سے مدد کی جائے گی'' (۲۲۷)۔

حضرت کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی طرف سے دشمنان اسلام کے دلوں میں امامؑ کا رعب ودبدبہ بیٹھ جائے گا۔

**ب) فرشتوں اور جنات کی مدد۔**

حضرت علیؑ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ ملائکہ، جنات اور مخلص شیعوں کے ذریعہ سے مہدی (عج) کی مدد کرے گا'' (۲۲۸)۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: میں گویا قائم (عج) اور ان کے ساتھیوں کو دیکھ رہا ہوں ـــــ جبرائیلؑ مہدی (عج) کے دائیں طرف اور میکائیلؑ ان کے بائیں طرف حرکت کر رہے ہیں۔ آپ کی فوج کا رعب ایک ایک ماہ کے فاصلہ تک آگے اور پیچھے حرکت کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ پانچ ہزار فرشتے نازل فرما کر ان کی مدد کرے گا۔ (۲۲۹)

ج) آسمانی ندا۔

حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

قائم (عج) کے ظہور کے وقت خدا کی طرف سے ایک منادی آسمان سے یہ ندا کرے گا:

لوگو! ظالموں کا وقت ختم ہو چکا ہے اور اب معاملات کی باگ ڈور امت محمدؐ کے بہترین انسان کے ہاتھ میں ہے۔ تم لوگ (ان مدد کے لئے) مکہ روانہ ہو جاؤ۔ (۲۳۰)

سوال ۶۸: حضرت عیسیٰؑ نبی ہو کر امام زمانہ (عج) کے پیچھے کیسے نماز پڑھیں گے؟ اور ان کے ہمرکاب ہو کر کیسے جہاد کریں گے؟

جواب۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مہدیؑ دونوں رہبر اور پیشواء ہیں۔ ان میں سے ایک نبی ہیں اور دوسرے امام ہیں اور دونوں بزرگوار تمام محرمات شرعیہ سے معصوم ہیں اور دونوں خدا اور رسول کی نافرمانی سے پاک ہیں۔

احادیث پیغمبرؐ میں مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام مہدیؑ کی اقتدا میں نماز ادا کریں گے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مہدیؑ افضل ہوں گے اور حضرت عیسیٰؑ مفضول ہوں گے۔ کیونکہ امامت نماز کے متعلق رسول خدا ﷺ کا فرمان ہے:

امام جماعت وہی ہونا چاہیے جو جماعت کا پیشوا ہو۔ اگر دو افراد مساوی حیثیت کے ہوں تو پھر امامت وہ کرائے جو ان میں سے علم میں زیادہ ہو اور اگر علم میں دونوں برابر ہوں تو امامت وہ کرائے جو ان میں سے زیادہ فقیہ ہو اور اگر فقہ میں بھی دونوں برابر ہوں تو جس کی دینی خدمات زیادہ ہوں وہ امامت کرائے اور اگر دینی خدمات میں بھی مساوی ہوں تو جو اُن میں سے خوبصورت ہو وہ امامت کے فرائض سرانجام دے اور نماز پڑھائے۔

اور یہ بات مسلم ہے کہ امام مہدی (عج) امامت کرائیں گے لہذا امام مہدیؑ اگر مذکورہ صفات میں حضرت عیسیٰؑ سے افضل نہ ہوتے تو وہ کبھی امامت نہ کراتے اوڑ اگر حضرت

عیسیٰؑ یہ سمجھتے کہ وہ مہدیؑ سے افضل ہیں تو وہ کبھی ان کے اقتدا میں نماز ادا نہ کرتے ۔ کیونکہ پیغمبر ریا، نفاق اور مکر سے محفوظ ہوتے ہیں۔

مہدیؑ کی امامت اور حضرت عیسیٰ کی اقتدا اس بات کی دلیل ہے کہ حضرت مہدیؑ ان سے افضل ہوں گے۔

حضرت عیسیٰؑ کی اقتدا کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ امام زمانہ (عج) پیغمبر اسلام ﷺ کے نمائندہ ہوں گے جس طرح سے حضرت عیسیٰؑ پیغمبر اسلام کے آگے نہیں آسکتے اسی طرح سے وہ ان کے نمائندہ کے آگے بھی نہیں آسکتے۔

جہاں تک حضرت عیسیٰؑ کا جہاد میں شامل ہونے کا تعلق ہے تو اس میں آخر کون سی قباحت ہے۔ کیونکہ جہاد نام ہے خدا کی راہ میں اپنی جان قربان کرنے کا۔ البتہ اس کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کا فرمان وہ جاری کرے جو خدا کے لئے جنگ کر رہا ہو۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی بھی شخص پیغمبر اسلام ﷺ کے فرمان کے تحت جہاد میں حصہ نہ لیتا۔

حضرت مہدیؑ کی امامت اور حضرت عیسیٰؑ کی اقتدا کے متعلق حافظ ابن ماجہ قزوینی نے ایک تفصیلی روایت نقل کی ہے جس میں انہوں نے حضرت عیسیٰؑ کے متعلق لکھا کہ وہ نزول فرمائیں گے۔ اس روایت کا ایک حصہ یہ ہے۔

ابی عسکر کی بیٹی ام شریک نے عرض کیا: ''یارسول اللہ! اس دن عرب قوم کہاں ہوگی؟''

آپؐ نے فرمایا: اس دن عرب بہت کم ہوں گے اور ان کی ایک بڑی تعداد بیت المقدس میں ہوگی۔ ان کا امام روزانہ فجر کی انہیں نماز پڑھاتا ہوگا جب عیسیٰؑ اتریں گے وہ پیچھے ہٹ جائے گا تاکہ عیسیٰؑ امامت کرائیں۔ لیکن عیسیٰؑ ان کا بازو پکڑ کر کہیں گے: آپ مصلّی پر کھڑے رہیں تاکہ ہم آپ کے ساتھ نماز ادا کرسکیں (۲۳۱)۔

**سوال ۶۹: کچھ افراد کی طرح سے کیا یہ تصور کرنا صحیح ہے کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں؟**

جواب۔ شیعہ اور سنی دونوں کی مستند متعدد اور متواتر احادیث میں مذکور ہے کہ

۱) حضرت مہدی (عج) کا تعلق اہل بیت رسولؐ سے ہوگا۔

۲) امام مہدیؑ کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰؑ ان کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

لہذا امام مہدیؑ اور ہیں اور حضرت عیسیٰؑ اور ہیں۔ مہدیؑ امام ہیں اور عیسیٰؑ مقتدی ہیں۔

البتہ علی بن محمد خالد جندی کی روایت میں یہ الفاظ وارد ہیں کہ مہدیؑ اور عیسیٰؑ ایک ہی شخصیت کے دو نام ہیں۔ اس روایت کے متعلق شافعی لکھتے ہیں کہ علی بن خالد جندی نقل میں سہل انگاری کیا کرتا تھا اور اس کی روایت پر اعتماد صحیح نہیں ہے۔ (۲۳۲)

**سوال ۷۰: حدیث نبویؐ "لَنْ تَهْلِكَ أُمَّةٌ أَنَافِيْ أَوَّلِهَا وَعِيسَىٰ فِيْ اٰخِرِهَا وَالْمَهْدِيُّ فِيْ وَسَطِهَا" (وہ امت ہرگز ہلاک نہ ہوگی جس کے اول میں مَیں، آخر میں عیسیٰؑ اور درمیان میں مہدیؑ ہو) کا کیا مطلب ہے؟**

جواب۔ حافظ محمد بن یوسف گنجی شافعی نے ابن عباسؓ سے درج بالا روایت نقل کی ہے اور اس روایت کے بعد انہوں نے اپنے نظریات کو ان الفاظ سے بیان کیا۔

اس حدیث کے الفاظ کہ عیسیٰؑ اس امت کے آخر میں ہوں گے، کا یہ مفہوم نہیں ہے کہ امام مہدی (عج) کی رحلت کے بعد حضرت عیسیٰؑ باقی رہیں گے۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ مہدیؑ کے بعد زندگی میں کوئی لذت اور بھلائی باقی نہیں رہے گی۔

علاوہ ازیں احادیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مہدی (عج) امام آخرالزماں ہوں گے اور کسی ایک حدیث میں بھی ان کے بعد کسی امام کا کوئی تذکرہ دکھائی

نہیں دیتا اسی لیے یہ امر ناممکن ہے کہ حضرت مہدی (عج) کے بعد لوگ امام کے بغیر رہیں۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مہدی (عج) کے بعد حضرت عیسیٰؑ امت کے امام ہوں گے تو پھر پیغمبر اکرمؐ کی اس حدیث کا انکار کرنا پڑے گا کہ مہدیؑ کے بعد زندگی میں کوئی لذت اور بھلائی باقی نہیں رہے گی۔ کیونکہ اگر حضرت عیسیٰ قوم میں موجود ہوں تو یہ کہنا بے معنی ہوگا کہ بھلائی اُن کے درمیان نہیں رہی۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت مہدیؑ کے بعد حضرت عیسیٰؑ امام مہدیؑ کے نائب ہوں گے تو یہ نظریہ بھی نا قابل قبول ہے کیونکہ حضرت عیسیٰؑ بذات خود نبی ہیں اور ایک نبی کے لیے یہ کہنا کہ وہ امام کا جانشین اور نائب ہے، صحیح نہیں ہے۔

اور اگر کہا یہ جائے کہ حضرت عیسیٰؑ مستقل طور پر امت کے امام ہوں گے تو یہ بات بھی صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ایسا ہوا تو امت اسلام کے عوام کے اذہان میں یہ توہم پیدا ہوگا کہ دین اسلام آخر میں آکر مسیحیت کے قالب میں ڈھل چکا ہے۔ اور یہ کفر ہے!

اسی لئے ضروری ہے کہ اس حدیث کا صحیح مفہوم سمجھا جائے اور میری نظر میں اس کا مفہوم یہ ہے کہ پیغمبر اسلام ﷺ نے اس حدیث سے یہ پیغام دیا ہے کہ میں اسلام کا پہلا داعی ہوں اور اس کے وسط میں مہدیؑ اس کا داعی ہے اور عیسیٰؑ اس کے بعد ہوگا۔

علاوہ ازیں "والمهدی فی وسطها" کا یہ مفہوم بھی ممکن ہے کہ مہدیؑ امت اسلام کا بہترین فرد ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت کا امامؑ ہے اور اس کے ظہور کے بعد حضرت عیسیٰؑ آسمان سے نزول کریں گے اور اس کی تصدیق کریں گے اور اس کی مدد کریں گے اور امامؑ کے دعویٰ کا اثبات کریں گے لہٰذا اس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ آخری تصدیق کنندہ ہوں گے۔ (۲۳۳)

اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس حدیث سے یہ مراد ہو کہ امام مہدی (عج) کی آمد حضرت

عیسیٰؑ کے نزول سے پہلے واقع ہوگی۔اسی لئے حضرت مہدیؑ کو ''وسط'' کہا گیا اور واضح رہے کہ یہاں ''وسط'' سے حقیقی وسط مراد نہیں ہے بلکہ ماقبل آخر کی مناسبت سے انہیں ''وسط'' کہا گیا۔حضرت عیسیٰؑ کا حضرت مہدیؑ کے ساتھ ہونا ''وسط و آخر'' کے لئے کسی تضاد کا سبب نہیں ہے۔لہذا اس روایت کو دلیل بنا کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ حضرت عیسیٰ حضرت مہدیؑ کے بعد بھی زمین رہیں گے۔

**سوال ۷۱: امام مہدی (عج) اپنے زمانہ حکومت میں کیسے فیصلے کریں گے اور ان کے فیصلوں کی بنیاد کیا ہوگی؟**

جواب۔تمام پیامبران الٰہی اور ائمہ دین علیہم السلام اس امر کے مکلّف تھے کہ وہ مقدمات کے فیصلوں کے لئے شواہد وقوانین کی بنیاد ''بیّنہ'' پر رکھیں۔

سادہ الفاظ میں یہ کہنا مناسب ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہادیان دین کو اس بات کا حکم دیا گیا تھا کہ وہ ظاہر پر مبنی فیصلے کریں۔البتہ حضرت داوٗد علیہ السلام کے دور میں کچھ وقت کیلئے ایک استثنائی کیفیت پیدا ہوئی تھی۔

حضرت داوٗدؑ نے اللہ سے عرض کی کہ خدایا! بعض اوقات گواہ جھوٹے ہوتے ہیں اور ان کے مطابق غلط فیصلے بھی ہو جاتے ہیں لہذا مجھے صلاحیت وقوت عطا کر کہ میں گواہوں کا محتاج نہ رہوں اور اصل حقیقت کے مطابق فیصلے کر سکوں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تمہیں اس کی برداشت نہیں ہے۔مگر حضرت داوٗدؑ کا اصرار مسلسل جاری رہا۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں حقائق سے آگاہ کیا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص حضرت داوٗدؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ فلاں شخص نے زبردستی میرے مال پر قبضہ کیا ہے آپ مجھے انصاف فراہم کریں۔

اللہ تعالیٰ نے داوٗدؑ کو آگاہ کیا کہ آج جو شخص آپ کے پاس جس شخص کی شکایت

لے کر حاضر ہوا اسی نے آج سے کئی برس قبل اس جوان کے باپ کو قتل کیا تھا اور اس کی دولت کو چرالیا تھا۔

چنانچہ حضرت داؤدؑ نے فیصلہ صادر کرتے ہوئے فرمایا: شکایت کنندہ (مدعی) کو قصاص میں قتل کردیا جائے اور اس کی تمام دولت اس جوان کے سپرد کی جائے جس کی اس نے شکایت کی ہے۔

حضرت کا یہ فیصلہ عوام الناس پر گراں گزرا اور لوگ حضرت کے فیصلے پر جا بجا تنقید کرنے لگے۔ اس کے بعد حضرت داؤدؑ نے بارگاہ احدیت میں عرض کی کہ خدایا! اس طرح کے فیصلوں کی مجھ میں طاقت نہیں ہے مجھ سے اس کی صلاحیت واپس لے لے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ظاہری گواہیوں اور شواہد کی بنیاد پر فیصلے کرو اور ان سے میرے نام پر حلف لے لیا کرو۔

امام مہدیؑ جب ظہور فرمائیں گے تو آپ کے فیضان سے لوگوں کے عقول کامل ہو جائیں گے، زمین سے فساد اٹھ جائے گا اور امامؑ کے رعب کی وجہ سے کسی کو آپ پر تنقید کرنے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اسی لئے آپ وہی فیصلہ کریں گے جو اصل حقیقت پر مبنی ہوگا۔ آپ کسی مدعی سے گواہ اور قسم کا مطالبہ نہیں کریں گے۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

"اذا قام قائم اٰل محمد علیہم السلام حکم بین الناس بحکم داؤد لایحتاج الی بیّنۃ"

ترجمہ: جب قائم آل محمدؑ قیام کریں گے تو وہ حضرت داؤدؑ کی طرح سے اصل حقیقت پر مبنی فیصلے کریں گے وہ کسی سے گواہ اور شاہد کا مطالبہ نہیں کریں گے (۲۳۴)

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا: جب ہمارا قائم قیام کرلے گا تو وہ عدالت کی

اساس پر حکومت قائم کرے گا اس کے زمانہ میں ظلم و جور کا خاتمہ ہو جائے گا۔ اس کے وجود کے زیر سایہ راستے پر امن ہو جائیں گے، زمین اپنی برکات ظاہر کرے گی اور ہر حقدار کو اس کا حق ملے گا۔ وہ لوگوں کے درمیان داؤدؑ اور محمد مصطفیٰ علیہما السلام کی طرح سے فیصلہ کرے گا۔ (۲۳۵)

اس روایت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت مہدیؑ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور داؤدؑ کی طرح سے فیصلے کریں گے۔ اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ امام عالی مقام عدالت اسلامی کے ظاہری طریقوں یعنی اقرار اور گواہوں کی گواہی سے بھی استفادہ کریں گے۔ اس کے علاوہ تکنیکی اور سائنسی ذرائع سے بھی اصلی مجرموں کو بے نقاب کریں گے۔ امامؑ کے زمانہ میں علم و دانش عروج پر ہوگا اور صنعت و سائنس اتنی ترقی کر چکی ہوگی کہ کوئی اپنے جرم کا انکار نہیں کر سکے گا۔

**سوال ۲۷: کیا امام (عج) قاتلین امام حسین علیہ السلام کو قتل کریں گے؟**

**جواب۔** اہل بیت طاہرین علیہم السلام کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ (عج) قاتلین سید الشہداء کی نسلوں کے ان افراد کو جو اپنے آباء و اجداد کے افعال پر راضی ہوں گے اور اپنے باپ دادا کے جرائم پر فخر کرتے ہوں گے، ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ شریک جرم قرار دے کر انہیں قتل کریں گے۔

البتہ امام حسینؑ کے قاتلوں کے متعلق ہمارے پاس ایسی کوئی قطعی دلیل موجود نہیں ہے جس کے تحت ہم یہ کہہ سکیں کہ آپؑ انہیں قبروں سے زندہ کر کے ان کو انتقام میں قتل کریں گے۔ زمانہ رجعت کے متعلق ائمہ سے بہت سی روایات منقول ہیں جن میں یہ کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے کافروں کو زندہ کرے گا تا کہ آل محمدؐ کی سلطنت کو دیکھ سکیں۔ اور امام زمانہ (عج) ان سے انتقام لیں گے۔ لہذا اس طرح کی عمومی روایات کے تحت یہ بات بھی

ممکن ہے کہ قاتلین سید الشہداءؑ بھی ان کا ایک حصہ ہوں۔

اس مفہوم کی ایک حدیث میں پوری تصریح کی گئی ہے۔ ابوحمزہ ثمالی بیان کرتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقرؑ سے پوچھا: فرزند رسول! کیا آپ تمام ائمہ ''قائم'' نہیں ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: جی ہاں۔ میں نے عرض کیا۔ تو پھر آپ حضرات امام مہدی (عج) کو ہی ''قائم'' کیوں کہتے ہیں؟

امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جب میرے دادا حسینؑ شہید ہوئے تھے تو ملائکہ نے بارگاہ خداوندی میں رو رو کر عرض کیا تھا:

''پروردگار! کیا تو اپنے بہترین بندوں کے قاتلوں کو یوں ہی چھوڑ دے گا؟''

اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی: میرے ملائکہ! پرسکون رہو، مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگرچہ کئی صدیاں بھی کیوں نہ گزر جائیں پھر بھی میں ان سے ضرور انتقام لوں گا۔

اس کے بعد اللہ نے نسل سید الشہداءؑ کے ائمہ کی ملائکہ کو عالم نور میں زیارت کرائی جنہیں دیکھ کر ملائکہ خوش ہو گئے ان میں سے ایک نور حالت قیام میں تھا اور نماز پڑھ رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''بذلك القائم اِنتقم منهم'' یہ جو حالت قیام میں ہے میں اس کے ذریعہ سے ان سے انتقام لوں گا۔ (۲۳۶)

**سوال ۴۷: یہ جو کہا جاتا ہے کہ امام زمانہ (عج) دین جدید اور قران جدید لے کر آئیں گے آخر اس کا کیا مطلب ہے؟**

**جواب۔** آسمانی ادیان صاف وشفاف پانی کی مانند ہیں۔ جس طرح سے پانی بادلوں سے نازل ہوتا ہے تو انتہائی صاف شفاف ہوتا ہے بعد میں اس کے ساتھ خس وخاشاک کی آمیزش ہوتی ہے تو پانی کا رنگ گدلا ہو جاتا ہے۔ یہی حال ادیان سماوی کا ہے۔ آسمانی ادیان صاف وشفاف تھے لیکن جب جاہلوں اور خودغرض افراد کے ہاتھوں میں آئے تو

انہوں نے ان میں اپنی خواہشات ومیلانات کو شامل کر دیا اور تعلیمات دین اپنی خالص حالت میں نہ رہیں۔ان میں لوگوں کی خواہشات کا خس وخاشاک شامل ہو گیا۔

امام زمانہ(عج) کی شرعی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ دین اسلام کو اس کے حقیقی رنگ میں دنیا کے سامنے پیش کریں۔جب امام زمانہ(عج) دین اسلام کو حقیقی شکل میں پیش کریں گے تو لوگ جو کہ صدیوں سے تحریفات کے خوگر ہو چکے ہوں گے، وہ یہ کہیں گے کہ یہ تو نیا دین لائے ہیں۔

امام جعفر صادقؑ نے فرماتے ہیں۔

''اذخرج القائم یقوم بامر جدید وکتاب جدید وسنة جدید و قضاء جدید''(۲۳۷) جب قائم خروج کریں گے تو وہ اپنے ساتھ امر جدید، کتاب جدید، سنت جدید اور جدید انصاف لے کر آئیں گے۔مقصد یہ ہے کہ امامؑ جس زمانہ میں تشریف لائیں گے لوگ صدیوں کے انحرافی عمل کی وجہ سے بدعات واختراعات کو دین کا درجہ دے چکے ہوں گے۔امامؑ ان کی بدعات ورسومات کی نفی کریں گے اور یوں دکھائی دے گا گویا آپ ایک نیا دین اور نیا نظام لے آئے ہیں۔

اور جہاں تک ''قران جدید'' کا مسئلہ ہے تو اس کے متعلق ایک احتمال یہ ہے کہ ممکن ہے کہ آپ قران کا وہ نسخہ منظر عام سے پر پیش کریں جو ۲۳ سال میں حضرت رسول خداؐ پر نازل ہوا تھا اور جسے حضرت امیر المومنینؑ نے ترتیب نزول کے مطابق جمع کیا تھا۔

اور اسی بات کی وضاحت امام محمد باقرؑ نے ان الفاظ سے فرمائی: جب قائم آل محمدؑ ظہور کریں گے تو قران کی تعلیم کے لئے خیمے نصب کئے جائیں گے جہاں لوگوں کو ترتیب نزولی کے

مطابق قران کی تعلیم دی جائے گی اور یہ مشکل ترین کام ہوگا کیونکہ قران کریم کی موجودہ

ترتیب اور ہے جب کہ قران حکیم کے نزول کی ترتیب اور ہے۔ (۲۳۸)

اس کے متعلق دوسرا احتمال یہ ہے کہ آپ قران مجید کو اس کی قدرتی اور صحیح آب وتاب کے ساتھ لوگوں کے سامنے اس انداز میں سے پیش کریں گے کہ اس کے ساتھ انحرافی روایات اور غلط تفاسیر کے مفاہیم دکھائی نہ دیں گے اور جب لوگ قران کو غلط تفاسیر سے پاک انداز میں سنیں گے تو یہ کہنے لگیں گے کہ ہمیں تو یوں لگتا ہے جیسے قران ابھی نازل ہوا ہے۔

''کتاب جدید'' کا یہ مفہوم ہرگز نہیں ہے کہ نعوذ باللہ امام مہدی (عج) پر کوئی نئی الہامی کتاب نازل ہوگی۔ ایسا ہونا ناممکن ہے کیونکہ رسول اکرم ﷺ نے امام مہدی (عج) کا تعارف داعی قران اور محافظ قران کے طور پر کرایا ہے۔ جیسا کہ آنحضرتؐ کا فرمان ہے : قائم میری اولاد میں سے ہوگا۔۔۔۔۔۔ وہ لوگوں کو میری پیروی اور میرے آئین کی پیروی کی طرف بلائے گا اور انہیں میرے پروردگار کی کتاب کی دعوت دے گا۔ (۲۳۹)

**سوال ۷۴: امام زمانہ (عج) کا دارالحکومت کہاں ہوگا؟**

**جواب:** روایات سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہے کہ آپ کا دارالحکومت کوفہ شہر ہوگا۔ ہادیان دین سے اس مفہوم کی بہت سی روایات مروی ہیں جن میں کسی شک اور تردید کی گنجائش نہیں۔

مفضّل نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: ''مہدی (عج) کا گھر کہاں ہوگا اور مومنین کہاں جمع ہوں گے؟

آپ نے فرمایا: ان کا دارالحکومت کوفہ شہر ہوگا اور ان کا ایوانِ حکومت مسجد کوفہ قرار پائے گی اور وہ غنائم مسجد سہلہ اور نجف و کوفہ کی صاف اور ہموار سرزمین پر تقسیم کریں گے۔ (۲۴۰)

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ایک پیشین گوئی میں فرمایا: میں گویا اپنے شیعوں کو مسجد کوفہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کے خیمہ نصب ہیں اور وہ لوگوں کو قران مجید کی ترتیب نزولی سے تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ جب ہمارا قائم قیام کرے گا تو اس مسجد کو از سرِ نو تعمیر کرے گا اور اس کے قبلہ کو استوار کرے گا۔ (۲۴۱)

**سوال ۷۵: امام مہدی (عج) کی حکومت کے عُمّال اور سالار لشکر کون لوگ ہوں گے؟**

**جواب:** سیدھی سی بات ہے کہ امام علیہ السلام کو اسلام حقیقی کا عالمی انقلاب لانا ہے اسی لیے آپ کے حکام بھی عظیم القدر بزرگ ہوں گے۔ اسی لیے ہمیں روایات میں یہ بات دکھائی دیتی ہے کہ آپ کے زمانہ میں حضرت عیسیٰؑ، اور سات اصحاب کہف، حضرت موسیٰؑ کے وصی یوشعؑ بن نون، مومن آل فرعون، سلمان فارسیؓ، مالک اشترؒ، ابودجانہؓ انصاری اور قبیلہِ ہمدان کے افراد آپ کی حکومت کے مشیر اور وزیر ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰؑ امام مہدی (عج) سے کہیں گے: ''مجھے آپ کا وزیر بنا کر بھیجا گیا ہے امیر اور فرماں روا کی حیثیت سے نہیں بھیجا گیا۔ (۲۴۲)

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

جب قائم آل محمد (عج) قیام کریں گے تو پشت کعبہ سے سترہ افراد کو زندہ کریں گے اور وہ یہ لوگ ہوں گے۔ قوم موسیٰ میں سے پانچ افراد زندہ کئے جائیں گے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اپنی زندگی میں حق کا فیصلہ کرتے تھے اور عدل پر قائم رہتے تھے۔ ان کے علاوہ سات اصحاب کہف کو زندہ کریں گے۔ نیز موسیٰ علیہ السلام کے وصی، مومن آل فرعون، سلمان فارسیؓ، ابودجانہ انصاریؓ اور مالک اشترؒ کو زندہ کریں گے۔ (۲۴۳)

ابن عربی فتوحات مکیہ میں لکھتے ہیں:

مردان الٰہی مہدی علیہ السلام کے ہمراہ ہیں۔ ایسے افراد جنہوں نے آپ کی

دعوت قبول کی ہے وہ آپ کی مدد کرتے ہیں۔ وہ ان کی حکومت میں وزیر و مشیر ہیں جن کے کندھوں پر حکومت کی بھاری ذمہ داریوں کا بوجھ ہے۔ (۲۴۴)

امام عالی مقام کی فوج کے سالار بھی مختلف اقوام وملل سے تعلق رکھتے ہوں گے ان میں ایک سالار تو حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ ہوں گے۔ بعض روایات میں مرقوم ہے کہ امام زمانہ (عج) انہیں اپنا نائب بنا کر دجال کے مقابلہ کے لیے روانہ کریں گے۔ ان کے علاوہ شعیب بن صالح، اسماعیل بن امام جعفر صادقؑ، عقیل، حارث اور مفضّل بن عمر بھی آپ کی فوج کے سالار ہوں گے۔

**سوال ۷۶: کیا امام زمانہ (عج) کی مدت حکومت کا تذکرہ بھی کتب حدیث میں موجود ہے؟**

**جواب۔** اگر چہ حضرت بقیۃ اللہ الاعظمیٰ کی سلطنت کریمہ دنیا کے اختتام تک جاری رہے گی۔ لیکن آپ کی مدت حکومت کیا ہوگی اس کے لیے منابع اسلامی میں ہمیں مختلف قسم کی روایات واحادیث دکھائی دیتی ہیں۔ لیکن ان کے اختلاف کے باوجود انہیں ایک دوسرے میں جمع بھی کیا جاسکتا ہے۔ احادیث میں آپ کی مدت حکومت پانچ یا سات یا نو سال بیان کی گئی ہے (۲۴۵) بعض کتب میں آپ کی مدت حکومت انیس (۲۴۶)، چالیس (۲۴۷) اور تین سو نو سال (۲۴۸) بھی بیان کی گئی ہے۔ بعض کتابوں میں کچھ اور مدت بھی مذکور ہے۔

روایات میں یہ بھی مذکور ہے کہ آپ کی حکومت کے دوران شب و روز کا دورانیہ طولانی ہو جائے گا اور اس وقت کا ایک سال آج کے دس سال کے برابر ہوگا۔ اس لئے اگر ایک روایت میں آپ کی مدت حکومت سات سال ہے اور دوسری میں ستر سال ہے تو بات ایک ہی ہے۔ مقصد یہ کہ اس وقت کے حساب سے آپ کی حکومت سات سال ہوگی لیکن ہمارے زمانہ کے اعتبار سے آپ کی مدت حکومت ستر سال ہوگی اور مذکورہ روایات کے

متعلق ایک احتمال یہ ہے کہ ان میں آپ کی حکومت کا آغاز اور تکامل کا دورانیہ اور پھر پوری مدت حکومت بیان کی گئی ہے۔ لہذا روایات کو اس طرح سے لیا جا سکتا ہے کہ آپ کو تشکیل حکومت کے لیے پانچ، سات یا نو سال لگ جائیں گے اور چالیس سالوں میں آپ کا اقتدار پوری طرح سے قائم ہو جائے گا۔ اس کے نتیجے میں آپ تین سو سال تک حکومت کریں گے۔

اسلامی روایات سے قطع نظر یہ بات مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی عادلانہ حکومت قائم کرنی ہے اور اتنے مقدمات ایک مختصر دورانیہ رکھنے والی حکومت کے لیے کسی بھی طور نا مناسب ہیں۔ اسی لئے تین سو نو سال کی روایت تمام روایات میں سب سے زیادہ مناسب اور حقیقت کے قریب محسوس ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

**سوال ۷۷: کیا امام مہدی (عج) کا قیام مسلحانہ ہوگا اور تلوار کے ساتھ قیام کرنے سے کیا مراد ہے؟**

**جواب:** یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ امام مہدیؑ بھی اپنے جد اطہر خاتم الانبیاء ﷺ کی طرح سے آغاز ظہور میں عمومی دعوت دیں گے، لوگوں کو اپنے پیغام سے آگاہ کریں گے اور ان پر اپنی حجت تمام کریں گے۔ اس وقت ایک گروہ آپ کی دعوت کو قبول کرے گا اور راہ سعادت حاصل کرنے میں کامیابی حاصل کرے گا۔ جبکہ ایک گروہ آپ کی مخالف پر کمر بستہ ہو جائے گا، جس کے جواب میں آپ مسلحانہ قیام کریں گے۔ جیسا کہ امام محمد تقیؑ نے فرمایا: جب تین سو تیرہ آپ کے خالص وفادار ساتھی آپ کی خدمت میں مکہ پہنچیں گے تو اس وقت آپ اپنی دعوت کا اظہار کریں گے۔ جب آپ کے پیروکاروں کی تعداد دس ہزار ہو جائے گی تو آپ خدا کے حکم سے مسلحانہ قیام کریں گے اور خروج کریں گے (۲۴۹)

اس سوال کے دوسرے حصہ کا جواب یہ ہے کہ تلوار کے ساتھ قیام کرنے سے

جہاد فی سبیل اللہ اور اعلائے کلمۃ الحق کے لیے شمشیر بکف ہونے کا کنایہ مراد ہے۔ مقصد یہ ہے کہ آپ کسی بھی کافر قوم سے مصالحت نہیں کریں گے۔ شمشیر دراصل فوجی قوت وطاقت سے کنایہ ہے۔ جیسا ''قلم'' علم وثقافت سے کنایہ ہے اور زمانہ قدیم سے یہ طے شدہ ہے کہ ملک چلانے کے لیے دو چیزوں کی اشد ضرورت ہے اور وہ قلم اور شمشیر ہیں۔

اسی لیے تلوار کے ساتھ قیام سے اپنی قوت وطاقت پر بھروسہ کرنا مراد ہے تاکہ لوگ یہ نہ کہیں کہ امام مہدیؑ صرف کسی مسجد کے معلم اور کسی منبر کے واعظ ہی ہیں اس کے علاوہ اور کچھ نہیں ہیں۔ قیام بالسیف سے یہی مراد ہے کہ آپ خدا کی جانب سے ظالموں اور ستم پیشہ افراد کے خاتمہ کے لیے مامور ہیں۔

**سوال ۷۸: کیا امام زمانہ (عج) اپنے ظہور کے بعد جدید ٹیکنالوجی سے بھی استفادہ کریں گے؟**

**جواب:** امام زمانہؑ کا قیام انبیائے ماسبق کے قیام کا تسلسل ہے۔ جب کہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ انبیائے کرام نے اپنے اپنے دور میں فطری اسباب و وسائل سے اچھی طرح سے استفادہ کیا تھا۔ انہوں صاحب معجزہ ہونے کے باوجود صرف معجزات پر ہی انحصار نہیں کیا بلکہ معجزات صرف استثنائی صورتوں میں دکھائے۔ تمام انبیاء نے اپنے دور کے رائج اور متداول ہتھیاروں کو بھی استعمال کیا اور جوانوں کو اسلحہ کی تربیت حاصل کرنے کا حکم دیا اور باہمی مشاورت سے جنگ کے مؤثر نقشے ترتیب دیئے۔ الغرض انبیائے کرام مادی، معنوی امکانات کو چھوڑ کر کبھی بھی معجزات کے انتظار میں نہیں بیٹھے تھے۔

چنانچہ سیرت انبیاء کا تقاضا ہے کہ حق وصداقت کی عالمی حکومت کو بھی سوائے استثنائی مواقع کے مادی ومعنوی وسائل سے مالا مال ہونا چاہیے۔

سادہ الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ امام زمانہ (عج) اور آپ کے اصحاب کفار

کے مقابلہ کے لیے جدید ترین ہتھیاروں سے لیس ہوں گے اور ہر اس اسلحہ سے فائدہ اٹھائیں گے جو اس زمانے میں رائج ہوگا۔

امام زمانہؑ پورے جہان کی عدل و آزادی کے استقرار کے لیے مصلح اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ آپ کی آمد پر سائنس کی مفید ایجادات ہی ختم ہو جائیں گی، مشینی زندگی ختم ہو جائے گی اور انسان پھر پتھر کے دور میں چلا جائے گا۔

ابوبصیرؒ نے امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا۔ آپ نے فرمایا: جب معاملات حضرت مہدیؑ کے ہاتھ میں آئیں گے تو اللہ تعالیٰ آپ کے لیے زمین کے تمام نشیبی حصوں کو بلند اور بلند حصوں کو پست کر دے گا اور ان کے لیے تمام دنیا ایک ہتھیلی کی مانند ہو جائے گی۔ (۲۵۰) اگر تم میں سے کسی کی ہتھیلی پر بال رکھا ہوا ہو تو کیا وہ اسے نہیں دیکھ سکے گا؟!

ہم آج یہ دیکھتے ہیں کہ پہاڑوں کی چوٹیوں پر ٹی وی کے بوسٹر لگے ہوئے ہیں جو تصاویر کو دنیا کے مختلف اطراف میں پھیلانے میں مدد کرتے ہیں۔ آج کے دور میں مصنوعی سیاروں سے بھی استفادہ کیا جارہا ہے اور زمین پر ہونے والے واقعات کی تصاویر بنائی جاتی ہیں۔ تمام لوگ جہاں تک ان اختیار اور پہنچ ہے ان ایجادات سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔

درج بالا حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امام زمانہ (عج) کے عہد میں تصویر منتقل کرنے کا جدید سسٹم متعارف کرایا جائے گا جس کا آج تصور بھی ہمارے لیے محال ہے اس جدید ترین نظام کے بعد بلندی و پستی یکساں ہو جائے گی اور دیکھنے میں کوئی رکاوٹ باقی نہیں رہے گی۔ اس کے لیے یہ امکان بھی ہے کہ یہ معاملہ آپ کی ولایت تکوینی سے مربوط ہو۔

امام زمانہؑ کو پوری دنیا پر حکومت کرنی ہے۔ ایسی حکومت کو چلانے کے لیے آپ کو وسیع نیٹ ورک کی ضرورت محسوس ہوگی اور آپ کے نیٹ ورک میں جہاں آپ کی قوت

اعجاز کا دخل ہوگا وہاں آپ جدید ترین وسائل سے بھی پوری طرح سے استفادہ کریں گے(۲۵۱)۔

**سوال۷۹: حضرت مہدی (عج) کے انقلاب میں خواتین کا کیا کردار ہوگا؟**

جواب: بلاتردید تاریخ اسلام میں خواتین نے اہم کردار ادا کیا ہے۔(چنانچہ حضرت خدیجہؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت زینب سلام اللہ علیھن نے تاریخ ساز کردار ادا کیا تھا۔ان کے علاوہ) صدر اسلام میں ہمیں "نسیبہ خاتون" بھی دکھائی دیتی ہیں جنہوں نے جنگ احد میں رسول اکرم ﷺ کا دفاع کیا تھا اور زخمی ہوئی تھیں۔ جنگ احد میں حضرت علیؑ کو ساٹھ زخم آئے تھے پیغمبر اسلام نے اس جنگ میں موجود دو خواتین جن کا نام سلیم اور ام عطیہ تھا، کو حکم دیا تھا کہ وہ حضرت علیؑ کے جسم کی مرہم پٹی کریں۔ مذکورہ خواتین نے حضرت علیؑ کو ابتدائی طبی امداد فراہم کی تھی۔

حضرت زہرا سلام اللہ علیھا نے حریم ولایت کا دفاع کیا تھا اور غاصبان خلافت کو سرعام للکارا تھا۔ یہ حقیقت اتنی واضح ہے کہ اس میں بحث کی گنجائش نہیں۔

اسی طرح صدر اسلام کی طرح امام مہدی (عج) کے عالمی انقلاب میں بھی خواتین اپنے حصے کا کردار ادا کریں گی۔

امام جعفر صادقؑ نے مفضل بن عمر سے فرمایا: حضرت قائمؑ کے ساتھ تیرہ خواتین بھی ہوں گی۔

مفضل نے عرض کیا: وہ کیا کریں گی؟

آپ نے فرمایا: وہ زخمیوں کو طبی امداد فراہم کریں گی اور بیماروں کی عیادت کریں گی۔غرض وہ وہی کام انجام دیں گی جو رسول اکرمؐ کے زمانہ میں دوسری خواتین سرانجام دیا کرتی تھیں۔(۲۵۲)

امام محمد باقرؑ نے فرمایا:

خدا کی قسم! تین سو سے زائد کچھ مرد آئیں گے اور ان کے علاوہ پچاس عورتیں بھی آئیں گی۔ یہ سب لوگ مکہ میں پہلے سے طے شدہ کسی پروگرام کے بغیر جمع ہوں گے اور ان کی آمد ابر بہار کی طرح سے ہوگی۔ (۲۵۳)

**سوال ۸۰: کیا انقلاب مہدیؑ کا نتیجہ حکومت واحد کی شکل میں ہی نمودار ہوگا؟**

**جواب:** اہل دانش کا عقیدہ ہے کہ دنیا کی موجودہ حالت زیادہ دیر تک قائم نہیں رہے گی اور دنیا اس وقت دوراہے پر کھڑی ہے۔

۱۔ یا تو حکومت جہانی قائم کی جائے۔

۲۔ یا پھر موجود نظام کو جاری رکھا جائے اور تدریجی طور پر بربادی کی طرف قدم بڑھائے جائیں۔

بین الاقوامیت (internationalism) کے نظریہ کا فروغ پانا عالمی حکومت کی ضرورت کا عکاس ہے اور آج ابنائے دنیا یہ محسوس کر رہے ہیں کہ دنیا میں ایک ہی حکومت ہونی چاہیے۔ اس نظریہ کی مقبولیت کے پس منظر میں دو عظیم جنگوں کا بھی بڑا کردار ہے۔ کیونکہ پہلی جنگ عظیم میں نوے لاکھ افراد لقمہ اجل بنے تھے، ایک کروڑ بیس لاکھ افراد معذوری کا شکار ہوئے اور ایک کروڑ افراد لاپتہ ہوئے۔ جب کہ دوسری جنگ عظیم میں اس سے بھی زیادہ نقصانات ہوئے۔ ان عالمی جنگوں نے عملی طور پر دنیا کو یہ سبق دیا ہے کہ اقوام وملل کے درمیان مصنوعی حد بندیاں اور سرحدیں خونریزی اور بدبختی کا سبب ہیں اسی طرح سے قوم پرستی اور نسل پرستی بھی انسان کی بدنصیبی کا ذریعہ ہے۔

آئن سٹائن۔ (Einstein) کہتا ہے: ''یا تو بین الاقوامی کنٹرول میں عالمی حکومت قائم ہونی چاہیے یا پھر قومیتوں کی بنیاد پر قائم موجود حکومتیں باقی رہیں اور انسانیت کی مکمل تباہی کا

سبب بنیں۔''

برٹرینڈ رسل (Bertrand Russel) کہتا ہے:

''موجودہ دور کی جنگ کے نقصانات ماضی کی جنگوں سے کہیں زیادہ ہیں لہذا ہمیں یا تو ایک عالمی حکومت کو قبول کر لینا چاہیے یا پھر ہمیں بربریت کے دور میں لوٹ جانا چاہیے اور نسل انسان کی نابودی پر راضی رہنا چاہیے'' (۲۵۴)۔

موجود دور کا انسان مسلسل زحمات و شدائد برداشت کرنے کے بعد اب اس امر کی طرف بڑھ رہا ہے کہ انسانیت کو بچانے کے لیے مصنوعی حد بندیوں کو ختم ہونا چاہیے اور تمام اقوام عالم پر مشتمل ایک عالمی حکومت قائم کرنی چاہیے۔

اسلامی روایات میں ایک عالمی اسلامی حکومت کی تشکیل کو امام مہدیؑ کی ایک خصوصیت کے عنوان سے متعارف کرایا گیا ہے۔ اسلامی روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امامؑ کے زیر سایہ ایک عادلانہ عالمی حکومت قائم ہوگی، دنیا کے تمام فراعنہ اور بڑے اور چھوٹے قارون مزاج افراد کی بساط لپیٹ دی جائے گی اور پوری دنیا میں عدل و انصاف کا پرچم لہرائے گا۔ تمام دنیا ایک سرخوشی کے عالم میں ہوگی اور نوع بشر سے ایک بے کدورت خالص دوستی اور عشق دنیا کو گھیرے ہوئے ہوں گے۔

امام محمد باقرؑ فرماتے ہیں: ''جب امام قائم (عج) قیام کریں گے تو تمام باطل حکومتیں معدوم ہو جائیں گی'' (۲۵۵)۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

"اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ" حج۔۴۱۔

ترجمہ: وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں

گے، نیکی کا حکم کریں گے اور برائی سے منع کریں گے اور تمام امور کا انجام خدا کے لیے ہی ہے۔

اس آیت مجیدہ کی تفسیر میں مذکور ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے امام مہدیؑ کی حکومت کی خصوصیات کو بیان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو شرق و غرب کا اقتدار عطا کرے گا۔ اللہ کا دین آشکار ہوگا اور آپ کے اور آپ کے دوستوں کے ذریعہ سے بدعات کا قلع قمع ہو جائے گا۔ آپ کے ذریعہ سے اللہ حق کو دوبارہ زندگی عطا کرے گا اور پوری دنیا میں کہیں بھی ظلم و ستم کا نشان باقی رہے گا۔ آپ نیکیوں کا حکم دیں گے اور برائیوں سے منع کریں گے تمام امور کی بازگشت خدا کے ہاتھ میں ہے۔ (۲۵۶)

آپ نے فرمایا: حضرت قائمؑ کے قیام کے وقت اسلام تمام ادیان پر غالب آجائے گا۔ (۲۵۷)

الغرض عالمی حکومت کے قیام اور فاسد حکومتوں پر غلبہ حاصل کرنے کے لیے چند چیزوں کی اشد ضرورت ہے۔

۱۔ غیر محدود قوت پر بھروسہ

۲۔ تمام دنیا کا علمی احاطہ

۳۔ جامع و کامل قوانین کی موجودگی

۴۔ ہر لغزش اور اشتباہ سے برتری۔

امام مہدیؑ میں یہ چاروں اوصاف بدرجہ اتم موجود ہوں گے۔

**سوال ۸۱: امام مہدیؑ کے زمانہ میں دنیا کی عمومی حالت کیا ہوگی؟**

**جواب:** احادیث سے معلوم ہوتا کہ جب امام عالی مقام ظہور فرمائیں گے اور مشرق و مغرب پر تسلط قائم کر کے ایک عالمی اسلامی حکومت قائم کریں گے تو آپ لائق و فائق عمال مقرر

کریں گے اور وہ اپنی جدوجہد سے تمام زمین کو آباد کریں گے۔ امام مہدیؑ کے پاس ان کی مملکت کے حالات وحوادث کی خبر ہوگی اور زمین کا چپہ چپہ آپ کی نظر میں ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح سے ہوگا۔ آپ کے اصحاب بھی دور سے آپ کا مشاہدہ کریں گے اور آپ سے گفتگو کریں گے۔ آپ پوری روئے زمین پر عدل وانصاف کو رواج دیں گے۔ آپ کی عادلانہ روش کی وجہ سے لوگوں کی باہمی محبتیں بڑھیں گی اور تمام رعایا صدق وصفا کے ماحول میں زندگی بسر کرے گی۔ کوئی کسی کی اذیت کے درپے نہ ہوگا۔ لوگوں کی اقتصادی حالت اتنی سدھر جائے گی کہ ڈھونڈھنے پر بھی کہیں مستحق زکوٰۃ نہ ملے گا۔ نفع بخش بارشیں ہوں گی اور تمام زمین آباد وشاداب ہوگی۔ زمین اپنی برکات کا اظہار کرے گی۔ آپ کے دور میں ضروری زرعی اصلاحات عمل میں لائی جائیں گی۔ لوگوں کی خدا کی طرف توجہ بڑھ جائے گی اور خدا کی نافرمانی سے گریز کرنے لگیں گے۔

مملکت کا سرکاری دین اسلام ہوگا اور ہر جگہ سے توحید کا غلغلہ بلند ہوگا۔ آپ کے عہد حکومت میں شاہراہوں پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ خاص شاہراہوں کو ساٹھ ہاتھ چوڑا کیا جائیگا۔ سڑکیں بنانے میں اس قدر اہتمام کیا جائیگا کہ جو مساجد راستے میں رکاوٹ بن رہی ہوں گی انہیں مسمار کر دیا جائے گا۔ پیدل چلنے والوں کے لئے فٹ پاتھ بنائے جائیں گے۔ سوار افراد سڑکوں پر سفر کریں گے اور پیدل چلنے والے علیحدہ فٹ پاتھوں پر چلیں گے۔

لوگوں نے گلیوں میں جو رکاوٹیں کھڑی کر کے گلیوں کو بند کیا ہوگا وہ رکاوٹیں دور کردی جائیں گی اور گلیوں کو غلاظت سے محفوظ رکھنے کے لئے گلیوں میں بیت الخلاء کی تعمیر پر پابندی عائد کردی جائے گی۔ لوگوں کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اپنے پرنالوں کا رخ گلیوں کی طرف نہ کریں۔ اس زمانہ میں مساجد کی تعمیر میں بھی انقلابی تبدیلیاں لائی جائیں گی۔ مساجد کی ظاہری زیب وزینت ختم کرادی جائے گی، سادگی کو رواج دیا جائے گا اور

مساجد کے مینار اور بغلی کمرے گرادیئے جائیں گے۔ آپ کے عہد حکومت میں لوگوں کو عقلی سطح بلند ہوگی، عمومی معاملات کی سطح بڑھ جائے گی اور عوام الناس میں اتنی قابلیت پیدا ہوجائے گی کہ پردہ نشین عورتیں بھی مقدمات کا فیصلہ کرسکیں گی۔

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: علم و دانش کے ستائیس (۲۷) حصے ہیں لیکن اس وقت تک صرف اس کے دو حصے ہی لوگوں میں تقسیم کیے گئے ہیں اور جب ہمارے قائم (عج) قیام کریں گے تو باقی پچیس حصوں کو بھی ظاہر کریں گے اور لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ (۲۵۸)

لوگوں کا ایمان کامل ہوجائے گا اور ان کے دل کینہ سے خالی ہوجائیں گے۔ (۲۵۹)

**سوال ۸۲: کیا یہ صحیح ہے کہ شیطان امام زمانہ (عج) کے ہاتھوں قتل کردیا جائے گا؟**

**جواب:** وہب بن جمیع کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ جب شیطان نے اللہ تعالیٰ سے روز قیامت تک کی مہلت طلب کی تھی تو اللہ تعالیٰ اسے جواب میں فرمایا: ''فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ٥ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ'' (سورۂ حجر آیت ۳۸۔۳۷) (تجھے وقت معلوم کے دن تک مہلت دی جاتی ہے) **آپ یہ فرمائیں کہ ''وقت معلوم''** سے کیا مراد ہے؟

آپ نے فرمایا: ''کیا تم سمجھتے ہو کہ 'وقت معلوم' سے روز قیامت مراد ہے؟ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے قائم (عج) کے قیام کے دن تک شیطان کو مہلت دی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ انہیں مبعوث کرے گا تو آپ مسجد کوفہ میں جائیں گے۔ اس وقت شیطان زانوؤں کے بل چلتے ہوئے وہاں آئے گا اور کہے گا: ہائے اس دن کی میری بدنصیبی! اس وقت حضرت مہدی (عج) اس کی پیشانی کے بالوں سے پکڑ کر اس کی گردن کاٹ دیں گے اور وہ دن 'وقت معلوم' ہے اور اس دن شیطان کو ملی ہوئی مہلت تمام ہوجائے گی'' (۲۶۰)

ہمارے خیال میں شیطان کو قتل کرنے سے یہ مراد ہے کہ امام زمانہؑ کے درخشاں عہد حکومت میں اس کے فساد و انحراف کی جڑیں کاٹ دی جائیں گی۔اس دن ابلیسی مکروفریب کا نظام ختم ہو جائے گا، ابلیسی نظریات ختم ہو جائیں گے اور عقل وایمان کی حکومت قائم ہوگی۔

**سوال ۸۳:ظہور کے بعد امام زمانہ (عج) کا رہن سہن کیسا ہوگا؟**

**جواب:** عام طور پر ہم نے لوگوں کو دیکھا ہے کہ جب اتفاق سے انہیں کوئی اچھا منصب اور عہدہ مل جائے تو ان کی زندگی کا انداز یکسر بدل جاتا ہے اور دنیاوی آسائش میں کھو جاتے ہیں۔لیکن خدا نے جنہیں نبوت و امامت کے عظیم مناصب پر فائز کیا ہے جب وہ اقتدار حاصل کرتے ہیں تو ان کی عاجزی اور سادگی میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ اپنے لیے نسبتاً سخت زندگی کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ ان کی رعایا کسی احساس کمتری میں مبتلا نہ ہو۔

حکام بالا کی پر تعیش زندگی بہت سے اجتماعی مفاسد کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے ان کے بیہودہ اخراجات صرف ان تک اور ان کے منظور نظر اشرافیہ طبقہ تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ پورے اہل مملکت اس سے متاثر ہوتے ہیں۔

امام علی رضا علیہ السلام نے قائم آل محمد علیہ السلام کے متعلق فرمایا:

قائم آل محمد (عج) کا لباس کھردرے کپڑوں پر مشتمل ہوگا اور انتہائی کم قیمت اور سادہ غذا کھائیں گے'' (۲۶۱)۔

**سوال ۸۴:امام زمانہ (عج) کس طرح سے اور کس کے ہاتھوں جام شہادت نوش کریں گے؟**

**جواب:** امام زمانہ (عج) کی شہادت یا ان کی وفات کے متعلق مختلف روایات ہیں۔اس بحث کے وقت امام حسنؑ کے اس فرمان کو ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیے۔

آپ نے فرمایا: ''ہم تمام امام یا تو زہر سے قتل ہوں گے یا شہید ہوں گے'' (۲۶۲)

امام زمانہؑ کی رحلت کے متعلق روایات میں اختلاف ہے کچھ روایات بتاتی ہیں کہ آپ طبعی وفات پائیں گے اور کچھ دوسری روایات میں مذکور ہے کہ آپ شہید ہوں گے۔آپ کی شہادت کی روایات طبعی موت کی روایات پر برتری رکھتی ہیں۔

آپ کی شہادت کی روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے۔

امام جعفر صادقؑ نے قران مجید کی آیت "ثُمَّ رَدَدْنَا لَكُمُ الْكَرَّةَ عَلَيْهِمْ" (سورۂ بنی اسرائیل آیت ٦) (اس کے بعد ہم نے تمہیں دوبارہ ان پر غلبہ دیا) کی تاویل کرتے ہوئے فرمایا: اس سے امام حسینؑ اور ان کے ستر ساتھیوں کا امام زمانہ (عج) کے دور میں اٹھایا جانا مراد ہے۔اس وقت امام حسینؑ اور ان کے ساتھیوں کے سروں پر سونے کی خودیں رکھی ہوئی ہوں گی۔لوگوں کو امام حسینؑ کی رجعت اور واپسی کی اطلاع دی جائے گی تاکہ اہل ایمان کسی شک وشبہ میں مبتلا نہ ہوں۔

اس وقت امام مہدیؑ لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے۔جب تمام اہل ایمان امام حسینؑ کو پہچان لیں گے اور تائید کریں گے کہ واقعی یہ امام حسینؑ ہیں تو اس وقت امام مہدیؑ کی وفات کا وقت آجائے گا۔وہ جہاں سے رخصت ہو جائیں گے امام حسینؑ انہیں غسل وکفن دیں گے اور انہیں حنوط کریں گے اور انہیں دفن کریں گے کیونکہ غیر امام، امام کو غسل نہیں دے سکتا۔(۲۶۳)

امام زمانہ (عج) کس طرح سے شہادت پائیں گے تو اس کے لئے روایت میں مذکور ہے جب ستر سال پورے ہوں گے تو آپ کی موت واقع ہوگی۔قبیلہ بن تمیم کی ایک عورت جس کا نام "سعیدہ" ہوگا، وہ آپ کو شہید کرے گی۔اس عورت کی خصوصیت یہ ہوگی کہ مردوں کی طرح اس کی ڈاڑھی ہوگی۔امامؑ اُس کے گھر کے سامنے سے گزر رہے ہوں گے وہ اوپر سے آپ پر وزنی پتھر لڑھکائے گی۔جس سے آپ کی شہادت واقع ہوگی۔

آپ کی شہادت کے بعد امام حسینؑ آپ کو غسل وکفن دے کر دفن کریں گے (۲۶۴)۔

درج بالا روایت کے متعلق ہم یہ واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہ روایت سند قطعی سے وارد نہیں ہے اور یہ خبر متواتر بھی نہیں ہے۔

**سوال ۸۵: امام زمانہ (عج) کو غسل کون دے گا اور ان کی نماز جنازہ پڑھ کر کون انہیں دفن کرے گا؟**

**جواب:** مذہب شیعہ کا یہ ایک قطعی اور مسلم الثبوت عقیدہ ہے کہ امام کو امام ہی غسل دیتا ہے اور اس پر نماز جنازہ پڑھتا ہے اور اسے دفن کرتا ہے۔

امام علی رضاؑ کا فرمان ہے:

''ان الامام لا یغسله الا الا مام ''امام کو امام ہی غسل دیتا ہے۔(۲۶۵)

اس لیے ضروری ہے کہ امام کو کوئی امام ہی غسل دے۔اب سوال یہ ہے کہ وہ کون سے امام ہیں جو حضرت امام زمانہ (عج) کو غسل وکفن دیں گے؟

روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؑ دنیا میں واپس تشریف لائیں گے اور وہی امام شہید کو غسل دیں گے۔

احمد بن عقبہ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ کسی نے امام جعفر صادقؑ سے پوچھا: کیا رجعت صحیح ہے؟

آپؑ نے فرمایا: جی ہاں۔سائل نے کہا کہ پھر سب سے پہلے کون اس دنیا میں واپس آئے گا؟

امام صادقؑ نے فرمایا کہ امام حسینؑ قائمؑ کے ظہور کے بعد دنیا میں واپس تشریف لائیں گے۔سائل نے کہا: کیا تمام لوگ آپ کے ساتھ ہوں گے؟ آپ نے فرمایا نہیں، ایسا

ہوگا جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے: "یَوْمَ یُنْفَخُ فِی الصُّوْرِ فَتَاْتُوْنَ اَفْوَاجًا" (سورۂ نباء آیت ۱۸) جس دن صور پھونکا جائے گا تو تم گروہ در گروہ آؤ گے۔

آپ نے فرمایا: امام حسینؑ شہدائے کربلا کو ساتھ لے کر تشریف لائیں گے اور ان کے علاوہ حضرت موسیٰؑ بن عمران بھی تشریف لائیں گے اور ان کے ساتھ ستر نبی بھی ہوں گے۔ حضرت قائم (عج) اپنی انگشتری امام حسینؑ کے سپرد کریں گے اور جب قائم کی رحلت ہوگی تو امام حسینؑ انہیں غسل و کفن و حنوط دیں گے اور انہیں دفن کریں گے۔ (۲۶۶)

**سوال ۸۶: امام (عج) کی شہادت کے بعد کیا ہوگا؟**

**جواب:** اس سوال کے جواب کے لیے ہمیں دو طرح کی روایات دکھائی دیتی ہیں۔

۱۔ بعض روایات میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ امام حسینؑ اور دوسرے ائمہ کرام زمانہ رجعت میں تشریف لائیں گے۔ جیسا کہ امام جعفر صادقؑ سے منقول ہے کہ آپ نے "ثُمَّ رَدَدْنَا لَکُمُ الْکَرَّۃَ عَلَیْھِمْ" کی آیت کی تاویل میں ارشاد فرمایا: اس سے امام حسینؑ اور ان کے ستر ساتھیوں کی امام قائم (عج) کے زمانہ میں رجعت مراد ہے۔ ان کے سروں پر سونے کے خود ہوں گے۔ لوگوں کو امام حسینؑ کی واپسی کی خبر دی جائے گی تا کہ اہل ایمان کسی شک و شبہ میں مبتلا نہ ہوں۔ اس وقت حضرت حجتؑ لوگوں کے درمیان موجود ہوں گے اور جب لوگوں کے دلوں میں امام حسینؑ کی معرفت و ایمان پختہ ہو جائے گا تو حضرت قائم کی وفات واقع ہوگی۔ امام حسینؑ انہیں غسل و کفن دیں گے اور انہیں دفن کریں گے کیونکہ وصی کے علاوہ کوئی دوسرا کسی وصی کی تجہیز و تدفین نہیں کر سکتا۔ (۲۶۷)

۲۔ مذکورہ روایت کے برعکس کچھ روایات میں مذکور ہے:

جب قائم آل محمدؐ دنیا سے رخصت ہوں گے یا شہید ہوں گے تو اس کے چالیس دن بعد قیامت برپا ہو جائے گی۔ مردے قبروں سے اٹھائے جائیں گے، انہیں محشر کے

حساب وجزا کے لیے آمادہ کیا جائے گا اور جو کچھ ان سے سرزد ہوا ہے خدا اس کو زیادہ بہتر جانتا ہے وہی ولی توفیق وصواب ہے (۲۶۸)۔

شیخ حر عاملی اپنی کتاب ''ایقاظ'' میں لکھتے ہیں۔

ممکن ہے کہ چالیس دن سے ایام رجعت مراد ہوں۔ اور لفظ ''چالیس'' سے ایام کی کمی کو ظاہر کیا گیا ہو کیونکہ اصول یہ ہے کہ جب عرب کسی چیز کی کثرت کو ظاہر کرتے ہیں تو اس کیلئے ''ستر'' کا استعارہ استعمال کرتے ہیں اور جب کسی چیز کی کمی کو ظاہر کرتے ہیں تو اس کے لئے چالیس کا استعارہ استعمال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک احتمال یہ بھی ہے کہ چالیس دنوں سے چالیس ہزار سال مراد ہوں جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

اِنَّ یَوْمًا عِنْدَ رَبِّكَ كَاَلْفِ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ " (سورۂ حج آیت ۴۸) تمہارے رب کے نزدیک ایک دن تمہاری گنتی کے مطابق ہزار سال کا ہوتا ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری قسم کی روایات میں جس قیامت کے بپا ہونے کا ذکر کیا گیا ہے اس سے قیامت صغریٰ یعنی رجعت مراد ہو۔ کیونکہ رجعت کو بھی قیامت کے الفاظ سے بیان کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے اور عین ممکن ہے کہ قیامت کے لفظ کا اطلاق دونوں پر ہو۔ (۲۶۹)

# فصل ششم

## زمانہ غیبت میں شیعوں کے فرائض

**سوال ۸۷: زمانہ غیبت میں شیعوں کی تکلیف شرعی کیا ہے؟**

**جواب:** اہل بیت طاہرین نے اپنی احادیث کے ذریعہ سے زمانہ غیبت کے متعلق اپنے شیعوں کی تکلیف شرعی کو متعین کیا ہے جن میں کچھ فرائض حسب ذیل ہیں:

**۱۔امام زمانہ (عج) کی پہچان۔**

زمانہ غیبت میں شیعوں کا فریضہ ہے کہ وہ امام زمانہ (عج) کی معرفت حاصل کریں اور آپ کی صفات وآداب اور خصوصیات وعلامات سے واقفیت پیدا کریں۔ کیونکہ آپ کی اطاعت واجب ہے اور جس کی اطاعت واجب ہو تو اسکی ذات وصفات کا جاننا بھی ضروری ہوتا ہے تاکہ اگر کل کلاں کوئی شخص اس مقام کا جھوٹا دعویٰ کرے تو انسان کو کسی طرح کی غلط فہمی نہ ہو۔ جھوٹے دعویداروں کے جال میں پھنسنے سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ انسان کو حضرت حجت (عج) کی صفات کا علم ہو۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: انسان پر واجب ترین فرض اللہ کی معرفت اور اس کی بندگی کا اقرار ہے۔۔۔۔۔۔۔اس کے بعد رسول خداؐ کی پہچان اور ان کی نبوت کی گواہی دینا فرض ہے۔۔۔۔۔۔۔اسکے بعد امام کے نام وصفات کی پہچان واجب ہے تاکہ سختی اور راحت میں اس کی اقتدا کر سکے۔ (۲۷۰)

**۲۔حضرت کے ظہور کا انتظار۔**

اس ذمہ داری کے متعلق ہم نے کتاب ہذا میں علیحدہ سوال قائم کیا ہے لہذا ہم یہاں اس کی تفصیل سے گریز کرتے ہیں۔

**۳۔ حضرت کے فراق میں محزون ہونا۔**

یہ امام زمانہ (عج) سے دوستی اور اشتیاق کی دلیل ہے۔ امام علی رضاؑ فرماتے ہیں:

''جب آب شیرین (امام زمانہ) غائب ہوگا تو بہت سے جگر سوختہ مرد اور جگر سوختہ عورتیں غمگین وملول ہوں گی۔ (۲۷۱)

امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں: جو شخص ہم پر روا رکھے جانے والے ظلم کی وجہ سے غمگین ہو تو اس کا سانس لینا بھی تسبیح کے مترادف ہے اور ہماری وجہ سے اس کا غمگین رہنا بھی عبادت ہے اور ہمارے رازوں کو مخفی رکھنا اس کے لئے خدا کی راہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔ (۲۷۲)

**۴۔ حضرت کے لیے دعا کرنا۔**

اس مسئلہ کی وضاحت ہم نے علیحدہ عنوان کے تحت کی ہے۔ لہذا اس سے رجوع کریں۔

**۵۔ حضرت کی نیابت میں صدقہ دینا۔**

یہ حضرت سے مودت اور دوستی کی علامت ہے۔ سید ابن طاؤسؒ۔ اپنی کتاب ''کشف المحجہ'' میں اپنے فرزند کو نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

امام زمانہ (عج) کی اس طرح سے پیروی اور وفاداری کرو کہ اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امام زمانہ (عج) اور ان کے آباء واجداد تم سے راضی ہو جائیں۔ امام زمانہ (عج) کی حاجات کو اپنی حاجات پر مقدم رکھو جب کہ نماز ہائے حاجت ادا کیا کرو۔ اپنی طرف سے صدقہ دینے سے قبل امام زمانہ (عج) کی نیابت میں صدقہ دو اور اپنے دعا کرنے سے پہلے

آنحضرتؑ کے لئے دعا کرو جب تم ایسا کرو گے تو امام زمانہ (عج) کی توجہ کے قابل بن جاؤ گے اور امامؑ تم پر احسان کریں گے۔ (۲۷۳)

**۶۔ حضرت کی نیابت میں حج کرنا۔**

یہ عمل شیعوں میں قدیم الایام سے رائج رہا ہے۔ جب شیعہ حجاج اپنے لیے مراسم حج ادا کر لیتے ہیں تو پھر وہ اپنی محبوب ترین شخصیت امام زمان (عج) کی نیابت میں اعمال حج بجالاتے ہیں۔

جو بھی شخص ایسا کرے گا تو اس کا اپنا حج یقیناً بارگاہ احدیت میں مقبول ہوگا لیکن ایسا کرنے سے قبل یہ دیکھنا ضروری ہے کہ جس رقم سے وہ امام زمان کی نیابت میں حج کر رہا ہے کیا وہ رقم پاک بھی ہے؟ کہیں ناجائز ذرائع سے حاصل کردہ تو نہیں اور کیا اس میں سے خمس اور دیگر حقوق الہیہ بھی ادا کئے گئے ہیں یا نہیں؟

**۷۔ حضرت کا نام سن کر تعظیم کے لیے کھڑا ہونا۔**

ایک حقیقی شیعہ کو چاہئے کہ جب وہ امام زمانہ (عج) کا نام سنے تو تعظیم کے لیے کھڑا ہو جائے اور اسی تعظیم کے تقاضے اس وقت مزید بڑھ جاتے ہیں جب امامؑ کو لفظ ''قائم'' سے یاد کیا جائے۔ ہمارے بعض ائمہ طاہرین سے بھی یہ عمل منقول ہے اس موضوع پر ہم پہلے گفتگو کر چکے ہیں لہذا سر دست اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

**۸۔ اپنے ایمان کی حفاظت کی دعا کرتے رہنا۔**

زمانہ غیبت میں دل کے جزیرے پر انتہائی خطرناک موجیں اٹھتی ہیں۔ اس دوران شیعان آل محمدؐ کو چاہیے کہ دل کے ایمانی ثبات کے لیے خدا سے دعائیں مانگیں۔

سید ابن طاؤس ''مہج الدعوات'' میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے امام صادقؑ کی خدمت میں عرض کیا: مولا! زمانہ غیبت میں آپ کے شیعوں کو کیا کرنا چاہیے؟

آپ نے فرمایا: اس دور میں تمہیں دعا کرنی چاہیے اور کشائش کی گھڑی کا انتظار کرنا چاہیے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا: فرزند رسول! اس دور میں کونسی دعا مانگنی چاہیے؟

امامؑ نے فرمایا: تمہیں یہ دعا مانگنی چاہیے۔

"اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَرَّفْتَنِی نَفْسَكَ وَ عَرَّفْتَنِی رَسُولَكَ وَ عَرَّفْتَنِی مَلَائِكَتَكَ وَ عَرَّفْتَنِی نَبِيَّكَ وَعَرَّفْتَنِی وُلَاةَ اَمْرِكَ، اَللّٰهُمَّ لَا اٰخُذُ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَ وَلَا اَوْقَى اِلَّا مَا وَقَيْتَ ، اَللّٰهُمَّ لَا تُغَيِّبْنِی عَنْ مَنَازِلِ اَوْلِيَآئِكَ وَلَا تُزِغْ قَلْبِی بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنِی اَللّٰهُمَّ اهْدِنِی لِوِلَايَةِ مَنْ فَرَضْتَ طَاعَتَهُ" (۲۷۴)۔

ترجمہ: خدایا! تو نے مجھے اپنی اور اپنے رسول ﷺ اور اپنے ملائکہ اور اپنے نبی اور اپنے والیان امر کی معرفت کرائی ہے۔ خدایا! میں اس کو ہی لیتا ہوں جو تو عطا کرتا ہے اور تیرے علاوہ میرا کوئی نگہبان نہیں ہے۔ خدایا! مجھے اپنے دوستوں کی منازل سے دور نہ رکھنا اور ہدایت کے بعد میرے دل کو ٹیڑھا ہونے سے محفوظ رکھنا۔ خدایا! جس کی تو نے مجھ پر اطاعت واجب کی ہے، اس کی ولایت کی مجھے ہدایت عطا فرما۔

**۹۔ اصلاح معاشرہ کے لیے کوشاں رہنا، نیکیوں کا حکم دینا اور برائیوں سے روکنا۔**

حضرت حجت (عج) کے شیعوں اور عاشقوں کا ایک اہم فریضہ مقدور بھر معاشرہ کی اصلاح کرنا ہے اور اصلاح معاشرہ سے قبل ہر شخص کو اپنی اصلاح کرنی چاہیے۔ جب انسان اپنی اصلاح کر لے تو پھر معاشرہ میں پھیلی ہوئی برائیوں اور بدعات کو ختم کرنے کی جدوجہد کرے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کو انجام دے اور امت اسلامیہ کے اجتماعی امور میں بھرپور حصہ لے کیونکہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص مسلمانوں کے امور سے غفلت برت کر صبح کرے تو مسلمان ہی نہیں ہے اور جو کسی ایسے انسان کی فریاد سنے جو مسلمان سے مدد طلب کر رہا ہو اور وہ اس آواز پر لبیک نہ کہے تو وہ

مسلمان نہیں ہے۔(۲۷۵)

اس دور کے سب سے بڑے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے والے امام زمانہ(عج) ہیں۔امام عالی مقام کے منتظر معاشرہ کو بھی اس امر میں اپنے امام کی اقتدا کرنی چاہیے۔

۱۰۔تزکیہ وخودسازی۔

امام زمانہ(عج) کے منتظرین کو چاہیے کہ وہ نجس صفات سے اپنے دل کو پاک کریں اور اپنے اندر اعلیٰ اخلاق واوصاف پیدا کریں۔تزکیہ نفس ہر دور میں واجب ہے۔ غیبت امام علیہ السلام میں اس کی زیادہ ضرورت ہے کیونکہ جو مومن یہ خواہش رکھتا ہو کہ خدا اسے ناصرین امام زمانہؑ میں سے قرار دے تو اسے اپنے نفس کو رذائل سے پاک کرنا چاہیے اور فضائل سے اپنے آپ کو آراستہ کرنا چاہیے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:"جو امام زمانہ(عج) کا ساتھی بننے کا خواہش مند ہو تو اسے امام کا منتظر بننا چاہیے اور اسے چاہیے کہ وہ پرہیز گاری اور اچھے اوصاف سے اپنے آپ کو آراستہ کرے اگر وہ اس حالت میں مر بھی گیا تو قائم آل محمدؑ کے دور میں وہ زندہ کیا جائے گا اور اسے وہی جزا ملے گی جو حضرت کا دیدار کرنے والوں کو ملے گی۔لہذا تم کوشش کرو اور انتظار میں رہو۔اے رحمت خدا کے لیے مخصوص گروہ!تمہیں یہ سعادت مبارک ہو"۔(۲۷۶)

اس کے علاوہ مومنین کو چاہیے کہ وہ ہمیشہ حضرت کے دیدار کے اشتیاق کا اظہار کریں اور خدا سے اُن کی معرفت کی دعا نگیں، دلی طور پر امام(عج) کی مدد کا قصد کریں اور حضرت کی زیارت پڑھیں اور آپ پر سلام پڑھیں۔آپ کے حضور نمازوں کا ہدیہ روانہ کریں اور لوگوں کو آپ کی دعوت دیں اور ہمیشہ دعا مانگیں کہ امام زمانہؑ کو کبھی بھی ذہن سے

فراموش نہ کریں نیز دینی بھائیوں کے حقوق ادا کریں۔

**سوال ۸۸: انتظار کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟**

جواب۔ زمانہ غیبت میں شیعان آل محمدؐ کی اہم ترین تکلیفِ شرعی امام زمانہ (عج) کا انتظار ہے۔

لغت میں انتظار کے معنی ''کسی کی آمد کے اشتیاق میں گھڑیاں گننے'' کے ہیں اور منتظر کے لیے دو باتوں کا ہونا ضروری ہوتا ہے۔ ۱) وہ بہتری کا طلب گار ہوتا ہے۔ ۲) وہ اپنی موجودہ حالت سے غیر مطمئن ہوتا ہے۔

مثلاً ایک بیمار صحت کا منتظر ہوتا ہے (تو اس کا مفہوم یہی ہے کہ وہ اپنی بیماری سے ناخوش ہے اور صحت کا طلبگار ہے)۔ ایک باپ کا بیٹا پردیس گیا ہوا ہے اور وہ اپنے بیٹے کی واپسی کا منتظر ہے۔ (اسکا بھی یہی مفہوم ہے کہ باپ کو بیٹے کی جدائی ناپسند ہے اور وہ اس کی واپسی کا خواہش مند ہے۔)

اسی طرح سے امام زمانہ (عج) کا انتظار بھی ان دو پہلوؤں پر محیط ہے کہ حضرت کا انتظار کرنے والا موجودہ حالات و واقعات میں ناخوش ہے اور موجود حالات سے نجات حاصل کرنے کے لیے امام زمانہ (عج) کا انتظار کر رہا ہے۔

اگر انتظار کے فلسفہ کا یہ نتیجہ نکالا جائے کہ زمانہ غیبت میں ہماری ذمہ داری صرف یہی ہے کہ ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھر کر بیٹھ جائیں اور امامؑ کا انتظار کریں کہ وہ آئیں گے اور حالات کو صحیح کریں گے اور یہ کہ اصلاح معاشرہ کے لیے ہماری کوئی ذمہ داری نہیں ہےتو یقیناً اس طرح کا نتیجہ غلط اور حقیقت کے منافی ہوگا۔ مخالفین شیعہ نے شیعوں کو بدنام کرنے کے لیے اس طرح کے نظریات ان کے سر پر تھوپے ہیں۔ جب کہ اس طرح کی منفی آئیڈیالوجی کی مذہب شیعہ میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

استاد مظفر اس کے متعلق رقم طراز ہیں:

''اس سلسلہ کے متعلق ہمیں یہ بات جان لینی چاہیے کہ ایک نجات دہندہ مصلح کے ظہور کے انتظار کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس کی آمد تک تمام مسلمان دین کی تباہی کا منظر خاموشی سے دیکھتے رہیں، احکام اسلامی پر عمل نہ کریں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے الٰہی فرائض کو خیر باد کہہ دیں اور یہ تمام فرائض امام زمانہ (عج) کے سپرد کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لیں۔

حقیقت یہ ہے کہ زمانہ غیبت میں احکام شرعی کی ذمہ داریاں مسلمانوں پر واجب رہتی ہیں اور مسلمانوں کے لیے ضروری ہے کہ وہ حقیقت کو درک کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور حقیقت تک جانے والے راستوں سے تمسک کریں اور جہاں تک ان کی استطاعت ہو اس کے مطابق امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دیں۔ امام زمانہ (عج) کی غیبت کا بہانہ تراش کر کوئی بھی شخص اپنی شرعی ذمہ داریوں سے آزاد نہیں ہو سکتا۔ انتظار امام سے کوئی شرعی فریضہ ساقط نہیں ہوتا، نہ کسی شرعی فریضہ کو اس بہانے مؤخر کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی انتظار امام (عج) کا نام لے کر کوئی شخص جانور کی طرح سے اپنی ذمہ داریوں سے کنارہ کشی کر سکتا ہے'' (۲۷۷)۔

جی ہاں! ''انتظار'' کا انکار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر وجود انسان سے انتظار کی نفی کر دی جائے تو انسان بے حس و حرکت اور منجمد وجود میں تبدیل ہو جائے گا۔ جب کہ ایک منتظر انسان ایک ایسا انسان ہے جو امید کی کرنوں سے معمور ہے، اسے جستجو ہے، وہ دشمن شکن، بلند پرواز، صاحب سوز و گداز، حساب رس، حساب گر، خود آگاہ، زمانہ شناس، وسیع سینہ رکھنے والا اور محبوب کی یاد میں مضطرب رہنے والا ہوتا ہے۔

انتظار کرنے والے کو جب فلسفہ انتظار کا ادراک ہوتا ہے تو وہ اپنے محبوب کے لئے راستہ ہموار کرنے لگتا ہے۔ جس کو اپنے آقا و مولا کا جتنا زیادہ انتظار ہو گا وہ اس کے لیے

اتنی ہی جانفشانی سے کام کرے گا۔ اپنے معصوم امام کے انتظار کی وجہ سے گناہوں سے پرہیز کرے گا، تہذیب نفس کے لیے کوشاں ہوگا، اپنے آپ کو صفات رذیلہ سے پاک کرے گا اور اپنے آپ کو اعلیٰ اوصاف سے متصف کرے گا۔ جب کوئی شخص ان شرائط کو پورا کرے گا تو اسے زمانہ غیبت میں بھی امام کا جمال دلبر با دکھائی دے گا۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو چاہتا ہو کہ امام کے مددگاروں میں سے بنے اسے چاہیے کہ وہ امام کا منتظر بنے اور پرہیزگاری اور اچھی عادات پر عمل کرے اور جو ایسا کرے گا وہی منتظر ہوگا۔ اگر وہ اس حالت میں مرجائے تو قائمؑ اسے مرنے کے بعد اٹھائیں گے اور وہ ان لوگوں کی مانند ہوگا جنہوں نے امام (عج) کا زمانہ پایا ہوگا (۲۷۸)۔

خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ''انتظار'' امید اور روشن کل کی نوید ہے اور منتظر ہمیشہ پر امید اور با امید زندگی بسر کرتا ہے۔ اسی شوق دیدار کی وجہ سے راستے کی تمام رکاوٹوں کو ہٹاتا ہے، راستہ ہموار کرتا ہے، چوروں، اچکوں، دھوکہ بازوں اور جھوٹوں سے ٹکراجاتا ہے، ''امام منتظر'' کی عادلانہ حکومت کے دیدار کا امیدوار رہتا ہے اور زبان حال سے یہ کہتا ہوا دکھائی دیتا ہے:

ای دل بشارت می دہم خوش روزگاری می رسد
یادرد وغم طی می شود ،یاشہر یاری می رسد
ای منتظر !غمگین مشو ، قدری تحمل بیشتر
گردی بہ پاشد درافق ،گویی سواری می رسد

اے دل تجھے بشارت دیتا ہوں کہ اچھا دن آنے والا ہے۔ یا تو درد وغم ختم ہوں گے یا شہر یار (امام زمانہ (عج)) آجائیں گے۔

اے منتظر! غمگین نہ ہو کچھ دیر تحمل کر۔ افق میں جو گرد دکھائی دے رہی ہے تو سمجھ لے کہ سوار

آنے ہی والا ہے۔

**سوال ۸۹: انتظار کی کیا فضیلت ہے؟**

**جواب**۔ روایات اسلامی میں امامؑ کے منتظرین کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ہم یہاں بطور نمونہ صرف چار روایات پر اکتفا کرتے ہیں۔

۱۔ جعفر بن ابی دلف کہتے ہیں کہ میں نے امام علی رضاؑ سے سنا۔ آپ نے فرمایا: میرے اس فرزند محمد تقیؑ کے بعد اس کا بیٹا علی (نقیؑ) امام ہوگا۔ اس کا حکم میرا حکم، اس کی گفتگو میری گفتگو اور اس کی اطاعت میری اطاعت ہوگی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حسن (عسکریؑ) امام ہوگا۔ اس کی گفتگو اسکے والد کی گفتگو ہوگی اور اس کی اطاعت اسکے والد کی اطاعت ہوگی۔ یہ کہہ کر امام علی رضاؑ خاموش ہوگئے۔ میں (راوی) نے عرض کیا: ''فرزند رسول! حسنؑ کے بعد کون امام ہوگا؟''

یہ سوال سن کر آپ بے تحاشہ روئے اور اس کے بعد فرمایا: ''حسن کے بعد اس کا وہ بیٹا امام ہوگا جو حق کا قائم کرنے والا ہوگا اور اس کا انتظار کیا جائے گا۔''

میں (راوی) نے عرض کیا: انہیں ''قائم'' کیوں کہا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس وقت قیام کریں گے جب ان کا ذکر بھی مٹ چکا ہوگا۔ اور ان کی امامت کے بہت سے معتقد ان کی امامت کے عقیدہ سے منحرف ہو چکے ہوں گے۔''

میں نے عرض کیا: انہیں ''منتظر'' کیوں کہا جاتا ہے؟

آپ نے فرمایا: ''انہیں ''منتظر'' کہنے کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک طویل غیبت میں چلے جائیں گے اس دوران جو مخلص افراد ہوں گے وہ ان کے خروج کا انتظار کریں گے، شک وشبہ میں مبتلا افراد ان کا انکار کریں گے، جاہل ان کی یاد کا مذاق اڑائیں گے اور جو اُن

کے ظہور کا وقت مقرر کریں گے وہ جھوٹے ثابت ہوں گے۔ جلدی چاہنے والے ہلاک ہو جائیں گے اوران کے امر امامت کوتسلیم کرنے والے نجات پائیں گے۔(۲۷۹)

۲۔ایک شخص نے امام جعفر صادق سے عرض کیا: ''آپ اس شخص کے متعلق کیا فرماتے ہیں جو ائمہ کی ولایت پہ ایمان رکھتا ہو اور حضرت حق کے ظہور کا انتظار کرتا ہو اور وہ اس حالت میں مر جائے؟''

امامؑ نے فرمایا: ''وہ اس شخص کی مانند ہے جو ان کے خیمہ میں ہو'' کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد آپ یوں گویا ہوئے: ''وہ اس شخص کی مانند ہے جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کے غزوات میں شامل ہو'' (۲۸۰)۔

۳۔فیض بن مختار کا بیان ہے کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا:

''تم میں سے جو اس حالت میں مرے کہ وہ اس امر (ظہور مہدیؑ) کا منتظر ہو تو وہ اس شخص کی مانند ہے جو حضرت قائم (عج) کے خیمہ میں موجود ہو'' پھر آپ کچھ دیر تک خاموش رہے۔اس کے بعد فرمایا: ''نہیں! وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے امام کے سامنے تلوار چلائی ہو۔''

اس کے بعد آپ نے فرمایا: نہیں، خدا کی قسم! وہ اس شخص کی مانند ہے جو رسول کی رکاب میں شہید ہوا ہو۔(۲۸۱)

۴۔امیر المومنینؑ نے فرمایا:

''کشائش (ظہور مہدی) کے منتظر رہو اور اللہ کی رحمت سے مایوسی اختیار نہ کرو۔ بالتحقیق خدا کے نزدیک کشائش کا انتظار کرنا بہترین عمل ہے'' (۲۸۲)۔

**سوال۹۰: انتظار کے فوائد و آثار کیا ہیں؟**

جواب۔ کچھ لوگ اپنی نافہمی کی وجہ سے یہ خیال کرتے ہیں کہ مہدی (عج) کا انتظار انحطاط

اور پسماندگی کا موجب ہے، اپنی ذمہ داریوں سے فرار ہے اور ظلم وستم کے سامنے گردن جھکانے کا ذریعہ ہے۔ کیونکہ ان کے ظہور کے عقیدہ کے نتیجہ میں اصلاح کا تصور دم توڑ دیتا ہے بلکہ اس عقیدہ کا ایک نتیجہ یہ بھی ہے کہ ظلم وستم کو پھیلنے دیا جائے تا کہ ان کے ظہور کے اسباب کی تکمیل ممکن ہو سکے۔

مذکورہ بالا نظریہ سراسر جہالت اور نافہمی کی اساس پر قائم ہے جب کہ آپ کے ظہور کا عقیدہ اصلاح جہان کے لیے انتہائی ممد ومعاون ہے اور یہ نظریہ بہت سی برکات و آثار کا موجب ہے۔ جن میں سے کچھ فوائد حسب ذیل ہیں:

**ا۔ شخصی خودسازی۔**

جب ایک شخص ''مصلح جہانی'' (امام زمانہؑ) کا منتظر ہوگا تو اسے سب سے پہلے اپنے ذہن وقلب کا تذکیہ کرنا ہوگا وہ اعلیٰ سوچ، روحانی ونظریاتی آمادگی سے اپنے آپ کو آراستہ کرے گا کیونکہ اس کے تصور میں یہ خیال موجود ہے کہ مجھے امام زمانہ (عج) کی فوج میں شامل ہوکر برائیوں کے خلاف جہاد کرنا ہے۔ اسی لیے وہ تنگ نظری، کوتاہ فکری، کج بینی، حسد وبغض، بچگانہ اختلاف اور ہر طرح کی منافقت سے اپنے ذہن کو پاک کرے گا۔

اس مقام پر اہم نکتہ یہ ہے کہ امام زمانہ (عج) کا حقیقی منتظر حالات اور معاشرے کی کج رفتاری پر خاموش تماشائی بن کر نہیں رہے گا بلکہ تمام معاشرتی برائیوں کے خلاف عملی طور پر جہاد کرے گا اور انقلابی افراد کی صف میں شمولیت اختیار کرے گا۔

اگر کوئی شخص خود فاسد اور غلط ہو تو اسے کیا ضرورت ہے کہ وہ اس نظام کے نافذ ہونے کا انتظار کرے جہاں فاسد اور غلط کار فرد کی گنجائش نہیں ہے؟

جی ہاں جب کوئی شخص اپنے آقا ومولا کا منتظر بنے گا تو اسے اپنا قلب وذہن کو پاک کرنا ہوگا اور برائیوں اور غلط کاریوں سے کنارہ کش ہونا پڑے گا۔

وہ فوج جسے آزادی بخش اسلامی جہاد کرنا ہوتو اسے مادی ساز و سامان کے علاوہ فکری اور عملی ہتھیاروں سے بھی اپنے آپ کو لیس کرنا ہوتا ہے۔اسی طرح سے وہ افراد جو مصلح جہانی کے منتظر ہونگے تو وہ بھی سب سے پہلے اپنی اصلاح کریں گے اور اپنے دامن کو ہر طرح کی برائیوں سے بچانے کی بھرپور کوشش کریں گے اور اپنی اصلاح کر کے وہ حقیقی منتظر کا درجہ حاصل کریں گے۔

اس سے معلوم ہوا کہ انتظار انحطاط اور پسماندگی کا سبب نہیں بلکہ ارتقاء فکری و روحانی کا ذریعہ ہے۔

**۲۔اجتماعی ذمہ داریوں کی ادائیگی۔**

حقیقی منتظرین کا فریضہ صرف ذاتی اصلاح تک محدود نہیں ہے بلکہ دوسروں کی اصلاح بھی ان کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جس عظیم انقلاب کے منتظر ہیں وہ انفرادی قسم کا انقلاب نہیں ہے وہ اجتماعی اور عالمی انقلاب ہے۔اسی لیے حقیقی منتظرین کی یہ ذمہ داری ہے کہ امام زمانہ کے عظیم انقلاب کے لئے ابھی سے زمین ہموار کریں اور ایک اجتماعی قوت پیدا کریں اور اس قوت کے ذریعہ سے معاشرہ کی اصلاح کا فریضہ سرانجام دیں اور ہر طرح کی کج فکری اور کج رفتاری کا مقابلہ کریں اور معاشرہ کی اصلاح کے لیے فعال اور قائدانہ کردار سرانجام دیں۔

حقیقی منتظر صرف اپنی ذات کی اصلاح پر اکتفا نہیں کرتے وہ دوسروں کی اصلاح کو بھی اپنا وظیفہ جانتے ہیں۔اور یہ انتظار کی برکات میں سے ایک بڑی برکت ہے۔

**۳۔حقیقی منتظر فاسد ماحول میں ضم نہیں ہوتے۔**

بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اکثریت برائیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور ایک اقلیت برائیوں سے اپنے دامن کو بچاتی ہے۔لیکن آخر کار ایک ایسا موقع بھی آتا ہے جب

نیکوکار اقلیت اپنے آپ کو ایک بند گلی میں کھڑا ہوا محسوس کرتی ہے اور وہ یہ سمجھنے لگتی ہے کہ ہماری وعظ و تبلیغ کا اب کوئی فائدہ نہیں رہا۔ لہذا ہمیں دعوت وارشاد کو چھوڑ کر صرف اپنی ذاتی اصلاح تک محدود ہو جانا چاہیے۔

پھر کچھ عرصہ بعد وہ نیک اقلیت یہ محسوس کرتی ہے کہ ہم خواہ مخواہ اکثریت کی نفرت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں ہماری سلامتی اسی میں ہے کہ اپنے آپ کو اکثریت کے رنگ میں رنگ دیں اور اکثریت کے دھارے میں شامل ہو جائیں اور یوں بتدریج وہ فاسد ماحول میں ضم ہو جاتے ہیں۔

''انتظار'' وہ واحد چیز ہے جو افراد کو فاسد ماحول میں ضم ہونے سے بچاتی ہے۔ کیونکہ جب منتظر کو یہ یقین ہوگا کہ مستقبل میں نیکی کو فتح نصیب ہونی ہے اور برائی کو شکست فاش ہونی ہے تو اس طرز تفکر کی وجہ سے وہ اپنے آپ کو غلط کاروں میں شامل ہونے سے بچائے گا اور فتنہ وفساد کی امواج میں بہنے کی بجائے ان سے ٹکرانے پر آمادہ رہے گا وہ زمانہ سازی کی پالیسی سے گریز کرے گا اور وہ اپنی اصلاحی جدوجہد میں کبھی بھی مایوس نہیں ہوگا۔ وہ ہمیشہ پرامید رہے گا اور امید کی یہ کرن ''انتظار'' سے ہی پھوٹتی ہے۔

وعدہ وصل چوں شود نزدیک
آتش عشق تیز می گردد

''وصل کے لمحات جتنے قریب آتے ہیں تو عشق کی آگ اتنی ہی تیز ہو جاتی ہے'' (۲۸۳)

**سوال۹۱: زمانہ غیبت میں ہمیں ظہور امام (عج) کے لیے کون سی دعائیں زیادہ پڑھنی چاہئیں؟**

**جواب۔** زمانہ غیبت میں شیعوں اور منتظر عشاق کو وہ دعائیں پڑھنی چاہئیں جو آل محمدؐ کی طرف سے اور خود امام زمانہ (عج) کی طرف سے وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے یہاں ہم چند

دعائیں نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

ا۔زرارہ بیان کرتے ہیں کہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: مجھے اس جوان پر بڑا ترس آتا ہے جو اپنے قیام سے قبل پردہ غیبت میں جائے گا۔

میں (راوی) نے عرض کیا: وہ کیوں؟

آپؑ نے فرمایا: اسے اپنی جان کا اندیشہ ہوگا۔ یہ کہہ کر آپ نے اپنے شکم کی طرف اشارہ کیا۔ پھر آپؑ نے فرمایا: زرارہ! وہ منتظر ہوگا اور لوگ اس کی ولادت میں شک کریں گے کچھ کہیں گے کہ ان کے والد کے ہاں کوئی اولاد پیدا ہی نہیں ہوئی تھی اور وہ لاولد ہی دنیا سے رخصت ہوئے تھے۔ کچھ کہیں گے کہ وہ ماں کے شکم میں تھے جب ان کے والد کی وفات ہوئی۔ کچھ کہیں گے کہ وہ والد کی وفات سے دو سال قبل پیدا ہوئے تھے۔ الغرض اس کا انتظار کیا جائے گا۔ اللہ اس کے ذریعہ سے ہمارے شیعوں کا امتحان لینا چاہتا ہے۔ ان کی غیبت میں اہل باطل کے شکوک وشبہات کا آغاز ہوگا۔ زرارہ! اگر اس زمانہ کو پاؤ تو یہ دعا پڑھو۔

''اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ نَفْسَکَ لَمْ اَعْرِفْ نَبِیَّکَ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ رَسُوْلَکَ لَمْ اَعْرِفْ حُجَّتَکَ، اَللّٰھُمَّ عَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ فَاِنَّکَ اِنْ لَّمْ تُعَرِّفْنِیْ حُجَّتَکَ ضَلَلْتُ عَنْ دِیْنِیْ'' (۲۸۴)۔

ترجمہ: خدایا! مجھے اپنی معرفت عطا کر۔ اگر تو نے مجھے اپنی معرفت نہ کرائی تو میں تیرے نبی کو نہیں پہچان سکوں گا۔ خدایا مجھے اپنے رسول کی معرفت عطا کر، اگر تو نے مجھے اپنے رسول کی معرفت نہ کرائی تو میں تیری حجت کو نہیں پہچان سکوں گا۔ خدایا مجھے اپنی حجت کی معرفت عطا کر اگر تو نے مجھے اپنی حجت کی معرفت نہ کرائی تو میں اپنے دین سے گمراہ ہو جاؤں گا۔

۲۔ دعائے عہد۔

امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: جو شخص چالیس صبح تک دعائے عہد کو پڑھے تو اللہ اسے قائم آل محمدؐ کے مددگاروں میں سے قرار دے گا اور اگر وہ ان کے ظہور سے پہلے مر گیا تو اللہ اسے ان کی مدد کے لئے زندہ کرے گا اور ہر کلمہ کے عوض اسے ایک ہزار نیکی عطا فرمائے گا اور اس کے ایک ہزار گناہ معاف کرے گا۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ النُّورِ الْعَظِيمِ وَرَبَّ الْكُرْسِيِّ الرَّفِيعِ وَرَبَّ الْبَحْرِ الْمَسْجُورِ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيلِ وَالزَّبُورِ وَرَبَّ الظِّلِّ وَالْحَرُورِ وَمُنْزِلَ الْقُرْاٰنِ الْعَظِيمِ وَرَبَّ الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِينَ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِينَ ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اَسْئَلُكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَبِنُورِ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ وَمُلْكِكَ الْقَدِيمِ، يَاحَيُّ يَا قَيُّومُ اَسْئَلُكَ بِاسْمِكَ الَّذِیۤ اَشْرَقَتْ بِهِ السَّمٰوَاتُ وَالْاَرَضُونَ وَبِاسْمِكَ الَّذِیۤ يَصْلَحُ بِهِ الْاَوَّلُونَ وَالْاٰخِرُونَ ، يَا حَيًّا قَبْلَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا بَعْدَ كُلِّ حَيٍّ وَيَا حَيًّا حِينَ لَا حَیَّ يَا مُحْيِیَ الْمَوْتٰی وَمُمِيتَ الْاَحْيَآءِ يَا حَیُّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ،اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ مَوْلَانَا الْاِمَامَ الْهَادِیَ الْمَهْدِیَّ اَلْقَائِمَ بِاَمْرِكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَعَلٰۤی اٰبَآئِهِ الطَّاهِرِينَ عَنْ جَمِيعِ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ فِیْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَمَغَارِبِهَا سَهْلِهَا وَجَبَلِهَا وَبِرِّهَا وَبَحْرِهَا وَعَنِّیْ وَعَنْ وَالِدَیَّ مِنَ الصَّلَوَاتِ زِنَةَ عَرْشِ اللّٰهِ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ وَمَا اَحْصَاهُ عِلْمُهٗ وَاَحَاطَ بِهٖ كِتَابُهٗ ،اَللّٰهُمَّ اِنِّیۤ اُجَدِّدُ لَهٗ فِیْ صَبِيحَةِ يَوْمِیْ هٰذَا وَمَا عِشْتُ مِنْ اَيَّامِیْ عَهْدًا وَعَقْدًا وَبَيْعَةً لَهٗ فِیْ عُنُقِیْ لَا اَحُولُ عَنْهَا وَلَا اَزُولُ اَبَداً ،اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنْ اَنْصَارِهٖ وَاَعْوَانِهٖ وَالذَّابِّينَ عَنْهُ وَالْمُسَارِعِينَ اِلَيْهِ فِیْ قَضَآءِ حَوَائِجِهٖ وَالْمُمْتَثِلِينَ لِاَوَامِرِهٖ وَالْمُحَامِينَ عَنْهُ وَالسَّابِقِينَ اِلٰی اِرَادَتِهٖ

وَالْمُسْتَشْهَدِيْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ ،اَللّٰهُمَّ اِنْ حَالَ بَيْنِىْ وَبَيْنَهُ الْمَوْتُ الَّذِىْ جَعَلْتَهٗ عَلٰى عِبَادَكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا فَاَخْرِجْنِىْ مِنْ قَبْرِىْ مُؤْتَزِرًا كَفَنِىْ شَاهِدًا سَيْفِىْ مُجَرِّدًا قَنَاتِىْ مُلَبِّيًا دَعْوَةَ الدَّاعِىْ فِى الْحَاضِرِ وَالْبَادِىْ ،اَللّٰهُمَّ اَرِنِى الطَّلْعَةَ الرَّشِيْدَةَ وَالْغُرَّةَ الْحَمِيْدَةَ وَاكْحُلْ نَاظِرِىْ بِنَظْرَةٍ مِّنِّىْ اِلَيْهِ وَعَجِّلْ فَرَجَهٗ وَسَهِّلْ مَخْرَجَهٗ وَاَوْسِعْ مَنْهَجَهٗ وَاَسْئَلُكَ بِىْ مَحَجَّتَهٗ وَاَنْفِذْ اَمْرَهٗ وَاشْدُدْ اَزْرَهٗ وَاعْمُرِ اللّٰهُمَّ بِهٖ بِلَادَكَ وَاَحْيِ بِهٖ عِبَادَكَ فَاِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِى الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِى النَّاسِ فَاَظْهِرِ اللّٰهُمَّ لَنَا وَلِيَّكَ وَابْنَ بِنْتِ نَبِيِّكَ اَلْمُسَمّٰى بِاسْمِ رَسُوْلِكَ حَتّٰى لَا يَظْفَرَ بِشَىْءٍ مِّنَ الْبَاطِلِ اِلَّا مَزَّقَهٗ وَيُحِقَّ الْحَقَّ وَيُحَقِّقَهٗ وَاجْعَلْهُ اَللّٰهُمَّ مَفْزَعًا لِمَظْلُوْمِ عِبَادِكَ وَنَاصِرًا لِمَنْ لَّا يَجِدُ لَهٗ نَاصِرًا غَيْرَكَ وَمُجَدِّدًا لِّمَا عُطِّلَ مِنْ اَحْكَامِ كِتَابِكَ وَمُشَيِّدًا لِّمَا وَرَدَ مِنْ اَعْلَامِ دِيْنِكَ وَسُنَنِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاجْعَلْهُ اَللّٰهُمَّ مِمَّنْ حَصَّنْتَهٗ مِنْ بَاْسِ الْمُعْتَدِيْنَ اَللّٰهُمَّ وَسُرَّ نَبِيَّكَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ بِرُؤْيَتِهٖ وَمَنْ تَبِعَهٗ عَلٰى دَعْوَتِهٖ وَارْحَمْ اِسْتِكَانَتَنَا بَعْدَهٗ ،اَللّٰهُمَّ اكْشِفْ هٰذِهِ الْغُمَّةَ عَنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ بِحُضُوْرِهٖ وَعَجِّلْ لَّنَا ظُهُوْرَهٗ اِنَّهُمْ يَرَوْنَهٗ بَعِيْدًا وَّنَرَاهُ قَرِيْبًا بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ، اَلْعَجَلَ اَلْعَجَلَ يَا مَوْلَاىَ يَا صَاحِبَ الزَّمَانِ"(۲۸۵)۔

خدایا، اے نور عظیم کے رب، بلند کرسی کے رب، بے پایاں سمندر کے رب، توراۃ، زبور اور انجیل کے نازل کرنے والے! سائے اور دھوپ کے رب، قران عظیم کے اتارنے والے، ملائکہ مقربین کے رب اور انبیاء مرسلین کے رب!

خدایا! میں تجھے تیرے کریم چہرے کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں اور تیرے روشن چہرے کے نور اور تیری دیرینہ سلطنت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں۔ اے ہمیشہ زندہ رہنے والے اور کائنات کو قائم رکھنے والے! میں تجھے تیرے اس نام کا واسطہ دے کر تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے آسمان وزمین روشن ہیں اور تجھے اس نام کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس کی وجہ سے تو نے جہان کے اولین وآخرین کی اصلاح کی ہے۔ اے وہ زندہ جو ہر زندہ سے پہلے ہے۔ اے وہ زندہ جو ہر زندہ کے بعد رہے گا اے وہ زندہ جو اس وقت بھی زندہ تھا جب کوئی دوسرا زندہ نہ تھا۔ اے مُردوں کو زندگی دینے والے اور اے زندوں کو موت دینے والے اے وہ زندہ کہ تیرے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

خدایا! ہمارے مولا امام ہادی مہدی (عج) جو تیرے امر کے قائم کرنے والے ہیں، ان پر اور اس کے آبائے طاہرین پر سلام ہو، تمام مومنین ومومنات خواہ وہ زمین کے مشرقوں میں رہتے ہیں یا مغارب میں رہائش پذیر ہیں، خواہ وہ میدانی علاقے میں رہتے ہیں، خواہ پہاڑی علاقے میں رہتے ہیں، خشکی پہ رہتے ہیں یا تری میں رہتے ہیں ان سب کی طرف سے اور میری اور میرے والدین کی طرف سے انہیں اتنی صلوات پہنچا جس کا وزن عرش کے برابر ہو اور جو خدائی کلمات کی روشنائی کے برابر وزن رکھتی ہو۔ اور جس کا اتنا وزن ہو جو خدا کے علم کے شمار میں ہو اور اس کی کتاب کے احاطہ میں ہو۔

خدایا! میں اس دن کی صبح کے وقت تجدید عہد کرتا ہوں اور جب تک میں زندہ ہوں یہ عہد کرتا ہوں کہ ان کی بیعت میری گردن میں رہے گی، میں اس بیعت کو نہ تو توڑوں گا اور نہ ہی اس سے کبھی انحراف کروں گا۔

خدایا! مجھے ان کے مددگاروں اور ان کی نصرت کرنے والوں میں سے قرار دے جو ان کا دفاع کرنے والے ہوں اور جو ان کی حاجات کو پورے کرنے کے لیے جلدی

کرنے والے ہوں اور جو ان کے احکامات پر عمل پیرا ہونے والے ہوں اور جو ان کا دفاع کرنے والے ہوں، جو ان کے ارادہ کی جانب سبقت کرنے والے ہوں اور ان کے سامنے شہادت کی تمنا کرنے والے ہوں۔

خدایا! اگر میرے اور ان کے درمیان موت حائل ہو جائے جسے تو نے اپنے بندوں کے لیے حتمی طور پر مقرر کیا ہے تو پھر ان کے ظہور کے وقت مجھے قبر سے اس حالت میں نکالنا کہ میں نے اپنا کفن پہنا ہوا ہو، اپنی تلوار کو اٹھا رکھا ہوا اور اپنے نیزے کو بلند کیا ہوا ہو اور میں اس عالم میں ان کی دعوت کو ہر حال میں قبول کیا ہوا ہو۔ پروردگار! ان کا رخ زیبائے رشید مجھے دکھانا اور ان کے دیدار کو میری آنکھوں کا سرمہ بنانا اور ان کی جلد کشائش فرما اور ان کے خروج کو آسان بنا اور ان کی راہ کو وسعت عطا فرما اور ان کے حکم کو جاری فرما اور ان کی پشت کو قوت عطا فرما۔

خدایا! ان کے ذریعہ سے اپنے شہروں کو آباد فرما اور ان کو زندگی عطا فرما اور اپنے بندوں کو زندگی عطا فرما۔ تو نے خود فرمایا ہے اور تیرا فرمان حق ہے۔ انسانوں کے ہاتھوں کی کمائی کی وجہ سے برّ و بحر میں فساد ظاہر ہوا ہے۔

خدایا! ہمارے لیے اپنے ولی، اپنے رسول کے نواسے کا ظہور فرما جو تیرے رسول کا ہم نام ہے تاکہ وہ جس بھی باطل کو دیکھے تو اسے پھاڑ ڈالے اور حق کا اثبات کرے۔

خدایا! انہیں اپنے مظلوم بندوں کے لیے ملجا و ماویٰ بنا اور انہیں کتاب کے ان احکام کے لئے تجدید کرنے والا بنا جو معطل ہو چکے ہیں اور اپنے دین کی نشانیوں کے مضبوط کرنے والا بنا اور انہیں اپنے رسول کی سنتوں کی مضبوطی کا ذریعہ بنا۔

خدایا! انہیں ان لوگوں میں سے قرار دے جنہیں تو نے زیادتی کرنے والوں کی زیادتی سے محفوظ رکھا ہے۔ خدایا! ان کے دیدار کے ذریعہ سے اپنے نبی کو خوشیاں عطا فرما

اور نبی کے علاوہ ان تمام لوگوں کو خوشیاں عطا فرما جنہوں نے تیرے نبی کی دعوت پر اُن کی پیروی کی ہے، اور ان کے بعد ہماری پریشانی پر رحم فرما۔

خدایا! اس امت سے اس سخت غم کو ان کے ظہور کے ذریعے سے دور فرما اور ہمارے لئے ان کا جلد ظہور نصیب فرما۔ ایک گروہ ان کے ظہور کو بعید سمجھتا ہے جب کہ ہم اسے قریب سمجھتے ہیں۔ اپنی رحمت کے صدقے میں ہماری دعا کو قبول فرما۔

اس کے بعد تین بار دائیں ران پر ہاتھ مار کر کہیں: اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ یَا مَوْلَایَ یَا صَاحِبَ الزَّمَانِ

۳۔ دعائے فرج۔

اس دعا سے حاجات پوری ہوتی ہیں اور یہ دعا امام زمانہ (ع) کے تعجیل ظہور اور ان کے توسل پر مشتمل ہے اور اس دعا سے ہر طرح کی مصیبت دور ہوتی ہے۔ امام زمانہ (ع) نے یہ دعا محمد بن احمد بن ابی اللیث کو تعلیم فرمائی تھی۔ وہ دعا یہ ہے:

اِلٰهِیْ عَظُمَ الْبَلَاۤءُ وَبَرِحَ الْخَفَاۤءُ وَانْكَشَفَ الْغِطَاۤءُ وَانْقَطَعَ الرَّجَاۤءُ وَضَاقَتِ الْاَرْضُ وَمُنِعَتِ السَّمَاۤءُ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَاِلَيْكَ الْمُشْتَكٰى وَعَلَيْكَ الْمُعَوَّلُ فِی الشِّدَّةِ وَالرَّخَاۤءِ، اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ اُولِی الْاَمْرِ الَّذِیْنَ فَرَضْتَ عَلَيْنَا طَاعَتَهُمْ وَعَرَّفْتَنَا بِذٰلِكَ مَنْزِلَتَهُمْ فَفَرِّجْ عَنَّا بِحَقِّهِمْ فَرَجاً عَاجِلًا قَرِيْباً كَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْهُوَ اَقْرَبُ، يَا مُحَمَّدُ يَا عَلِیُّ يَا عَلِیُّ يَامُحَمَّدُ اِكْفِيَانِیْ فَاِنَّكُمَا كَافِيَانِ وَانْصُرَانِیْ فَاِنَّكُمَا نَاصِرَانِ يَامَوْلَانَا يَاصَاحِبَ الزَّمَانِ اَلْغَوْثَ اَلْغَوْثَ اَدْرِكْنِیْ اَدْرِكْنِیْ اَدْرِكْنِیْ اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ اَلسَّاعَةَ اَلْعَجَلُ اَلْعَجَلُ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ۔

خدایا! آزمائش سخت ہوچکی ہے اور پوشیدہ حالت ظاہر ہوچکی ہے۔ پردے ہٹ چکے ہیں اور رشتہ امید ٹوٹ چکا ہے۔ زمین کی فضا تنگ ہوچکی ہے اور آسمان کی رحمت کے دروازے بند ہو چکے ہیں اور تجھ سے ہی مطلب طلب کیا جاتا ہے اور تیرے دربار میں ہی شکوہ کیا جاتا ہے۔ ہر سختی اور آسانی میں تجھ پر ہی بھروسہ کیا جاتا ہے۔

خدایا! محمدؐ وآل محمدؐ پر رحمت نازل فرما جو کہ صاحبان امر ہیں اور جن کی اطاعت تو نے ہم پر فرض کی ہے اور اس ذریعہ سے تو نے ہمیں ان کے مقام کی پہچان کرائی ہے۔ ان کے حق صدقہ میں ہمیں جلد کشائش عطا فرما آنکھ جھپکنے کی مانند یا اس سے بھی جلد۔ اے محمدؐ، اے علیؑ، اے علیؑ، اے محمدؐ آپ دونوں میری کفایت کریں آپ میری کفایت کرنے والے ہیں اور آپ میری مدد کریں آپ دونوں مدد کرنے والے ہیں۔

اے ہمارے مولا، اے صاحب الزمان! فریاد کو پہنچیں، فریاد کو پہنچیں، فریاد کو پہنچیں۔ اسی وقت، اسی وقت، اسی وقت، بہت جلد، بہت جلد، بہت جلد اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے! تجھے محمدؐ اور ان کی پاکیزہ آل کا واسطہ میری دعا قبول فرما۔

۴۔ دعائے امام مہدیؑ۔

”اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا تَوْفِیْقَ الطَّاعَةِ وَبُعْدَ الْمَعْصِیَةِ وَصِدْقَ النِّیَّةِ وَعِرْفَانَ الْحُرْمَةِ وَاَکْرِمْنَا بِالْھُدٰی وَالْاِسْتِقَامَةِ وَسَدِّدْ اَلْسِنَتَنَا بِالصَّوَابِ وَالْحِکْمَةِ وَامْلَأْ قُلُوْبَنَا بِالْعِلْمِ وَالْمَعْرِفَةِ وَطَھِّرْ بُطُوْنَنَا مِنَ الْحَرَامِ وَ الشُّبْھَةِ وَاکْفُفْ اَیْدِیَنَا عَنِ الظُّلْمِ وَ السَّرِقَةِ وَ تَفَضَّلْ عَلٰی عُلَمَآئِنَا بِالزُّھْدِ وَالنَّصِیْحَةِ وَعَلَی الْمُتَعَلِّمِیْنَ بِالْجُھْدِ وَالرَّغْبَةِ وَعَلَی الْمُسْتَمِعِیْنَ بِالْاِتِّبَاعِ وَالْمَوْعِظَةِ وَعَلٰی مَرْضَی الْمُسْلِمِیْنَ بِالشِّفَاءِ وَالرَّاحَةِ وَعَلٰی مَوْتَاھُمْ

بِالرَّأْفَةِ وَالرَّحْمَةِ وَعَلٰى مَشَائِخِنَا بِالْوَقَارِ وَالسَّكِيْنَةِ وَعَلٰى الشَّبَابِ بِالْاِنَابَةِ وَالتَّوْبَةِ وَعَلٰى النِّسَآءِ بِالْحَيَآءِ وَالْعِفَّةِ وَعَلٰى الْاَغْنِيَاءِ بِالتَّوَاضُعِ وَالسِّعَةِ وَعَلٰى الْفُقَرَآءِ بِالصَّبْرِ وَالْقَنَاعَةِ وَعَلٰى الْغُزَاةِ بِالنَّصْرِ وَالْغَلَبَةِ وَعَلٰى الْاُسَرَآءِ بِالْخَلَاصِ وَالرَّاحَةِ وَعَلٰى الْاُمَرَآءِ بِالْعَدْلِ وَالشَّفَقَةِ وَعَلٰى الرَّعِيَّةِ بِالْاِنْصَافِ وَحُسْنِ السِّيرَةِ وَبَارِكْ لِلْحُجَّاجِ وَالزُّوَّارِ فِي الزَّادِ وَالنَّفَقَةِ وَاقْضِ مَا اَوْجَبْتَ عَلَيْهِمْ مِنَ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ بِفَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ" (۲۸۶)

خدایا! ہمیں توفیق اطاعت، معصیت سے دوری، نیت کی سچائی اور حرمتوں کی پہچان عطا فرما اور ہمیں ہدایت واستقامت کے ذریعہ سے معزز بنا اور ہماری زبانوں کو سچائی اور حکمت کے ذریعہ سے مضبوط فرما اور ہمارے دلوں کو علم و معرفت سے لبریز فرما اور ہمارے شکم کو حرام اور شبہ سے پاک بنا اور ہمارے ہاتھوں کو ظلم اور چوری سے محفوظ فرما اور ہمارے علماء کو زہد اور خیر خواہی کا جذبہ عطا فرما اور طالب علموں کو محنت اور رغبت عطا فرما۔ سننے والوں کو پیروی اور نصیحت آموزی عطا فرما۔ بیمار مسلمانوں کو صحت وشفاء عطا فرما اور مردہ مومنین پر مہربانی اور دلجوئی نازل فرما۔ بزرگوں کو وقار وتسکین نصیب فرما۔ جوانوں کو توبہ وانابت عطا فرما۔ عورتوں کو حیاء اور پاکدامنی عطا فرما اور دولت مندوں کو تواضع اور سخاوت کا جذبہ عطا فرما۔ غرباء کو صبر وقناعت عطا فرما۔ غازیوں کو مدد اور غلبہ نصیب فرما۔ قیدیوں کو رہائی اور آسودگی عطا فرما۔ حکام کو عدل اور شفاعت عطا فرما۔ رعیت کو انصاف اور حسن سیرت عطا فرما۔ حاجیوں اور زائرین کے زادراہ اور نفقہ میں برکت عطا فرما اور تو نے ان پر جو حج وعمرہ واجب کیا ہے انہیں اس کی ادائیگی کی توفیق عطا فرما۔

ارحم الرحمین! تجھے تیری رحمت وفضل کا واسطہ میری دعائیں قبول فرما۔

۵۔ دعا برائے سلامتی امام زمانہ (عج)

اَللّٰهُمَّ كُنْ لِوَلِيِّكَ الْحُجَّةِ بْنِ الْحَسَنِ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰبَائِهٖ فِىْ هٰذِهِ السَّاعَةِ وَفِىْ كُلِّ سَاعَةٍ وَلِيًّا وَّحَافِظًا وَّ قَائِدًا وَّ نَاصِرًا وَّدَلِيْلًا وَّعَيْنًا حَتّٰى تُسْكِنَهٗ اَرْضَكَ طَوْعًا وَّ تُمَتِّعَهٗ فِيْهَا طَوِيْلًا۔ (۲۸۷)

پروردگار! تو اپنے ولی حجت بن حسنؑ، تیرا اُن پر اور اُن کے آباء پر درود ہو، اس گھڑی میں اور ہر گھڑی میں سرپرست، محافظ، رہنما، مددگار، رہبر ونگہبان رہ یہاں تک کہ تو آسانی سے اپنی زمین میں سکونت عطا کرے اور انہیں طویل عرصہ کیلئے مقتدا بنا اور لمبے عرصہ تک انہیں فائدہ عطا کرنا۔

مذکورہ دعاؤں کے علاوہ ندبہ اور زیارت آل یاسین جیسی دعائیں پڑھنے کی بھی تاکید کی گئی ہے۔

# فصل هفتم

## مسئلہ رجعت

سوال۹۲: رجعت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ''رجعت'' واپس لوٹنے کو کہا جاتا ہے اور اصطلاح میں قیامت سے قبل اہل ایمان کے ایک مخصوص گروہ اور منافق و بدکار افراد کے ایک گروہ کی واپسی کو رجعت کہا جاتا ہے۔

مذہب شیعہ کے مُسلّم اور ناقابل تردید عقائد میں رجعت بھی شامل ہے اور یہ عقیدہ قران کریم کی آیات اور احادیث معصومین کی بنیاد پر قائم ہے۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت کاملہ کا تقاضہ ہے کہ کچھ اہل ایمان کو امام مہدی (عج) کی عادلانہ حکومت کے زمانہ میں دنیا میں واپس بھیجا جائے تا کہ خاندان وحی کی عظمت وسلطنت کو دیکھ کر ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک اور دل کو سکون محسوس ہو۔

امام زمانہ (عج) کے ظہور کے بعد صرف اہل ایمان کا ایک گروہ ہی واپس نہیں آئے گا بلکہ سخت ظالموں اور بے دینوں کے ایک گروہ کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا تا کہ آخرت سے قبل وہ اپنے اعمال کی کچھ سزا حاصل کر سکیں اور دوسرے ظالموں کے لیے باعث عبرت بن سکیں۔

ظہور کے حکم کی طرح سے رجعت کا فرمان بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے صادر ہوگا جس کے نتیجہ میں کچھ خدا کے مخلص بندے صدیوں کی موت کے بعد اٹھائے جائیں گے اور اسطرح سے کچھ مخصوص ظالم افراد بھی دوبارہ زندہ کیے جائیں گے۔ اس سے مومنین کو

آنکھوں کی ٹھنڈک اور ظالمین کو کیفر کردار کی جھلک دکھائی جائے گی۔

ائمہ طاہرین نے بہت سی آیات کی تاویل میں رجعت کا اثبات کیا ہے علاوہ ازیں قران کریم میں سابقہ امتوں کے واقعات میں بھی رجعت کے حوالے ملتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ رجعت کوئی نئی چیز نہیں ہے بلکہ پہلے بھی واقع ہوتی رہی ہے۔

رجعت کے اثبات کے لئے ہم چند آیات پیش کرتے ہیں اور آل محمدؑ نے جس طرح سے ان آیات سے رجعت کا اثبات کیا ہے اسے بھی نقل کرتے ہیں

۱۔ ''وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِی سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِنَ اللّٰهِ وَرَحْمَةٌ خَیْرٌ مِمَّا یَجْمَعُوْنَ'' آل عمران۔۱۵۷

(اگر تم اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا مر جاؤ تو اللہ کی جو رحمت اور بخشش تمہارے حصہ میں آئے گی وہ ان ساری چیزوں سے بہتر ہے جنہیں یہ لوگ جمع کر رہے ہیں۔)

اس آیت کے ضمن میں امام محمد باقرؑ نے فرمایا: جابر! کیا تمہیں ''سبیل اللہ'' کا معنی معلوم ہے؟

جابر نے عرض کیا: خدا کی قسم جب تک آپ خود وضاحت نہ کریں تب تک مجھے کچھ علم نہیں ہے۔ فرمایا: ''سبیل اللہ'' علیؑ اور اولاد علیؑ کا راستہ ہے جو ان کی ولایت کے عقیدہ کے ساتھ قتل ہوا تو وہ اللہ کی راہ میں قتل ہوا اور جو ان کی ولایت پر مرا وہ راہ خدا میں مرا۔ اس امت میں ہر مومن کے لئے یا قتل ہے یا موت۔ جو شخص قتل ہوگا وہ ایک بار پھر دنیا میں لوٹایا جائے گا تا کہ وہ طبعی موت کا ذائقہ چکھے اور جو کوئی طبعی موت مرے گا وہ بھی لوٹایا جائے گا تا کہ اللہ کی راہ میں قتل ہو سکے''۔ (۲۸۸)

امام علی رضاؑ نے فرمایا:

''جو مومن بستر پر مرے گا وہ رجعت میں قتل کیا جائے گا اور جو مومن دنیا میں قتل کیا جائے گا

وہ رجعت میں بستر پر مرے گا''۔(۲۸۹)

۲-اِنَّ اللّٰـهَ اشْتَرىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ" توبہ۔۱۱۱

(یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کے نفوس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور قتل کرتے ہیں اور قتل ہوتے ہیں ان سے (جنت کا وعدہ) اللہ کے ذمے ایک پختہ وعدہ ہے تورات، انجیل اور قران میں۔ اور کون ہے جو اللہ سے بڑھ کر اپنے عہد کو پورا کرنے والا ہو؟ پس تم خوشیاں مناؤ اپنے اس سودے پر جو تم نے خدا سے چکالیا ہے اور یہی سب سے بڑی کامیابی ہے۔)

زرارہ بن اعین کا بیان ہے کہ میں امام محمد باقر علیہ السلام سے رجعت کے متعلق سوال کرنے کا خواہش مند تھا لیکن میری یہ بھی خواہش تھی کہ براہ راست یہ مسئلہ نہ پوچھوں اس لیے میں نے ایک دن اپنے سوال کو اس رنگ میں پیش کیا: مولا! میری جان آپ پر فدا ہو، یہ بتائیں کہ جو شخص قتل ہو جائے کیا اس پر موت کا اطلاق ہوتا ہے؟

آپ نے فرمایا: نہیں موت موت ہے اور قتل قتل ہے۔

میں نے عرض کیا: مگر جو قتل ہوتا ہے وہ بھی تو مر ہی جاتا ہے۔

آپ نے فرمایا: زرارہ! خدا کا کلام برحق ہے اللہ نے موت اور قتل میں فرق کیا ہے اور فرمایا ہے۔وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْخَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ... (آل عمران۔۱۴۴)۔ترجمہ: محمدؐ اس کے سوا کچھ نہیں کہ بس ایک رسول ہیں ان سے پہلے اور رسول بھی گزر چکے ہیں پھر کیا اگر وہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں۔۔۔

دوسرے مقام پر اللہ نے فرمایا ہے۔ وَلَئِنْ مُتُّمْ اَوْ قُتِلْتُمْ لَاِالَی اللّٰهِ تُحْشَرُوْنَ" (آل عمران۔۱۵۸)۔ ترجمہ: اور خواہ تم مرو یا مارے جاؤ بہر حال تم کو سمٹ کر اللہ کی طرف ہی جانا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ...(توبہ۔۱۱۱)

ترجمہ: یقیناً اللہ نے مومنوں سے ان کے نفوس اور ان کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں۔۔۔

میں نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے: کُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ (انبیاء۔۳۵)۔ ترجمہ: ہر جاندار کے لئے موت کا ذائقہ ہے۔ آپ یہ فرمائیں کہ کیا قتل ہونے والا موت کا ذائقہ نہیں چکھتا؟

آپ نے فرمایا: جو شخص تلوار سے قتل ہوتا ہے وہ بستر پر مرنے والے کی طرح سے نہیں ہوتا اسے لازمی طور پر دنیا میں لوٹایا جائے گا تاکہ وہ موت کا ذائقہ چکھے۔" (۲۹۰)

اس مفہوم کو دوسری بھی بہت سی آیات میں بیان کیا گیا ہے۔ مزید آگاہی کے لیے مسئلہ رجعت سے متعلق کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

**امم سابقہ میں رجعت:**

قرآن کریم میں ایسی آیات بھی موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ سابقہ امتوں میں بھی رجعت کے واقعات پیش آئے تھے۔ لہذا اگر امت اسلامیہ میں رجعت واقع ہو تو یہ کوئی نئی اور انہونی بات نہیں ہوگی۔

۱۔ "ثُمَّ بَعَثْنٰكُمْ مِّنْ بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ" (البقرۃ۔۵۶)

ترجمہ: پھر ہم نے تمہاری موت کے بعد تمہیں زندہ کیا تاکہ تم شکر گزار بن جاؤ۔

اس آیت کا پس منظر یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے ستر افراد کو قوم کے درمیان سے چنا اور اپنے ساتھ طور سینا پر لے گئے تا کہ وہ آنجنابؑ کی خدا سے گفتگو سنیں اور خدا کی طرف سے الواح لینے کا مشاہدہ کریں اور اس کے نتیجے میں بنی اسرائیل الواح کے خدا کی جانب سے عطا ہونے کی تکذیب نہ کریں۔ جب وہ طور پر پہنچے اور حضرت موسیٰ کی خدا کے ساتھ گفتگو کا مشاہدہ کرلیا تو کہنے لگے: ہم اس وقت تک تم پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک تم ظاہر بظاہر خدا کو ہمیں نہ دکھا دو۔ ہر چند حضرت موسیٰؑ نے انہیں اس جاہلانہ خواہش سے روکا لیکن ان کا اصرار بڑھتا گیا یہاں تک کہ آسمانی بجلی گری اور ان کو نابود کر دیا۔

حضرت موسیٰ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ اگر یہ لوگ زندہ نہ ہوئے تو میں کس طرح اپنی قوم کی طرف جاؤں گا میری قوم کے لوگ مجھے ان کا قاتل قرار دیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی درخواست پر انہیں زندہ کیا اور وہ سب کے سب آپ کے ہمراہ اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

یہ واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے اسے کسی راوی کی اختراع قرار دیا جاسکتا اور نہ ہی اس کے اسناد پر بحث کی گنجائش ہے۔ مرنے کے بعد زندہ ہونے کے عمل کو ہی تو ''رجعت'' کہا جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امیرالمومنینؑ نے اس سلسلہ کی آیات سے ''رجعت'' کا استدلال پیش کیا تھا۔ (۲۹۱)

۲۔ فرمان رب العزت ہے:

''وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْتُمْ فِيْهَا وَاللّٰهُ مُخْرِجٌ مَّا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ○ فَقُلْنَا اضْرِبُوْهُ بِبَعْضِهَا كَذٰلِكَ يُحْيِ اللّٰهُ الْمَوْتٰى وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ''
(البقرہ ۲، ۷۲، ۷۳)

ترجمہ: اور جب نے تم ایک شخص کو قتل کیا تھا پھر اس کے بارے میں جھگڑنے لگے تھے جب

کہ اللہ اس چیز کو کھولنا چاہتا تھا جسے تم چھپا رہے تھے۔ ہم نے کہا کہ مقتول کی لاش کو اس کے ایک حصے سے ضرب لگاؤ۔ اس طرح سے اللہ مردوں کو زندہ کرتا اور تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تا کہ تم سمجھو۔

ان آیات کا پس منظر یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مالدار شخص رہتا تھا اور اس کے ہاں صرف ایک ہی بیٹا تھا اس کی موت کے بعد اس کا بیٹا تمام جائیداد کا وارث بنا۔ اس کے مفلس چچازاد بھائیوں کو اس سے حسد ہوا اور انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد اس کی لاش کو دوسرے قبیلہ کے محلّہ میں جا کر پھینک دیا اور پھر انہوں نے دوسرے قبیلہ والوں پر اپنے ابن عم کے قتل کا الزام عائد کر دیا۔ جس کی وجہ سے قوم میں بڑا اختلاف پیدا ہوا آخر کار یہ مقدمہ حضرت موسیٰؑ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔

آپ نے فرمایا کہ تم لوگ ایک گائے ذبح کرو اور گائے کی زبان اس مقتول کے جسم پر لگاؤ یہ زندہ ہو جائے گا اور اپنے قاتل کی خود نشان دہی کرے گا۔

ان لوگوں کی اپنی حماقت کی وجہ سے گائے کے اوصاف اور رنگ کے سوال کرنے کی وجہ سے معاملہ دشوار ہوتا گیا۔ آخر کار حضرت موسیٰ کی بیان کردہ علامات والی صرف ایک گائے ملی جو ایک یتیم کی ملکیت تھی۔ اسے بھاری قیمت کے عوض انہوں نے خرید کر ذبح کیا اور اس کے گوشت کا ٹکڑا مقتول کے بدن سے مَس کیا تو مقتول زندہ ہو گیا اور اس نے حضرت موسیٰ سے عرض کیا: ''میرے چچازاد بھائیوں نے مجھے قتل کیا تھا اور جن پر یہ الزام عائد کر رہے ہیں وہ بالکل بے گناہ ہیں۔''

چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے قاتل کو قصاص میں قتل کر دیا۔ (۲۹۲)

امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: جب وہ (مقتول) قتل ہوا تھا تو اس وقت اس کی عمر ساٹھ سال کی تھی اور جب اللہ کے حکم سے زندہ ہوا تو اس کے بعد وہ ستر سال تک زندہ رہا اور اس نے

پوری زندگی صحت وسلامتی وحواس کے ساتھ بسر کی۔(۲۹۳)

ان واقعات کے علاوہ اصحاب کہف کی داستان بھی موجود ہے جو کہ رجعت کی دلیل ہے۔

(اس کے علاوہ قران کریم میں بیان کیا گیا کہ ایک مرتبہ ہزاروں کی تعداد میں لوگوں نے موت کے ڈر سے اپنا گھر بار چھوڑا تھا۔اللہ نے ان سے فرمایا کہ مرجاؤ پھراس نے ان کو دوبارہ زندگی عطا کی اور وہ زندہ ہوکر اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔من المترجم)

ائمہ ہدیٰ علیھم السلام کی تعلیم کردہ دعاؤں اور زیارات میں رجعت کا ذکر کیا گیا ہے جیسا کہ زیارت جامعہ کبیرہ میں یہ الفاظ وارد ہیں۔

"مُعْتَرِفٌ بِکُمْ مُؤْمِنٌ بِاِیَابِکُمْ مُصَدِّقٌ بِرَجْعَتِکُمْ مُنْتَظِرٌ لِاَمْرِکُمْ مُرْتَقِبٌ لِدَوْلَتِکُمْ"

ترجمہ: میں آپ کے فضائل کا اعتراف کرنے والا ہوں اور آپ حضرات کی واپسی پر ایمان رکھتا ہوں اور آپ کی رجعت کی تصدیق کرنے والا ہوں اور آپ کے فرمان کا منتظر ہوں اور آپ کی حکومت کے لئے چشم براہ ہوں۔(۲۹۴)

رجعت کے بارے میں علماء ودانشمند شیعوں نے سو سے زیادہ مستقل کتابیں یا ان کا کوئی حصہ تحریر کیا ہے، جن میں مسئلہ رجعت کو شیعی نقطۂ نظر سے واضح کیا گیا ہے۔

**سوال۹۳: آیا رجعت کا عمل اختیاری ہوگا یا اجباری ہوگا؟**

**جواب:** سیدھی سی بات ہے کہ جن افراد کو انتقام وتنبیہ کی غرض سے دوبارہ زندہ کیا جائے گا وہ اپنی مرضی اور شوق سے تو واپس نہیں آئیں گے۔کافر کبھی بھی خوشی سے دوزخ میں نہیں جائیں گے۔ایسے افراد کے لئے رجعت اجباری اور اضطراری عمل ہوگا جب کہ اہل ایمان کے لئے ایک روایت میں مذکور ہے کہ ان کے لئے رجعت کا عمل اختیاری ہوگا۔

مفضل بن عمر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام جعفر صادقؑ کے سامنے امام مہدیؑ کا ذکر شروع ہوا اور کسی کہنے والے نے کہا کہ جو لوگ ان کے دیدار کے اشتیاق میں دنیا سے رخصت ہو جائیں گے ان کی حسرت کیسے پوری ہوگی؟

آپ نے فرمایا: جب قائم آل محمد (عج) ظہور کریں گے تو ملائکہ ان مومنین کی قبروں پر جائیں گے اور ان سے کہیں گے کہ بندہ خدا! تیرے مولا کا ظہور ہو چکا ہے اگر تو ان کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتا ہے تو تجھے اس کی اجازت ہے اور اگر تو خدائی نعمات میں رہنا چاہے تو بھی تجھے اس کا اختیار ہے۔ (۲۹۵)

سوال ۹۴: کیا رجعت اور تکلیف شرعی میں تضاد نہیں پایا جاتا؟

مشہور یہ ہے کہ امام زمانہ (عج) کے ظہور کے بعد کچھ مخلص مومن اور خالص کافر دوبارہ دنیا میں آئیں گے۔ کافر قبروں سے اٹھیں گے اور وہ اپنی موت کے بعد آخرت و برزخ کے حالات کا بھی مشاہدہ کر چکے ہوں گے اور اس مشاہدہ کی وجہ سے انہیں مبدا و معاد کا یقین حاصل ہو چکا ہوگا۔ لہذا یہ بات کیسے ممکن ہے کہ جب وہ دوبارہ اٹھائے جائیں گے تو وہ کافر ہی ہوں گے؟ علاوہ ازیں مومن اپنی زندگی میں شرعی تکالیف ادا کر کے قبر میں گیا ہو گا کیا اسے دوبارہ احکام شریعت کا مکلّف بننا پڑے گا؟

جواب: جو شخص اپنی زندگی میں خدا کی آیات بینات دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا ہو اور انبیاء کے فرامین سے متاثر نہ ہوا ہو ایسا شخص اگر ہزار بار بھی موت کا ذائقہ چکھے اور دوبارہ اٹھایا جائے تو بھی وہ بدستور کافر ہی رہے گا۔

کیونکہ اگر اسے ایمان لانا ہوتا تو پہلی بار ہی ایمان لے آتا۔ اس کا راز یہ ہے کہ ایسا شخص انسانیت کے جوہر سے عاری ہوتا ہے وہ ایک چلتا پھرتا حیوان ہوتا ہے ایسا شخص اگر عالم برزخ کے احوال دیکھ بھی لے تو بھی وہ کافر کا کافر ہی رہے گا۔

کافر دنیا میں دوبارہ آنے کے بعد بھی پہلی زندگی کی مصروفیات میں مصروف ہو جائے گا اور اس نے جو موت اور برزخ کے مناظر دیکھے ہوں گے وہ انہیں فراموش کر دے گا اور اگر اسے یاد بھی آئیں تو بھی خواب وخیال سے زیادہ اہمیت نہیں دے گا۔ کافر حیوان صفت فرد ہوتا ہے اس کے لئے موت و برزخ کے مناظر کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اور جہاں تک مومن کے لیے نئے سرے سے مکلّف ہونے کا سوال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ زمانہ رجعت اہل ایمان کے لیے تکلیف شرعی کا زمانہ نہیں ہوگا یہ دور اُن کے لیے سابقہ نیک اعمال کی جزا کا دور ہوگا انہیں سلطنت آل محمدؐ کے دیدار سے شاد کام کیا جائے گا۔

علاوہ ازیں یہ بھی ممکن ہے کہ مومن کو کچھ ایسی تکلیف شرعی کا مکلّف ہونا پڑے جسے وہ اپنی زندگی میں ادا نہ کر سکا ہو مثلاً وہ امام زمانہ(عج) کے ہم رکاب ہو کر درجہ شہادت پر فائز ہونا۔

سابقہ روایات میں یہ عرض کیا جا چکا ہے کہ جو مومن اپنی "اجل حتمی" سے قبل قتل ہوا ہو تو وہ زمانہ رجعت میں زندہ کیا جائے گا تا کہ اپنی بقیہ عمر کی تکمیل کر سکے اور امام زمانہ(عج) کے دیدار کی سعادت حاصل کرے اور جو مومن اپنی طبعی موت مرے ہوں گے انہیں حصول شہادت کے لیے زندہ کیا جائے گا۔ یوں ان کی شہادت کی آرزو کی تکمیل ہوگی۔(۲۹۶)

**سوال ۹۵: قران مجید کی دو آیات رجعت کی نفی کرتی ہیں تو کیا آیات مجیدہ کی موجودگی میں عقیدہ رجعت کی بھی کوئی گنجائش ہے؟**

**سورہ مومنون میں ارشاد خداوندی ہے:**

**حَتّٰی اِذَا جَآءَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ لَعَلِّیْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِیْمَا تَرَكْتُ كَلَّا اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰی یَوْمِ**

يُبْعَثُونَ ۝ (مومنون ۹۹۔۱۰۰)

ترجمہ: یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آئے گی تو کہے گا کہ اے میرے رب، مجھے اس دنیا میں واپس بھیج دے جسے میں چھوڑ آیا ہوں امید ہے کہ اب میں نیک عمل کروں گا۔ ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جسے وہ کہہ رہا ہے۔ اب ان سب (مرنے والوں) کے پیچھے ایک برزخ حائل ہے دوسری زندگی کے دن تک۔

ایک طرف قران حکیم کی یہ آیات موجود ہیں اور دوسری طرف کچھ کفار کا زمانہ رجعت میں پلٹایا جانا بھی مسلمات میں سے ہے تو کیا آیات اور عقیدہ میں سے تضاد تو نہیں ہے۔

جواب: آیت مجیدہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ کافر کہے گا کہ مجھے ایمان کے حصول اور عمل صالح کے سرانجام دینے کے لیے دنیا میں واپس بھیج دے، اور خدا اس کا جواب نفی میں دے گا۔

جب کہ زمانہ رجعت میں کچھ کفار کو حصول ایمان اور عمل صالح کے لیے نہیں بھیجا جائے گا انہیں تو صرف اس لیے واپس بھیجا جائے گا کہ آل محمدؐ کی عظیم الشان عادلانہ حکومت دیکھیں اور امام زمانہ (عج) کے ہاتھوں قتل کیے جائیں اور ان کی یہ واپسی حصول ایمان کی بجائے ایک طرح کے انتقام اور سزا کے لیے ہوگی اور واپسی کے باوجود بھی کافر ہی ہوں گے لہذا کفار کی اس واپسی اور آیات مجیدہ کے مفہوم میں کوئی تضاد نہیں ہے۔

اہل ایمان کو بھی زمانہ رجعت میں اٹھایا جائے گا اور ان کو بھی اس لیے اٹھایا جائے گا کہ ان کی زندگی حکومت الہیّہ کی آرزو میں گزری تھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں دوبارہ اٹھا کر ان کی آرزو کی تکمیل کرے گا اور ان کی دنیاوی سختیوں اور مصائب کا ازالہ کرے گا۔

الغرض زمانہ رجعت میں کچھ اہل ایمان و اہل کفر کا اٹھایا جانا ثواب وعقاب کے کچھ درجات کے لئے ہے اور حصول ایمان و عمل صالح کی ادائیگی کے لیے نہیں ہے۔ زمانہ

رجعت بھی ایک طرح سے قیامت کا ابتدائی حصہ ہے۔یہی وجہ ہے کہ بہت سی آیات جن میں ''ساعۃ'' کا تذکرہ کیا گیا ہے ان آیات کو ہادیان دین نے زمانہ رجعت سے مربوط کیا ہے۔

**سوال ۹۶: زمانہ رجعت میں کون لوگ لوٹائے جائیں گے؟**

**جواب:** اس سوال کے جواب کے لئے ہمیں دو طرح کی روایات ملتی ہیں پہلی قسم میں عمومی ذکر ہے کہ خالص مومن اور خالص مشرک زمانہ رجعت میں لوٹائے جائیں گے۔ روایات کی دوسری قسم میں چند افراد کے نام بھی مذکور ہیں۔ چنانچہ قسم اول کے مطابق امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: رجعت تمام لوگوں کے لیے نہیں ہے رجعت خصوصی ہے اسی زمانہ میں خالص مومن اور خالص مشرک لوٹائے جائیں گے۔(۲۹۷)

جب کہ روایات کی دوسری قسم میں بیان کیا گیا ہے کہ زمانہ رجعت میں حضرت اسماعیلؑ صادق الوعد، حضرت عیسیٰؑ، حضرت خضرؑ، حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت امیرالمومنین علیؑ، امام حسینؑ اور دوسرے ائمہ معصومین لوٹائے جائیں گے اور ان معصوم ہستیوں کے علاوہ اصحاب رسولؐ میں سے کچھ باوفا اصحاب مثلاً سلمانؓ، مقدادؓ، جابرؓ بن عبداللہ انصاری، مالک اشترؓ، مفضلؓ بن عمر اور اصحاب کہف اور کچھ اور حضرات بھی اس زمانہ میں لوٹائے جائیں گے۔

روایات کے گہرے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام حسینؑ کو جہان کی فرمانروائی کے لیے سب سے پہلے واپس بھیجا جائے گا۔ چنانچہ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا: حسین بن علی (علیہما السلام) وہ پہلے فرد ہوں گے جن کے لئے زمین شگافتہ کی جائے اور وہ روئے زمین پر واپس آئیں گے۔(۲۹۸)

امام جعفر صادقؑ نے ایک اور حدیث میں فرمایا: سب سے پہلے امام حسینؑ اس

دنیا میں واپس آئیں گے اور وہ اتنے طویل عرصہ تک حکومت کریں گے کہ ان کے ابروان کی آنکھوں پر آجائیں گے۔ (۲۹۹)

اس سے قبل ہم سوال ۸۶ کے جواب میں یہ روایت نقل کر چکے ہیں کہ حضرت مہدیؑ کی حکومت کے آخری ایام میں امام حسینؑ اپنے اصحاب باوفا کے ساتھ دوبارہ زمین پر تشریف لائیں گے اور تمام رعایا کو آپ کا تعارف کرایا جائے گا یہاں تک کہ کسی کو بھی ان کی آمد میں شک نہیں رہے گا۔ جب تمام لوگ آپ کو پہچان لیں گے تو حضرت مہدی (عج) کی وفات ہوگی اور وہ دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ امام حسینؑ انہیں غسل وکفن دیں گے اور انہیں قبر میں اتاریں گے کیونکہ امام کو امام کے علاوہ کوئی دوسرا غسل نہیں دے سکتا (۳۰۰)۔

**سوال ۹۷: کیا ''رجعت'' جسمانی ہوگی؟**

**جواب:** روایات اہل بیت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ رجعت جسمانی ہوگی، مثالی اور روحانی نہیں ہوگی۔ کیونکہ رجعت کی کسی روایت میں غیر جسمانی کی کوئی قید موجود نہیں ہے۔ شیخ حر عاملی کتاب ''ایقاظ من الہجعۃ'' میں رقم طراز ہیں:

''پہلی بات تو یہ ہے کہ اگر روح کو کسی بدن مثالی کے ساتھ دوبارہ دنیا میں لوٹایا جائے تو یہ ایک طرح کا ''تناسخ'' (آواگون) ہے جو کہ باطل اور محال ہے۔ اس طرح کا عقیدہ صریح روایات کے منافی ہے اور اس طرح کا عقیدہ خلاف اجماع ہے اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ بدن مثالی نے تو کوئی گناہ کیا ہی نہیں ہوگا تو اسے سزا کس بات کی ملے گی؟'' (۳۰۱)۔

اس مقام پر ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ جب کسی ''موجود'' میں استعداد کمال موجود ہو اور وہ استعداد فعلی طور پر وقوع پذیر ہو جائے یعنی قوت سے فعل میں منتقل ہو جائے تو اسے پھر دوبارہ پہلی حالت پر نہیں لوٹایا جا سکتا کیونکہ فعلیت کو قوت میں تبدیل

کرنا محال ہے۔ یعنی جب انسان پر موت وارد ہوتی ہے تو انسانی نفس مادہ کی کثافتوں سے آزاد ہو جاتا ہے اور وہ مجرد مثالی یا مجرد عقلی میں تبدیل ہو جاتا ہے اور مثالی و عقلی کے دونوں مقامات مادہ سے بلند و برتر ہیں اور ان کا وجود مادی وجود سے زیادہ طاقتور ہے لہذا اگر یہ مان لیا جائے کہ زمانہ رجعت میں کچھ افراد واپس لوٹائے جائیں گے تو اس سے یہ لازم آئے گا کہ فعل کو قوت میں تبدیل کیا جارہا ہے جو کہ محال ہے۔

اس شبہ کے جواب میں علامہ طباطبائی لکھتے ہیں:

یہ کہنا کہ فعل کو قوت میں تبدیل کرنا محال ہے یہاں تک تو بات صحیح ہے لیکن کسی موجود کا مرنے کے بعد زندہ ہونے سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ اگر کوئی انسان مرنے کے بعد دوبارہ اس دنیا میں پلٹ آئے اور اس کی روح پہلے جسم کو اپنا مَرکب بنائے تو اس سے فعل قوت میں تبدیل نہیں ہو جاتا کیونکہ انسان اس دنیا میں آنے سے قبل بھی روح کی حالت میں تھا اور بعد میں اسے جسم کا پیراہن پہنایا گیا۔ اسی لیے اگر دوبارہ ایسا ہو تو اس سے کوئی فلسفی قباحت لازم نہیں آتی۔ موت کی وجہ سے وہ روابط جو کہ مادہ میں تاثیر کے ضامن ہوتے ہیں وہ مفقود ہو جاتے ہیں اسی لیے موت کے بعد انسان کوئی مادی کام کرنے سے عاری ہو جاتا ہے۔ اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ کسی کاریگر نے اپنے کام کے لیے اوزار جمع کیے اور وہ اوزار ایک جگہ پر رکھ کر کچھ دیر کے لیے باہر چلا گیا۔ اس کی عدم موجودگی کی وجہ سے اوزار اپنی جگہ پر پڑے رہیں گے اور از خود کچھ نہ کریں گے۔ جب کاریگر واپس آئے گا تو اپنے اوزار سے کام لے سکے گا۔

اسی طرح سے جب جسم انسان سے روح خارج ہوتی ہے تو جسم پڑا رہ جاتا ہے اور وہ از خود کوئی کام نہیں کر سکتا اور اگر روح بدن میں واپس آجائے تو وہ تمام افعال و حرکات کرنے لگے گا جو وہ پہلے کیا کرتا تھا (۳۰۲)۔

# فصل ہشتم

## مسجد مقدس جمکران

**سوال ۹۸: مسجد جمکران کی مختصر تاریخ کیا ہے؟**

جواب: شیخ حسن بن مثلہ جمکرانی کا بیان ہے: سترہ ماہ رمضان ۳۹۳ھ کو منگل کی شب میں اپنے گھر میں سویا ہوا تھا کہ اچانک کچھ افراد میرے دروازے پر آئے اور انہوں نے مجھے جگا کر کہا کہ اٹھو، تمہیں امام مہدی علیہ السلام یاد کر رہے ہیں۔

وہ لوگ مجھے اس جگہ پر لے آئے جہاں اب یہ مسجد ہے جب میں نے اچھی طرح سے دیکھا تو وہاں ایک تخت رکھا تھا جس پر بہترین قالین بچھا ہوا تھا۔ ایک تیس سالہ جوان اس پر تکیہ لگائے بیٹھا ہوا تھا اور اس کے سامنے ایک بزرگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ان بزرگ نے بتایا کہ میں خضر ہوں۔ پھر انہوں نے مجھے بیٹھنے کے لیے کہا۔

امام مہدیؑ نے میرا نام لے کر مجھ سے فرمایا کہ تم حسن بن مسلم کے پاس جاؤ وہ اس زمین پر کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اس سے جا کر کہو کہ یہ مقدس زمین ہے اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو باقی زمینوں پر فضیلت دی ہے لہذا تم یہاں کھیتی باڑی نہ کرو۔

حسن بن مثلہ کہتا ہے کہ میں عرض کیا: میرے آقا و مولا! اس کے لیے میرے پاس کوئی علامت اور نشانی ہونی چاہیے تاکہ لوگ میری بات کو قبول کریں۔

امام عالی مقام نے فرمایا: تم جاؤ اور جا کر ہمارا پیغام پہنچاؤ اس کے لیے ہم خود نشانی فراہم کر دیں گے۔ تم سید ابوالحسن کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ حسن بن مسلم کو بلائے

اوراس زمین کی کئی سالوں کی کمائی سے مسجد تعمیر کرے۔۔۔

حسن بن مثلہ کہتا ہے کہ جب میں وہاں سے چند قدم چلا تو انہوں نے پھر مجھے صدا دے کر فرمایا: جعفر کاشانی کے ریوڑ میں ایک بکری ہے اسے خرید کر یہاں لے آنا اور اسے یہاں ذبح کرنا اوراس کا گوشت بیماروں کو کھلانا۔ جو بھی مریض اس کا گوشت کھائے گا اللہ تعالیٰ اسے شفا دے گا۔

حسن بن مثلہ کہتا ہے کہ میں وہاں سے اپنے گھر آیا اور تمام رات سوچ بچار میں بسر کی۔ پھر صبح ہوئی میں نے نماز فجر ادا کی اور میں ''علی منذر'' کے پاس گیا اور میں نے اس سے رات کا واقعہ بیان کیا پھر اُسے رات والی جگہ لے گیا۔

جب ہم وہاں پہنچے تو ہم نے دیکھا کہ مسجد کی حد بندی کے لیے زنجیریں لگی ہوئی تھیں۔اس سے ہم نے یہ سمجھا کہ امامؑ نے مسجد کی حد بندی کر دی ہے۔

پھر ہم سید ابوالحسن رضا کے پاس شہر قم گئے۔ جب وہاں پہنچے تو ان کے نوکروں نے بتایا کہ سید ابوالحسن فجر سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں کیا تم جمکران سے آئے ہو؟

میں نے کہا: جی ہاں میں جمکران سے آیا ہوں۔

پھر وہی نوکر مجھے سید ابوالحسن کے پاس لے گئے۔انہوں نے میرا بڑا احترام کیا اور انہوں نے کہا:

حسن بن مثلہ! سنو، آج شب میں سویا ہوا تھا کہ کسی شخص نے مجھے کہا کہ جمکران سے حسن بن مثلہ نامی شخص تیرے پاس آئے گا۔ وہ جو کچھ کہے اس کی تصدیق کرنا اوراس کی باتوں پر اعتماد کرنا وہ میرا پیغام لے کر تمہارے پاس آئے گا۔ میں اس وقت سے اب تک بیدار ہوں اور تمہارا انتظار کر رہا ہوں۔

حسن بن مثلہ نے بھی گذشتہ شب کا واقعہ ان کے گوش گزار کیا۔

سید ابوالحسن نے نوکروں سے کہا کہ وہ فی الفور گھوڑے پر زین کس دیں۔ چنانچہ سید انہیں ساتھ لے کر جمکران کی بستی کی جانب روانہ ہوئے۔ راستے میں جعفر کاشانی کو دیکھا کہ وہ اپنا ریوڑ چرانے میں مصروف تھا۔ حسن بن مثلہ اس کے ریوڑ کے درمیان میں سے گزرے تو ایک بکری دکھائی دی جو کہ ریوڑ کے تمام جانوروں کے پیچھے تھی وہ بکری دوڑ کر حسن بن مثلہ کے پاس آئی۔

جعفر کاشانی نے قسم کھا کر کہا کہ یہ میرے ریوڑ کی نہیں ہے اور میں نے اسے آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔

الغرض وہ بکری لے کر مسجد کی جگہ پر آئے اسے ذبح کر کے بیماروں کو کھلایا۔ جتنے بھی بیماروں نے اسکا گوشت کھایا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور امام زمانہ (عج) کی نگاہ شفقت سے وہ سب صحت یاب ہو گئے۔

پھر حسن بن مسلم کو بلایا گیا اس سے زمین کا منافع حاصل کیا گیا اور اس سے مسجد جمکران کا ابتدائی کام شروع ہو گیا۔ وہاں پر حد بندی کے لیے جو زنجیریں اور میخیں لگی ہوئی تھیں انہیں سید صاحب اپنے ساتھ قم لے گئے اور انہیں اپنے گھر میں لے جا کر رکھ دیا۔

بعد میں بیمار اور درد رسیدہ افراد سید صاحب کے پاس آنے لگے۔ وہ ان زنجیروں کو مس کرتے تو شفایاب ہو جاتے۔ سید ابوالحسن کی وفات کے بعد وہ زنجیریں غائب ہو گئیں اور پھر کسی نے انہیں نہ دیکھا۔ (۳۰۳)

اس مسجد کو مسجد جمکران اور مسجد صاحب الزماں بھی کہا جاتا ہے۔ یہ مسجد شہر قم سے چھ کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے۔ ایران اور دنیا کے مختلف ممالک سے یہاں زائرین آتے ہیں اور امام زمانہ (عج) سے اپنی عقیدت کا اظہار کرتے ہیں۔

**سوال۹۹: مسجد جمکران کی مخصوص نماز کس طرح سے پڑھی جاتی ہے؟**

جواب: امام زمانہ (عج) نے حسن بن مثلہ جمکرانی سے فرمایا تھا: ''لوگوں سے کہہ دو کہ وہ یہاں آئیں، اس مقام کا احترام کریں اور اس مسجد میں آ کر چار رکعت نماز ادا کریں۔ پہلی دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے پڑھیں اور ہر رکعت میں ایک مرتبہ سورہ فاتحہ اور سات بار سورہ اخلاص پڑھیں اور رکوع میں ''سبحان ربی العظیم وبحمدہ'' اور سجود میں ''سبحان ربی الاعلیٰ وبحمدہ'' سات سات بار پڑھیں اور دوسری رکعت میں تشہد وسلام پڑھ کر نماز تمام کریں۔

اس کے بعد دو رکعت نماز، نماز صاحب الزماں کی نیت سے پڑھیں سورہ حمد میں جب ''ایاک نعبدوایاک نستعین'' پر پہنچیں تو اس آیت کو سو مرتبہ دہرائیں پھر سورہ فاتحہ مکمل کریں اس کے بعد ایک مرتبہ سورہ اخلاص پڑھیں۔ اس کے بعد رکوع کریں اور رکوع میں سات مرتبہ ''سبحان ربی العظیم وبحمدہ'' پڑھیں۔ اور سجدوں میں سات سات مرتبہ ''سبحان ربی الاعلی وبحمدہ'' پڑھیں۔ اس کے بعد دوسری رکعت بھی اسی ترتیب سے پڑھیں۔ جب نماز ختم ہو جائے تو ایک مرتبہ ''لا الہ الا اللّٰہ'' پڑھیں۔ اس کے بعد تسبیح حضرت زہراؑ پڑھیں۔ اس کے بعد سجدہ کریں اور سجدہ میں ایک سو مرتبہ اللھم صل علی محمد وآل محمد پڑھیں۔

اس بعد امام مہدی (عج) نے فرمایا:

جو شخص یہاں اس طرح سے دو رکعت نماز پڑھے گا تو وہ اس شخص کی مانند ہو گا جس نے کعبہ معظّمہ میں دو رکعت نماز پڑھی ہو۔ (۳۰۴)

**سوال۱۰۰: مسجد جمکران سے کون سی کرامات ظاہر ہوئی ہیں؟**

جواب۔ مسجد جمکران کی اساس ہی معجزہ پر رکھی گئی ہے اور اس دور سے لے کر آج تک اس

سے کرامات کا لامتناہی سلسلہ جاری ہے۔ان ہزاروں کرامات میں سے بطور نمونہ ہم یہاں چند کرامات نقل کرتے ہیں۔

**ا) وہ خوش نصیب شخص جو امام زمانہ (عج) کے ساتھ مسجد جمکران میں گیا۔**

ابتدا میں مسجد جمکران کا راستہ حضرت علی بن جعفرؑ کے مرقد کے پاس سے گذرتا تھا۔شہر سے باہر ایک پن چکی ہوا کرتی تھی اور اُس کے ارد گرد کچھ درخت ہوتے تھے۔وہ صاف ستھری جگہ سمجھی جاتی تھی اور امامؑ کی وعدہ گاہ تھی۔

ہر ہفتہ جمعرات کی صبح مرحوم حاج ملا آقا جان اور ان کے چند دوستوں کا معمول تھا کہ وہ وہاں جمع ہوتے تھے اور پھر مل کر مسجد جمکران جاتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ جمعرات کی صبح اس جگہ پر سب سے پہلے حجتہ الاسلام والمسلمین آقای میرزا تقی تبریزی زرگری پہنچے۔وہاں پہنچ کر انہوں نے اپنے اندر اخلاص کی عجیب کیفیت پائی۔انہوں نے سوچا اگر میں یہاں دوستوں کے لئے رک گیا تو شاید اخلاص کی یہ عجیب کیفیت اور سوز و گداز کی یہ حالت قائم نہ رہے۔یہ سوچ کر وہ تن تنہا مسجد کی طرف چل پڑے۔راستہ میں انہیں کچھ طلباء ملے جو جمکران کی زیارت کر کے قم جا رہے تھے لیکن وہ خود میں اس قدر مستغرق تھے کہ ان کی طرف قطعاً توجہ نہیں کی کچھ دیر بعد ان کے دوست پن چکی والی جگہ پر آئے تو انہوں نے یہ گمان کیا کہ آج آقای مرزا تقی نہیں آئے۔انہوں نے مسجد جمکران سے آنے والے طلباء سے میرزا تقی کے متعلق پوچھا کہ کیا تم نے انہیں کہیں دیکھا ہے؟

طلبہ نے بتایا: جی ہاں! وہ ایک سید بزرگوار کے ساتھ مسجد جمکران کی طرف جا رہے تھے اور ان سے گفتگو کرنے میں اتنے محو تھے کہ انہوں نے ہماری طرف توجہ تک نہ کی۔

یہ سن کر ان کے دوست مسجد جمکران کی طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ میرزا تقی محراب مسجد میں بے ہوش پڑے ہیں۔ وہ انہیں ہوش میں لائے اور ان سے بے ہوشی کا سبب پوچھا اور کہا آپ کے ساتھ وہ سید صاحب کون تھے؟

میرزا تقی نے جواب میں کہا: جب میں پن چکی کے مقام پر پہنچا تو میں اپنے دل میں ایک عجیب کیفیت محسوس کی اور مجھے یوں لگا کہ مجھے امام زمانہ (عج) سے باتیں کرنی چاہئیں۔

چنانچہ میں اپنے خیال کے مطابق اپنے آقا و مولا سے گفتگو کرتا رہا یہاں تک کہ جب میں محراب کے سامنے پہنچا تو میرے صبر کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور میں نے یہ اشعار پڑھے:

باخدا جویان بی حاصل مها تا کی نشینم
باش یک ساعت خداتا خدارا باتو بینم

ترجمہ: اے بزرگ میں خدا کو تلاش کرنے والوں کے ساتھ بیکار کب تک بیٹھوں تھوڑی دیر (میرے ساتھ) رہو کہ تمہارے ساتھ خدا کو دیکھ لوں۔

اور جب میں نے نظم کا یہ شعر پڑھا

ای نسیم کوی جاناں بر سر خاکم گذر کن
آب چشم اشکبارم بین وآه آتشینم

ترجمہ: محبوب کے کوچے کی نسیم میرے سر کی خاک پر سے گزر جا۔ ہائے افسوس میری آنسو برساتی آنکھ کا پانی جدائی (کے صدمے) سے سرخ ہو چکا ہے۔

ناگہاں محراب مسجد سے ایک آواز بلند ہوئی جس نے مجھے جواب دیا اس کے بعد طاقت نہ رہی اور میں بے ہوش ہو گیا۔

یہ واقعہ سن کر دوسرے دوستوں نے کہا: اصل میں آپ نے تمام راستہ امامؑ کی

معیت میں طے کیا ہے لیکن کوئی شخص امامؑ کی صدا سننے کا متحمل نہیں ہے۔ جب لوگ آپ کی آواز سننے کے متحمل نہیں ہیں تو وہ آپ کے دیدار کے کس طرح سے متحمل ہو سکتے ہیں۔

لہٰذا جن لوگوں نے امامؑ کو دیکھا تھا وہ بھی حضرتؑ کی پہچان سے قاصر رہے اور اس پورے عرصہ میں میرزا تقی حضرت حجۃ بن الحسن علیہما السلام کی لذت مناجات سے محظوظ ہوتے رہے۔

**۲) ایک مفلوج کا شفایاب ہونا اور دعائے فرج پڑھنے کا حکم۔**

مسجد جمکران کے ایک خادم کا بیان ہے کہ نو محرم الحرام کے دن میں مسجد میں آیا اس وقت مسجد خالی تھی اتنے میں ایک شخص بڑا خوش خوش آیا۔ اس نے مسجد کے تمام خدام سے معانقہ کیا اور سب کو بوسے دیئے۔ وہ مجھ سے بھی گلے ملا اور میرا منہ چوما۔ ہم نے اس سے اس کا ماجرا پوچھا تو اس نے کہا کہ کچھ عرصہ قبل ایک کار سے میرا حادثہ ہوا تھا جس کے نتیجہ میں ٹانگوں سے اپاہج ہو گیا تھا۔ ڈاکٹروں نے مجھے لا علاج قرار دیا تھا۔ اس کے بعد میں روزانہ اللہ تعالیٰ کو ائمہ معصومین کا واسطہ دے کر اپنے لیے شفایابی کی دعائیں کرتا تھا۔

آج ظہر کے بعد اپنے خاندان کو لے کر اس مسجد میں آیا اور گڑ گڑا کر دعائیں کیں اور اللہ تعالیٰ کو امام زمانہ (عج) کے واسطے دیئے۔ آدھے گھنٹے قبل میں نے مسجد میں ایک عجیب نور دیکھا اور ہر طرف خوشبو پھیل گئی۔ پھر میں نے دیکھا کہ امیر المومنین، امام حسین، قمر بنی ہاشم اور امام زمانہ علیھم السلام مسجد میں تشریف فرما ہیں۔

یہ منظر دیکھ کر میں حیران ہو گیا اور میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیے۔ اتنے میں امام (عج) میری طرف متوجہ ہوئے اور انہوں نے فرمایا:

''اب تم ٹھیک ہو۔ لوگوں سے کہو کہ وہ میرے ظہور کے لیے دعائیں کریں۔ خدا نے چاہا تو میرا ظہور قریب ہی ہے۔ آج رات یہاں عزاداری ہوگی اور اس میں ہم بھی شریک ہوں

گے۔"

اس کے بعد اس شفایاب شخص نے ایک طلائی انگوٹھی مسجد کی نذر کی اور خوشی خوشی وہاں سے چلا گیا۔

اسی رات ایک ماتمی انجمن تبریز سے جمکران آئی اور انہوں نے ساری رات مسجد میں عزاداری اور نوحہ خوانی کی۔ جو منقلب کر دینے والی اور سوزناک تھی۔ مجھے یقین ہو گیا کہ اسی انجمن کی آمد کے متعلق امام زمانہ (عج) نے پیشین گوئی کی تھی۔

**۳۔ ایک کینسر کے مریض کی شفایابی**

ایک بوڑھے شخص کا بیان ہے کہ ابتدا میں سردی لگنے سے میری بیماری کا آغاز ہوا اور پچیس دن کے اندر میری حالت اتنی خراب ہو گئی کہ مجھے شہید مصطفیٰ خمینی ہسپتال میں داخلہ لینا پڑا۔ مجھ سے کھانا پینا چھوٹ گیا میرے معالجین مجھے نلکیوں اور دواؤں کے ذریعے زندہ رکھے ہوئے تھے۔

ایک دن میرے خاندان کا ایک فرد میری عیادت کیلئے آیا جب وہ ہسپتال سے چلا گیا تو میں نے دیکھا ایک سید بزرگوار میرے کمرے میں تشریف لائے۔ میرے کمرے میں تین بینچیں تھیں وہ میرے قریب کی بنچ پر بیٹھ گئے پھر انہوں نے مجھ سے فرمایا: یہاں کیوں لیٹے ہوئے ہو؟ میں نے کہا کہ میں بیمار ہوں اس کے پہلے بیمار نہیں تھا تھوڑے ہی دن ہوئے ہیں کہ اس حالت کو پہنچ گیا ہوں۔ آقا نے کہا: کل جمکران آنا۔

صبح میرا معائینہ کرنے اور ٹمپریچر لینے کے لئے ڈاکٹر آیا تو میں نے کہا: مجھے اس کی خواہش نہیں۔ اس نے کہا: تم اس کے ذمہ دار ہو گے۔ میں نے کہا: میں خود ذمہ دار ہوں۔ اگر بیمار ہوں تو خود ذمہ دار ہوں گا۔ میں ٹھیک ہوں امام زمانہؑ نے مجھے شفا عطا کی ہے۔ ڈاکٹر ہنسا اور کہا: امام زمانہؑ تو غائب ہیں۔ (البتہ یہ الفاظ اس نے مذاق میں ادا کئے

تھے برائی کے ارادے سے نہیں)۔

میرے تیماردار نے چاہا کہ مجھے (غذا کی) نلکی لگائے لیکن میں نے اسے ہٹادیا۔ کچھ دیر بعد بچے مجھے دیکھنے کے لئے آئے۔ میں نے ان سے کہا۔ مجھے حمام لے چلوتا کہ میں (غسل کرکے) جمکران کی زیارت سے مشرف ہوؤں۔ چنانچہ حمام گیا۔ قربانی کی اور حالانکہ ایک عرصے سے کھانے کی خواہش نہیں رہی تھی اور پیٹ میں ایک قسم کی گرانی محسوس کرتا تھا لیکن یکا یک میری بھوک چمک اٹھی اور پیٹ کی گرانی ختم ہوگئی۔ البتہ کھانے میں کچھ دقت محسوس ہوئی امید ہے کہ امام زمانہؑ اس میں بھی شفا عطا کریں گے۔ پھر میں مسجد جمکران گیا۔ دوران راہ جسم میں لگی نلکیوں کو نکال پھینکا۔ امام زمانہؑ کو پکارا اور ان کی مہربانی کا شکریہ ادا کیا۔

۴۔ کمر کے مہروں کا ٹھیک ہونا

ایک دوست کا بیان ہے کہ برسوں پہلے میں ملازمت کے سلسلہ میں جمکران آیا تو مسجد جمکران کے ایک خادم حاجی خلیل قہوہ والے کی زبانی سنا کہ حاجی خلیج قزوینی ایک انجینئر کو یہاں لے آئے تھے اور وہ امام زمانہ (عج) کی نگاہ شفقت سے ٹھیک ہو گیا تھا۔

میں سالوں اس فکر میں رہا کہ حاجی خلیج قزوینی سے ملوں اور ان سے اس انجینئر کی ریڑھ کی ہڈی کی خرابی اور شفایابی کے بارے میں دریافت کروں۔ یہاں تک کہ میں معلم کے طور پر قریۂ جمکران آیا اور ظہر کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد جمکران جاتا رہا۔ ایک دن سنا کہ حاجی خلیج مسجد جمکران آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے ملاقات کی اور ان سے انجینئر کی شفایابی کی داستان سنانے کی فرمائش کی۔ میرے اصرار پر انہوں نے کہا: ایک دن میں حاجی خلیل کے قہوہ خانے کے آگے بیٹھا ہوا تھا۔ اس سے پہلے میں سن چکا تھا کہ حسین آقا نامی شخص ریڑھ کی ہڈی کی بیماری میں مبتلا ہوا جس کے علاج کے لئے وہ حتیٰ کہ بیرونِ ملک

بھی گیا لیکن تمام ڈاکٹروں نے اسے جواب دیدیا اور اسے فائدہ حاصل نہ ہو سکا۔ اس روز میں نے اسے دیکھا تو اس سے خواہش ظاہر کی ہم دونوں مل کر جمکران کی زیارت کے لئے جائیں۔

حسین آقا نے کہا: اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ میں نے بہترین ڈاکٹروں سے علاج کرایا ہے لیکن کوئی فرق نہیں پڑا۔

میرے اصرار پر وہ بہ مشکل راضی ہوا۔ میں اسے اپنے ساتھ لے کر مسجد جمکران آ گیا اور یہاں ہم نے چالیس روز قیام کیا۔ چالیسویں دن نے میں حسین آقا سے کہا: ہوشیار رہو آج چالیسواں دن ہے۔ پھر میں حسین آقا کے ساتھ صحرا کی طرف گیا۔ کچھ دیر وہاں پھرتے رہے پھر مسجد واپس آئے۔ مسجد میں داخل ہو کر میں نے حسین آقا سے کہا: میں تھکا ہوا ہوں اور مسجد کے ساتھ والے کمرے میں سونا چاہتا ہوں۔ حسین آقا نے کہا: میں مسجد میں نماز پڑھتا ہوں۔

چنانچہ میں ایک کمرہ میں آرام کرنے کے لئے چلا گیا۔ ابھی میں تھوڑی دیر سویا ہی تھا کہ مسجد سے ایک شور کی آواز بلند ہوئی۔ میں بیدار ہو کر مسجد میں آیا یہاں آ کر میں نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ میرا بیمار دوست جو بہ مشکل چل سکتا تھا۔ وہ مسجد سے باہر ایک وزنی پتھر کو اٹھا کر پھینکنے میں مصروف تھا اور اس کی کمر کا درد ختم ہو چکا تھا۔

میں نے اس سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ اس نے بتایا۔ میں مسجد میں نماز امام زمانہؑ پڑھنے میں مصروف تھا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا ایک محترم سید میرے قریب بیٹھے تھے۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: حسین صاحب! آپ کیوں آئے ہیں؟

میں نے کہا: میری کمر میں درد رہتا ہے۔ انہوں نے میرے پشت پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا: تمہاری کمر تو ٹھیک ہے۔ تم نے نماز امام زمانہ (عج) تو پڑھی ہے اس کے بعد

صلوات بھی پڑھی ہے؟

میں نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: تو صلوات پڑھو۔

میں نے سر سجدہ گاہ پر رکھا اور صلوات پڑھنے لگا۔ اس دوران مجھے خیال آیا کہ انہوں نے مجھے کیسے پہچان لیا اور انہیں میری تکلیف کا علم کیسے ہو گیا!!

میں اٹھا تو میں نے اچانک محسوس کیا کہ میری کمر کے درد کا کہیں نام نشان تک نہیں تھا۔ (۳۰۵)

## طبیب درد مندان

خستگان عشق را ایّام درمان خواہد آمد
غم مخور آخر طبیب دردمندان خواہدآمد
آنقدر از کردگار خویشتن امیدوارم
کہ شفا بخش دل امیدواران خواہدآمد
باغبانا سختی دی ماہ سی روزاست وآخر
نوبہار و نغمہ مرغ خوش الحان خواہدآمد
بلبل شوریدہ دل را ازخزان برگو ننالد
باغ و صحرا سبز واین دنیا گلستان خواہد آمد
بوی پیراہن رسید وزین بشارت گشت معلوم
یوسف گم گشتہ سوی پیر کنعان خواہد آمد
درد مندان، مستمندان، بی پناھان رابگویید
مصلح عالم، پناہ بی پناھان خواہد آمد
ازخدا روز فرج راای فلج کاران بخواہید

کاین جهان روزی کسی راتحت فرمان خواهد آمد
سخت آمد طول غیبت برتو می دانم مخورغم
موقع افشای این اسرار پنهان خواهد آمد
تلخی هجران شود شیرین به روز وصل جاناں
صبح صادق ان پی شام غریبان خواهد آمد
کاخهای ظلم ویران می شود برفرق ظالم
مهدی موعود،غم خوارِ ضعیفاں خواهد آمد
این چراغ از صر صر بیداد خاموشی ندارد
آنکه عالم را نماید نور باران خواهد آمد
نیست شک از عمر این دنیا اگر یک روز ماند
ذات قائم حجت خلاق سبحان خواهد آمد
صبر کن یا فاطمہؑ، ای بانویِ پهلو شکسته
قائمت باشیشۂ دارو و درمان خواهد آمد
اینقدر آخر منال از ضربت بازووپهلو
مونس تو بادشاه دلنوازان خواهد آمد
مسحنا از ضربت مسمار گر مقتول گشتی
عنقریبا داد خواه بی گناهان خواهد آمد
اصغرؑ از ضربت زخم گلو دل را مسوزان
غم مخور مرهم گزارزخم پیکان خواهد آمد
گفت بازینبؑ رقیہؑ یک شبی درشام ویران

عمہ بابم کی بہ سروقت یتیمان خواہد آمد؟

کودکان شام ہر یک باپدرہا سوی منزل

بابِ من کی نہرِ دلداری طفلاں خواہد آمد؟

''ہاشمی'' نام حسینؑ را ہر کہ بر دفتر رقم زد

چشم او با چشم خامہ ہردو گریان خواہد آمد

ترجمہ:

عشق کے مریضوں کے علاج کے دن آنے کو ہیں۔ غم نہ کر دردمندوں کا طبیب آنے کو ہے۔

مجھے اپنے پروردگار سے یہ امید ہے کہ امیدواروں کے دلوں کو شفا دینے والا آنے والا ہے۔

باغبان! خزاں کے مہینہ کی کل مدت تیس دن ہے۔ بہار آئے گی اور خوش الحان پرندوں کے نغمے سنائی دیں گے۔ شوریدہ سر بلبل سے کہو کہ وہ زیادہ نالے نہ کرے۔ یہ باغ وصحرا سرسبز ہو جائیں گے اور دنیا گلستان بن جائے گی۔

پیراہن کی خوشبو پہنچ چکی ہے اور اس بشارت سے معلوم ہوتا ہے کہ گمشدہ یوسف پیر کنعان (یعقوب علیہ السلام) کے پاس آنے ہی والا ہے۔

دردمندوں، حاجت مندوں اور بے پناہوں سے کہہ دو، مصلح جہان اور بے پناہوں کو پناہ دینے والا آنے والا ہے۔

اے تہی دست لوگو! خدا سے کشائش کے دن کا سوال کرو۔ یہ جہان ایک دن اس کے زیر فرمان آنے ہی والا ہے۔

مجھے معلوم ہے کہ تجھے ان کی طویل غیبت نے غمگین کر دیا ہے تاہم پھر بھی غم نہ کر کیونکہ ان بھیدوں کے فاش کرنے کا وقت آنے والا ہے۔

ہجر کی تلخیاں محبوب کے وصال سے شیریں بن جائیں گی شام غریباں کے بعد صبح صادق نمودار ہونے والی ہے۔

ظلم کے یہ ایوان ظالم کے سر پر ویران ہو جائیں گے مہدی موعود، کمزوروں کا غم خوار آنے والا ہے۔

ظلم کی آندھیوں سے یہ چراغ ہرگز نہیں بجھے گا۔ عالم کو روشن کرنے والا نور آنے ہی والا ہے۔

اس میں شک نہیں اگر دنیا کی عمر میں ایک دن ہی رہ گیا ہو تو بھی خالق کی حجت، امام زمانہ (عج) اس میں آنے ہی والے ہیں۔

اے بتولؑ پہلو شکستہ! آپ صبر کریں۔ آپ کا قائم آپ کے علاج کی شیشی سمیت آنے ہی والا ہے۔

بازو اور پہلو کی ضربت کی وجہ سے اتنا گریہ نہ کریں آپ کا مددگار بادشاہ آنے ہی والا ہے۔

محسن! اگرچہ تو میخ کے لگنے سے شہید ہوا ہے۔ عنقریب بے گناہوں کی عدالت کرنے والا آنے ہی والا ہے۔

اصغرؑ! گلے کی ضربت سے اپنا دل نہ جلاؤ، غم نہ کرو تیروں کے زخم پر مرہم رکھنے والا آنے ہی والا ہے۔

ایک رات شاہزادی رقیہ بنت الحسینؑ نے جناب زینب کبریٰؑ سے یہ کہا پھوپھی جان! میرا بابا یتیموں کے دیکھنے کے لئے کب آئے گا؟

شام کے بچے اپنے باپوں کے ساتھ گھروں کو جا رہے ہیں۔ میرے والد بچوں کو تسلی دینے کب آئیں گے؟

''ہاشمی'' جب بھی کاغذ پر حسینؑ کا نام لکھتا ہے تو اس کی آنکھ کے ساتھ قلم بھی رونے لگتا ہے۔

تـمـت بـا لخير و الحمد لله اولاو اخرا وصل الله على جبيبه واهل بيتهِ الـطـاهـريـن وسـلـم تسـلـيـمـا كثيرا۔اللهم اجعلنا ممن تنتصر به لدنيك واجعلنا من المتمسكين بجبل الله المتين۔برحمتك يا ارحم الرحمين

اللهم صل على محمد وآل محمد :

# منابع و مآخذ


۱۔قران مجید ۲۔اثبات الھداۃ، شیخ حر عاملی ترجمہ احمد جنتی ۔۳۔ارشاد مفید ترجمہ ساعدی خراسانی ۔۴۔الایقاظ من الھجعۃ ،شیخ حر عاملی ترجمہ احمد جنتی ۔۵۔اصول کافی ،ثقۃ الاسلام کلینی ۔۶۔ الزام الناصب ،شیخ علی حائری یزدی ۔۷۔ احتجاج طبرسی،ابو منصور طبرسی ۔۸۔اربعین شیخ بہائی ،ترجمہ خاتون آبادی ۔ ۹۔ اثبات الوصیۃ ،مسعودی،ترجمہ محمد جواد نجفی ۔۱۰۔ادیان ومہدویت،محمد بہشتی ۔۱۱۔بحار الانوار،علامہ مجلسی ۔۱۲۔ بلد الامین، تقی الدین شیخ ابراہیم کفعمی ۔۱۳۔ بحث حول المھدی،شہید سید محمد باقر الصدر ۔۱۴۔ پاسخ بہ دہ پرسش پیرامون امام زمان،صافی گلپائگانی ۔۱۵۔ پرسش ہا و پاسخ ھا استاد جعفر سبحانی ۔۱۶۔ تفسیر فرات کوفی ،تحقیق محمد کاظم ۔۱۷۔تفسیر مجمع البیان ،علامہ طبرسی ۔۱۸۔تفسیر التبیان ،شیخ طوسی ۔۱۹۔تفسیر المیزان ،علامہ محمد حسین طباطبائی ۔۲۰۔تفسیر موضوعی پیام قران ،ناصر مکارم شیرازی ۔۲۱۔تفسیر عیاشی،عیاشی سمرقندی ۔۲۲۔تاریخ غیبت کبریٰ سید محمد صدر،ترجمہ حسین افتخار زادہ ۔۲۳۔ جزیرہ خضرا، افسانہ یا واقعیت ،علامہ جعفر مرتضیٰ عاملی ۔۲۴۔حق الیقین ،علامہ مجلسی ۔۲۵۔ خورشید مغرب ،محمد رضا حکیمی ۔۲۶۔داد گستر جہان، ابراہیم امینی ۔ ۲۷۔انتظار امام ۔عبد الھادی فضلی ۔۲۸۔ ذخائر العقبیٰ محبّ الدین طبری ۔۲۹۔ رجعت،محمد خادمی شیرازی ۔۳۰۔السیرۃ النبویہ ،ابن ہشام ۔۳۱۔سفینۃ البحار ،محدث قمی ۔۳۲۔شیعہ در اسلام ،علامہ محمد حسین طباطبائی ۔۳۳۔شؤون واختیارات ولی فقیہ،ترجمہ از کتاب البیع امام خمینی ۔۳۴۔صحیح مسلم باشرح نودی ۔۳۵صحیح بخاری ۔۳۶۔غیبت نعمانی ،ابن ابی زینب محمد ابراہیم نعمانی ،ترجمہ جواد غفاری ۔۳۷۔فرائد السمطین ،محمد جوینی خراسانی ۔۳۸۔فتوحات مکیہ ،محی الدین ابن عربی ۔۳۹۔کمال الدین وتمام النعمۃ ،شیخ صدوق ۔۴۰۔کتاب الغیبۃ ،

شیخ طوسی۔ ۴۱۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان فی اخبار صاحب الزمان، حافظ محمد گنجی شافعی۔ ۴۲۔ کشف الغمہ، علامہ اربلی ۔۴۳۔ کشف الحق المعروف اربعین خاتون آبادی ۔۴۴۔ مہدی موعود، ترجمہ و نگارش علی دوانی ۔۴۵۔ مروج الذہب، مسعودی۔۴۶۔ منتہی الامال، محدث قمی ۔۴۷۔ مکیال المکارم، محمد تقی موسوی اصفہانی، ترجمہ مہدی حائری یزدی۔ ۴۸۔ مفاتیح الجنان، محدث قمی ۔۴۹۔ معانی الاخبار، شیخ صدوق ۔۵۰۔ مستدرک الوسائل، میرزا حسین نوری ۔۵۱۔ مہدی، انقلاب بزرگ، مکارم شیرازی۔۵۲۔ نہج البلاغہ، ترجمہ فیض الاسلام۔ ۵۳۔ نہج البلاغہ تحقیق صبحی صالح۔۵۴۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی۔ ۵۵۔ ینابیع المودۃ، قندوزی۔ اور کچھ دوسری کتابیں۔

# حوالہ جات


۱۔الفصول المہمہ ،ابن صباغ مالکی ص۲۹۴۔

۲۔ ہندی لغت میں پیغمبر اسلام کا نام ''کشن'' ہے۔

۳۔کھڑا ہونے والا لفظ''قائم'' کا ترجمہ ہے اور شیعان آل محمدؑ امام زمانہ(عج) کو ''قائم'' کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

۴۔ ہماری بعض روایات میں آپ کا ایک لقب منصور ہے۔ ماخوذ از کتاب ''ادیان ومہدویت'' محمد بہشتی ص۱۸۔

۵۔انجیل لوقا فصل ۱۲۔ بند ۳۵۔۳۶۔

۶۔تورات، اشعیا نبی باب ۱۱، آیات ۱۔۱۰۔

۷۔ پرانا عہد نامہ۔ مزامیر۔ مزمور ۳۷، آیات ۹ تا ۱۲، ۱۷ تا ۱۸۔

۸۔مہدی موعود ترجمہ علی دوانی ص ۲۴۶،۲۷۲۔

۹۔کمال الدین وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۲۸۷۔اردو ترجمہ ص۳۰۴۔

۱۰۔کمال الدین وتمام النعمة، شیخ صدوق ص۳۰۳۔اردو ترجمہ ص۳۱۹۔

۱۱۔کمال الدین وتمام النعمة، ص ۳۰۷۔اردو ترجمہ ص۳۲۵۔

۱۲۔اثبات الھداۃ شیخ حر عاملی ج ۵ ص ۱۵۵۔

۱۳۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۱۷۔اردو ترجمہ ص۳۲۹۔

۱۴۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۲۲۔اردو ترجمہ ص۳۳۲۔

۱۵۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۲۶۔اردو ترجمہ ص۳۳۵۔

۱۶۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۴۵۔اردوترجمہ ص۳۵۲۔

۱۷۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۶۱۔اردوترجمہ ص۳۶۴۔

۱۸۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۷۶۔اردوترجمہ ص۳۷۵۔

۱۹۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۷۷۔اردوترجمہ ص۳۷۶۔

۲۰۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۸۰۔اردوترجمہ ص۳۷۸۔

۲۱۔مہدی مدعود، علی دوانی ص ۳۹۱۔

۲۲۔فرائدالسمطین محمد جوینی خراسانی ج۲ص ۳۲۵، ینابیع المودة ج۳ص۱۶۳۔

۲۳،۲۴۔فصول المهمه ابن صباغ مالکی ص ۲۹۴۔

۲۵۔البیان فی اخبار صاحب الزماں حافظ گنجی شافعی ص ۴۹۳۔

۲۶۔ینابیع المودة قندوزی ج ۳ ص ۱۶۳ فصول المهمه ابن صباغ مالکی ص ۲۹۳۔

۲۷۔فصول المہمہ ص ۲۹۳۔

۲۸۔مولف کوغلط فہمی ہوئی ہے۔پہلی غلط فہمی تو انہیں ان کے نام میں ہوئی ہے وہ ابوعبیدہ ثقفی نہ تھے بلکہ ان کے فرزند مختار بن ابوعبیدہ ثقفی تھے۔انہوں نے کبھی مہدیؑ ہونے کا دعویٰ نہیں کیا تھا البتہ انہوں نے خون امام حسینؑ کا انتقام لیا تھا جس کی وجہ سے مورخین آج تک ان پر ناراض ہیں اور ان کی کردار کشی میں مصروف ہیں جب کہ امام محمد باقرؑ نے ان کی توثیق فرمائی تھی۔مؤلف ایک طرح سے کہتے ہیں کہ وہ محمد حنفیہؒ کو امام مانتے تھے اور پھر لکھتے ہیں کہ وہ مہدویت کے دعویدار تھے ان دونوں باتوں میں واضح تضاد پایا جاتا ہے کیونکہ اگر وہ محمد حنفیہؒ کی امامت کے قائل تھے تو انہوں نے مہدویت کا دعویٰ کیسے کرلیا تھا؟ الغرض اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مؤلف کو حضرت امیر مختار کے متعلق غلط فہمی ہوئی ہے۔من المترجم عفی عنہ۔

۲۹۔ڈاکٹر جواد مشکور اپنی کتاب تاریخ اسلام کے صفحہ ۸۷ پر لکھتے ہیں کہ اس کا نام عبدالرحمٰن ابن مسلم تھا ۱۰۸ھ کو صوبہ اصفہان کے ایک قریبی گاؤں میں پیدا ہوا۔

۳۰۔اس نے نہتے صوفیوں کو ساتھ لے کر فوجیوں سے ہتھیار چھینے تھے اور پھر ان ہی سے انگریزوں کے خلاف کاروائیاں کی لیں۔اس کی ماں کا نام آمنہ اور باپ کا نام عبداللہ تھا اور خود اس کا نام محمد تھا۔اہل سنت کی ایک روایت کی مطابق ناموں کی یہی مطابقت مہدی کے ساتھ ہوگی۔چنانچہ لوگوں نے اسے مہدی کہنا شروع کردیا۔کہا جاتا ہے کہ اس نے خود کو کبھی مہدی نہیں کہا لیکن جب سوڈان کے قبائل کو اپنی حمایت کے لئے خطوط لکھتا تو ان میں لکھتا تھا کہ میرے ساتھی مجھے مہدی کہتے ہیں (من المصحح عفی عنہ)

۳۱۔ادیان ومہدویت،محمد بہشتی ص ۷۱۔باتصرف الفاظ۔

۳۲۔کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق ص ۳۲۲ اردو ترجمہ ص ۳۳۲۔

۳۳۔مہدی موعود،ترجمہ ونگارش علی دوانی ۴۸۱۔

۳۴۔مروج الذہب ج ۴ ص ۱۹۹۔

۳۵۔ینابیع المودۃ قندوزی جلد ۳ ص ۱۱۴۔

۳۶۔الزام الناصب شیخ حائری یزدی جلد ۱ ص ۳۴۰۔

۳۷۔کشف الغمہ علامہ اربلی ج ۲ ص ۴۹۹۔

۳۸۔الزام الناصب ج ۱ ص ۳۴۲۔

۳۹۔الزام الناصب ج ۱ ص ۳۴۱۔

۴۰۔الزام لناصب ج ۱ ص ۳۵۱۔

۴۱۔خورشید مغرب محمد رضا حکیمی ص ۲۴۔

۴۲۔بحارالانور ج ۵۱ ص ۱۹۔

۴۳۔ منتہی الامال محدث قمی ج ۲ ص ۲۸۵۔

۴۴۔ مہدی موعود ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۳۹۳۔

۴۵۔ کتاب غیبت شیخ طوسی ص ۱۲۴۔

۴۶۔ کشف الحق خاتون آبادی ص ۳۴۔

۴۷۔ الزم الناصب، شیخ حائری یزدی ج ۱ ص ۴۸۳۔

۴۸۔ اثبات الھداۃ، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۱۱۰، ۱۶۹۔

۴۹۔ معانی الاخبار، شیخ صدوق ص ۶۵۔ اردو ترجمہ ص ۱۰۴۔

۵۰۔ کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق ص ۳۷۸ اردو ترجمہ ص ۳۷۷۔

۵۱۔ تفسیر فرات کوفی ص ۲۴۰۔

۵۲۔ کمال الدین وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۳۷۸۔ اردو ترجمہ ص ۳۷۷۔

۵۳۔ منتہی الامال محدث قمی ج ۲ ص ۲۸۶۔

۵۴۔ منتہی الامال محدث قمی ج ۲ ص ۲۸۷۔

۵۵۔ بحار الانوار ج ۵۱ ص ۳۰۔

۵۶۔ الزام الناصب، شیخ حائری یزدی ج ۱ ص ۱۷۱۔

۵۷۔ خورشید مغرب، محمد رضا حکیمی ص ۲۶۴۔

۵۸۔ اقتباس از ''پرسشھا دپاسخھا'' جعفر سبحانی ص ۱۸۵۔

۵۹۔ کمال الدین وتمام النعمۃ ص ۲۸۶ اردو ترجمہ ص ۳۰۵۔

۶۰۔ مستدرک الوسائل میرزا حسین نوری ج ۲ ص ۳۸۰۔

۶۱۔ اصولِ کافی کلینی ج ۱ ص ۳۲۸۔

۶۲۔ بحار الانوار ج ۵۳ ص ۱۸۴۔

۶۳۔کشف الغمہ علامہ اربلی ج ۲ ص ۵۲۰۔

۶۴۔مزید وضاحت کے لیے آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی کی کتاب ''القواعد الفقهیه'' کی جلد سوئم کے صفحہ ۱۲۴ کا مطالعہ فرمائیں۔

۶۵۔ذخائر العقبیٰ محبّ الدین طبری ص ۱۳۶۔

۶۶۔کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۱۱۶۔

۶۷۔الزام الناصب، شیخ حائری یزدی ج ۱ ص ۴۷۔

۶۸۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۲۱۶۔اردو ترجمہ ص ۳۶۳۔

۶۹۔اصول کافی ج ۱ ص ۴۶۴۔

۷۰۔امالی شیخ طوسی ص ۳۱۷۔

۷۱۔اصول کافی ج ۱ ص ۵۱۷، مدینة المعاجز جلد ۸۔ ص ۱۱۲۔

۷۲۔اصول کافی ج ۱۔ص ۵۲۳، مدینۃ المعاجز۔تلخیص مدینة المعاجز بنام آلِ محمد کے معجزات جلد ۴ ص ۳۳۴۔

۷۳۔شیفتگان حضرت مهدی (عج) ص ۱۷۲۔

۷۴۔بحار الانوار ج ۵۲ ص ۷۴۔

۷۵۔کمال الدین و تمام النعمة ص ۴۷۵۔اردو ترجمہ ص ۴۵۲۔

۷۶۔اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۶ ص ۳۸۶۔

۷۷۔اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۶ ص ۳۹۳۔

۷۸۔خورشید مغرب، محمد رضا حکیمی ص ۴۳۔

۷۹۔ارشاد شیخ مفید، ترجمہ ساعدی خراسانی ص ۶۷۳۔

۸۰۔بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۵۵۔

۸۱۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۴۸۲۔اردو ترجمہ ص ۴۵۷۔

۸۲۔بحارالانوار ج ۵۱ ص ۱۱۳۔

۸۳۔بحارالانوار ج ۵۱ص ۱۵۲۔

۸۴۔بحارالانوارج ۱۔ص ۱۵۲۔

۸۵۔کمال الدین وتمام النعمة ص۳۴۲۔اردو ترجمہ ص ۴۵۷۔

۸۶۔مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۸۵۲۔

۸۷۔ینا بیع المودة قندوزی ج ۳ ص ۱۴۷۔

۸۸۔ترجمہ وتلخیص از جزیرہ خضرا افسانہ یا واقعیت علامہ جعفر مرتضٰی عاملی ترجمہ سپہیری ص ۳۵۔

۸۹۔مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۸۵۲۔

۹۰۔ویسے بھی غیبت کی دو قسمیں ہیں۔
۱) غیبت شخص: یہ وہ غیبت ہے جب کوئی شخص غائب ہو جائے اور کہیں دکھائی نہ دے۔
۲) غیبت شخصیت: کوئی شخص موجود تو ہو لیکن اسے کوئی پہچانتا نہ ہو۔ یہ غیبتِ شخصیت ہے۔ امام زمانہؑ کی غیبت، غیبت شخص نہیں بلکہ غیبت شخصیت ہے۔ آپ ہمارے ہی معاشرہ میں موجود ہیں لیکن افراد معاشرہ ان کی پہچان سے قاصر ہیں یہی وجہ ہے کہ روایات میں مذکور ہے کہ جب آپ ظہور فرمائیں گے تو لوگ کہیں گے کہ میں نے تو انہیں فلاں فلاں مقام پر دیکھا تھا لیکن انہیں پہچانتا نہیں تھا۔

معصوم کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ جب تک وہ خود نہ چاہے اسے کوئی پہچان نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک یوسفؑ نے نہیں چاہا تھا ان کے بھائی انہیں نہیں پہچان سکے تھے اور جب انہوں نے چاہا تو بھائیوں نے بھی پہچان لیا تھا۔ اسی لیے امام زمانہ (عج) کو

لوگ ہزار بار بھی دیکھیں تو جب تک وہ خود نہ چاہیں گے انہیں کوئی پہچان نہیں سکے گا۔

(اضافہ من المترجم)


۹۱۔ینابیع المودة قندوزی ج ۳ ص ۱۷۰۔

۹۲۔کمال الدین وتمام النعمۃ شیخ صدوق ص ۴۸۵۔اردو ترجمہ ص۲۳۲۔

۹۳۔احتجاج طبرسی ج ۲ ص ۴۹۷۔

۹۴۔ نہج البلاغه خطبه ۱۴۸۔

۹۵۔سفینة البحار محدث قمی ج ۲ ص ۱۵۸۔

۹۶۔بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۵۱ ص ۳۵۱۔

۹۷۔بحار الانوار ج ۵۱ ص ۳۵۵۔

۹۸۔بحار الانوار ج ۵۱ ص ۳۶۰۔

۹۹۔ادیان ومہدویت، محمد بہشتی ص ۸۴۔

۱۰۰۔لغت میں توقیع کے معنی دستخط کرنے یا حاشیہ نویسی کے ہوتے ہیں۔

۱۰۱۔بحار الانوار ج ۵۱ ص ۳۳۔

۱۰۲۔اثبات الهداة شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۴۶۰۔

۱۰۳۔داد گستر جہان، ابراہیم امینی ص ۱۳۳۔

۱۰۴۔بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۵۱ ص ۳۵۰۔

۱۰۵۔احتجاج طبرسی ج۲ ص ۴۹۷۔

۱۰۶۔ بحث حول المہدی شہید آیت اللہ صدر۔ص۲۵۔

۱۰۷۔داد گستر جہان، ابراہیم امینی ص ۱۸۲۔

۱۰۸۔مہدیؑ انقلاب بزرگ، مکارم شیرازی ص ۲۲۳۔

۱۰۹۔ درانتظار امام، عبدالہادی فضلی ۲۶۔

۱۱۰۔ اقتباس از اربعین شیخ بہائی، ترجمہ خاتون آبادی ص ۵۵۳۔

۱۱۱۔ دادگستر جہان، ابراہیم امینی بحوالہ مروج الذہب ص ۲۰۰۔

۱۱۲۔ ترجمہ بحث حول المہدی، آیت اللہ صدر ص ۳۴۔

۱۱۳۔ نہج البلاغہ باب الحکم حکمت ۱۴۷۔

۱۱۴۔ اصول کافی ج ۱ ص ۱۸۰۔

۱۱۵۔ صحیح مسلم ج ۳ ص ۱۴۵۳۔

۱۱۶۔ اصول کافی ج ۱ ص ۵۳۴۔

۱۱۷۔ فرائد السمطین جوینی ج ۲ ص ۳۳۵۔

۱۱۸۔ فرائد السمطین جوینی ج ۲ ص ۳۲۷۔

۱۱۹۔ اصول کافی ج ۱ ص ۳۷۶۔

۱۲۰۔ درانتظار امام، عبدالہادی فضلی ترجمہ روحانی ص ۶۱۔

۱۲۱۔ شیعہ دراسلام علامہ طباطبائی ص ۱۵۱۔

۱۲۲۔ تفسیر مجمع البیان، علامہ طبرسی ج ۳ ص ۶۴۵۔

۱۲۳۔ سیرت ابن ہشام ج ۱ ص ۲۷۸، ۳۷۹۔ درمنثور بحوالہ ابن مردویہ، بیہقی ابی لیلیٰ، ابونعیم۔

۱۲۴۔ سیرت ابن ہشام ج ۲ ، طبقات ابن سعد ص ۲۲۸، کامل ابن اثیر ج ۲ ص ۱۰۳۔

۱۲۵۔ التبیان شیخ طوسی ج ۸ ص ۴۴۵۔ مجمع البیان ج ۴ ص ۶۵۲۔

۱۲۶۔ اقتباس از کتاب ''پاسخ بہ دہ پرسش'' صافی گلپائیگانی ص ۸۷۔

۱۲۷۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۱۵۴۔ حق الیقین علامہ مجلسی ص ۲۴۶۔

۱۲۸۔ امام مہدیؑ کی قم مقدس میں تشریف آوری ایک حکایت میں بیان کی گئی ہے۔ دلچسپی رکھنے والے اصحاب کتاب پاسخ بہ دہ پرسش تالیف صافی گلپایگانی ص ۳۱ سے رجوع کریں۔

۱۲۹۔ غیبت نعمانی باترجمہ غفاری باب دہم ص ۲۵۰۔

۱۳۰۔ جزیرہ خضراء کے متعلق مزید تحقیق کے لیے علامہ سید جعفر مرتضیٰ عاملی کی کتاب ''جزیرہ خضراء حقیقت یا افسانہ'' کا مطالعہ فرمائیں۔

۱۳۱۔ کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۱۰۲ ولا یطلع علی موضعه احد من ولده ولا غیره الاالمولی الذی یلی امره۔

۱۳۲۔ کتاب الغیبة، محمد بن ابراہیم نعمانی باب دہم ص ۲۵۰۔

۱۳۳۔ داد گستر جہان، ابراھیم امینی ص ۲۰۷۔

۱۳۴، ۱۳۵۔ جمال الاسبوع، سید ابن طاؤس ص ۵۱۲۔

۱۳۶۔ اثبات الوصیة، مسعودی ترجمہ نجفی ص ۲۰۱۔

۱۳۷۔ کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۱۳۴۔

۱۳۸۔ اس کے لیے ہم علامہ سید مرتضیٰ جعفر عاملی کی کتاب ''جزیرہ خضراء حقیقت یا افسانہ'' کے مطالعہ کی سفارش کرتے ہیں۔

۱۳۹۔ اصول کافی ج ۱ ص ۲۴۔

۱۴۰۔ اصول کافی ج ۱ ص ۲۸۳۔

۱۴۱۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۳۸۸۔

۱۴۲۔ البیان فی اخبار صاحب الزمان، گنجی شافعی، در کتاب کفایة الطالب ص ۴۹۰۔

۱۴۳۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی ج ۵۶ ص ۲۴۳۔
۱۴۴۔ شوؤن اختیارات ولی فقیہ امام خمینی (رہ) ص ۲۹۔
۱۴۵۔ کشف الغمہ علامہ اربلی ج ۲ ص ۵۳۱۔
۱۴۶۔ شوؤن واختیارات ولی فقیہ ص ۴۶۔
۱۴۷۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی ج ۱۸ ص ۶۔
۱۴۸۔ وسائل الشیعہ، شیخ حر عاملی ج ۱۸ ص ۱۰۱۔
۱۴۹۔ تاریخ غیبتِ کبریٰ، سید محمد صدر۔ ص ۱۱۵۔
۱۵۰۔ داستانھای شگفت، سید عبد الحسین دستغیب ص ۲۸۹۔
۱۵۱۔ گنجینه دانشمندان ج ۲ س ۶۴۔
۱۵۲۔ داستانھای شگفت شہید دستغیب ص ۵۸۔
۱۵۳۔ بحار الانوار علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۱۰۳۔
۱۵۴۔ كمال الدين وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۴۸۴۔ اردو ترجمہ ص ۴۸۱۔
۱۵۵۔ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ امام زمانہ (ع) کی آمد کا حتمی وقت نہیں بتایا لیکن اس سے یہ استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کہ انہیں اس کا علم ہی نہیں تھا۔ کیونکہ اس سے "وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمْ" کی نفی ہوتی ہے۔ (من المترجم عفی عنه)
۱۵۶۔ مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۲۶۲۔
۱۵۷۔ اصول کافی ج ۱ ص ۲۸۰۔
۱۵۸۔ بحار الانوا، علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۳۱۱۔
۱۵۹۔ ملخصاً از بحث حول المهدی، شہید آیۃ اللہ صدر ص ۷۵۔
۱۶۰۔ تاریخ غیبت کبریٰ تالیف سید محمد صدر ص ۴۸۹۔

۱۶۱۔غیبت نعمانی، باترجمہ غفاری باب ۱۸ ص ۴۲۹۔
۱۶۲۔بحارالانوار ج ۵۲ ص۲۶۰،۲۵۶۔(متن میں تھوڑی سی تلخیص کے ساتھ)
۱۶۳۔کمال الدین وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۶۵۰۔اردوترجمہ ص۶۱۴۔
۱۶۴۔غیب نعمانی، ترجمہ غفاری باب ۱۴ ص ۳۶۵۔
۱۶۵۔بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۰۹، غیب طوسی ص ۲۶۷۔
۱۶۶۔غیبت طوسی ص ۲۷۴۔
۱۶۷۔غیبت نعمانی، باب۱۸ ص ۴۳۱۔
۱۶۸۔اقتباس از ''جزیرہ خضراء افسانہ یا واقعیت'' ص ۵۱۔
۱۶۹،۱۷۰۔کمال الدین وتمام النعمة، شیخ صدوق ص۶۵۰،۶۵۱۔اردوترجمہ ص۶۱۴۔۶۱۶۔
۱۷۱۔کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۲۷۰۔
۱۷۲۔غیبت نعمانی، باب۱۸ ص ۴۳۵۔
۱۷۳۔کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۲۷۸۔
۱۷۴۔ کتاب الغیبة، شیخ طوسی ص ۲۷۳۔
۱۷۵۔غیبت نعمانی، باب ۱۸ ص ۴۲۶۔
۱۷۶۔غیبت نعمانی، باب ۱۴ ص ۴۳۹۔
۱۷۷۔غیبت نعمانی، باب۱۸ ص ۴۳۴۔
۱۷۸۔بحارالانوار ج ۵۲ ص ۲۳۲۔
۱۷۹۔غیبت نعمانی، باب ۸۱ ص ۴۲۶۔
۱۸۰۔تاریخ غیبت کبریٰ، سید محمد صدر ص ۶۴۸۔

۱۸۱۔بحارالانوار، ج ۵۲، ص۱۸۲۔
۱۸۲۔کتاب میں دسویں علامت مذکور نہیں تھی اس لئے ہم نے نو علامات پر اکتفا کیا ہے
۔ملاحظہ فرمائیں۔اثبات الھداۃ ج ۷، ص۴۰۵۔
۱۸۳۔مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۹۷۲۔
۱۸۴۔مہدی موعود ص ۹۶۵۔
۱۸۵۔صحیح بخاری ج ۹ باب۱۰۹۴ حدیث۱۹۴۷۔
۱۸۶۔مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۹۶۵۔
۱۸۷۔مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۹۶۵۔
۱۸۸۔صحیح مسلم باشرح نوح نووی ج ۱۸ ص ۶۵۔
۱۸۹۔اثبات الھداۃ، شیخ حر عاملی ج ۷، ص ۲۳۹۔
۱۹۰۔كمال الدين وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۵۲۹۔
۱۹۱۔منتہی الامال، شیخ عباس قمی حدیث ۲ ص ۳۳۶۔
۱۹۲۔كمال الدين وتمام النعمة، شیخ صدوق ص ۶۵۰۔اردو ترجمہ ص۶۱۴۔
۱۹۳۔ارشاد مفید باترجمہ ساعدی خراسانی ص ۶۹۷۔
۱۹۴۔منتہی الامال، شیخ عباس قمی ج ۲ ص ۳۳۷۔
۱۹۵۔مہدی موعود ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۱۱۶۳۔
۱۹۶۔غیبت نعمانی باب ۱۴ ص ۳۶۳۔
۱۹۷۔كتاب الغيبة شيخ طوسی ص ۲۷۴۔
۱۹۸۔غیبت نعمانی باب ۱۴ ص ۳۶۵۔
۱۹۹۔غیبت نعمانی باب ۱۴ ص ۳۶۹۔

۲۰۰۔کمال الدین و تمام النعمة،شیخ صدوق ص ۲۸۷ اردو ترجمہ ص۳۰۴۔
۲۰۱۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۵۱ ص ۹۳۔
۲۰۲۔خورشید مغرب،محمد رضا حکیمی ص ۳۲۲۔
۲۰۳۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۵۳ ص ۷۔
۲۰۴۔غیبت نعمانی،باب ۱۳ ص ۳۴۴۔
۲۰۵۔کتاب الغیبة،شیخ طوسی ص ۲۶۶۔
۲۰۶۔کتاب الغیبة،شیخ طوسی ص ۲۷۴۔
۲۰۷۔چہاردہ معصوم، عمازادہ ج ۲ ص ۶۰۶۔
۲۰۸۔اثبات الھداة،شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۴۱۴۔
۲۰۹۔اثبات الھداة شیخ حر عاملی۔ج ۷۔ص ۴۰۰۔
۲۱۰۔کمال الدین وتمام النعمة،شیخ صدوق ص ۶۵۲۔اردو ترجمہ ص ۳۷۵۔
۲۱۱۔البیان فی اخبار صاحب الزمان، گنجی شافعی ص ۴۹۵۔
۲۱۲۔اثبات الھداة،شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۲۷۔
۲۱۳۔کمال الدین وتمام النعمة ص ۳۷۲۔
۲۱۴۔مہدی موعود،ترجمہ نگارش علی دوانی ص ۱۱۵۴۔
۲۱۵۔اسرار العقائد،ج۲ ص ۱۰۰۔
۲۱۶۔المہدی فی القران،سید صادق شیرازی ص ۷۶۔
۲۱۷۔بحارالانوار علامہ مجلسی ج۵۳ ص۹۔
۲۱۸۔بحث حول المہدی،شہید صدر ص ۸۳۔
۲۱۹۔غیبت نعمانی باب۱۴ ص ۴۰۴۔

۲۲۰۔ تفسیر قمی ج ۱ ص ۳۲۳۔

۲۲۱۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۹۰۔

۲۲۲۔ بحار الانوار، ج ۵۲ ص ۳۰۸۔

۲۲۳۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۱۶۔

۲۲۴۔ اثبات الهداة، ج ۷ ص ۴۷۔

۲۲۵۔ ملاحم ابن طاؤس ص ۱۴۶ بہ نقل از ''چشم اندازی از حکومت مہدی'' ص ۱۰۷۔

۲۲۶۔ بحار الانوار ج ۶۰ ص ۲۱۸۔

۲۲۷۔ مستدرک الوسائل، محدث نوری ج ۱۲ ص ۳۳۵۔

۲۲۸۔ ارشاد القلوب دیلمی ص ۲۸۶۔

۲۲۹۔ بحار الانوار ج ۵۲ ص ۳۴۳۔

۲۳۰۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۱۱۳۔

۲۳۱۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان، گنجی شافعی ص ۴۹۸۔

۲۳۲۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان گنجی شافعی ص ۵۰۶۔

۲۳۳۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان، گنجی شافعی ص ۵۰۸۔

۲۳۴۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۱۱۱۔

۲۳۵۔ بحار الانوار، مجلسی ج ۱۳، چاپ قدیم نقل از کتاب انقلابی بزرگ ص ۳۰۰۔

۲۳۶۔ علل الشرائع صدوق ج ۱ ص ۱۲۹۔

۲۳۷۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۸۳۔

۲۳۸۔ مہدیؑ موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۱۱۲۱۔

۲۳۹۔ اثبات الهداة، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۸۹۔

۲۴۰۔ مہدئ موعود ترجمہ ونگارش علی دوانی ص ۱۱۵۸۔

۲۴۱۔ غیبت نعمانی، باب ۲۱ ص ۴۵۱۔

۲۴۲۔ ملاحم ابن طاؤس ص ۸۳ نقل از کتاب چشم اندازی از حکومت مہدی، نجم الدین طبسی ص ۱۹۰۔

۲۴۳۔ تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۳۲، اثبات الہداۃ ج ۳ ص ۵۵۰۔

۲۴۴۔ فتوحات مکیہ، ابن عربی، ج ۳ ص ۳۲۷۔

۲۴۵۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان، گنجی شافعی ص ۴۹۷۔

۲۴۶۔ اثبات الہداۃ، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۱۱۱۔

۲۴۷۔ کفایۃ الطالب بہ ضمیمہ البیان ص ۴۹۷۔

۲۴۸۔ غیبت شیخ طوسی ص ۲۸۳۔

۲۴۹۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۲۸۳۔

۲۵۰۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۳۲۸۔

۲۵۱۔ مزید آگاہی کے لیے آقائے ناصر مکارم کی کتاب ''انقلابی بزرگ'' کی طرف رجوع کریں۔

۲۵۲۔ اثبات الہداۃ، شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۱۵۰۔

۲۵۳۔ بحار الانوار، علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۲۲۳۔

۲۵۴۔ منتخب الاثر، صافی گلپائگانی ص ۴۷۱۔

۲۵۵۔ منتخب الاثر ص ۴۸۲۔

۲۵۶۔ ۲۵۷۔ تفسیر برہان سید ہاشم بحرانی ج ۳ ص ۹۶۔ نقل از پرسشہا و پاسخہا، جعفر سبحانی ص ۲۲۳۔

۲۵۸۔ بحارالانوار، علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۳۳۶ ۔

۲۵۹۔ دادگستر جہان، ابراہیم امینی ص ۳۱۹۔

۲۶۰۔ تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۴۳۔

۲۶۱۔ منتخب الاثر، صافی گلپائگانی ص ۳۰۷، اثبات الھداۃ ج ۷ ص ۹۷۔

۲۶۲۔ بحارالانوار، علامہ مجلسی ج ۲۷ ص ۲۱۷ ۔

۲۶۳۔ تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۲۸۱۔

۲۶۴۔ تاریخ بعد الظہور، سید محمد صدر ص ۸۸۱۔

۲۶۵۔ اصول کافی، ثقۃ الاسلام کلینی ج ۱ ص ۳۸۴۔

۲۶۶۔ مہدی موعود، ترجمہ ونگارش علی دوانیؒ ص ۱۲۲۰۔

۲۶۷۔ بحارالانوار، علامہ مجلسی ج ۳ ص ۱۳۔

۲۶۸۔ ارشاد مفید، ترجمہ ساعدی ص ۷۰۸۔

۲۶۹۔ الایقاظ من الھجمۃ، شیخ حر عاملی، ترجمہ احمد جنتی ص ۴۰۰۔

۲۷۰۔ مکیال المکارم، موسوی اصفہانی ج ۲ ص ۱۷۱۔

۲۷۱۔ کمال الدین وتمام النعمۃ ص ۳۷۱۔ اردو ترجمہ ص ۳۷۱۔

۲۷۲۔ اصول کافی مرحوم کلینی ج ۲۔ ص ۲۲۶۔

۲۷۳۔ مکیال المکارم موسوی اصفہانی ج ۲ ص ۲۸۸۔

۲۷۴۔ مکیال المکارم موسوی اصفہانی ج ۲ ص ۲۶۱۔

۲۷۵۔ میزان الحکمۃ، محمدی رَیْ شہری ج ۴ ص ۵۳۱۔

۲۷۶۔ مکیال المکارم، موسوی اصفہانی ج ۲ ص ۴۳۷۔

۲۷۷۔ در انتظار امام، عبدالھادی فضلی ص ۷۸۔

۲۷۸۔مکیال المکارم،موسوی اصفہانی،ج ۲ ص ۲۱۹۔

۲۷۹۔کمال الدین وتمام النعمة،شیخ صدوق ص ۳۷۸۔

۲۸۰۔اثبات الھداۃ،شیخ حر عاملی ج ۷ ص ۴۰ ۔

۲۸۱۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۱۲۶۔

۲۸۲۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۵۲ ص ۱۲۳۔

۲۸۳۔تفسیر موضوعی پیام قران،آیت اللہ ناصر مکارم شیرازی ج ۹ ص ۴۴۷۔

۲۸۴۔اصول کافی،ثقۃ الاسلام کلینی،ج ۱ ص ۳۳۷۔

۲۸۵۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۱۰۲ ص ۱۱۱ ۔

۲۸۶۔مفاتیح الجنان محدث قمی ص ۲۱۴۔

۲۸۷۔منتہی الامال محدث قمی ج ۲۔ص ۴۸۷۔

۲۸۸۔تفسیر عیاشی ج ۱ ص ۲۰۲۔

۲۸۹۔بحارالانوار،علامہ مجلسی ج ۵۳ ص ۶۶۔

۲۹۰۔تفسیر عیاشی ج ۲ ص ۱۱۲۔

۲۹۱۔تفسیر صافی،فیض کاشانی ج ۴ ص ۷۷۔

۲۹۲۔تفسیر المیزان،علامہ طباطبائی،ج ۱ ص ۲۰۴۔

۲۹۳۔تفسیر صافی،فیض کاشانی،ج ۱ ص ۱۲۹۔

۲۹۴۔اقتباس از کتاب رجعت،تالیف محمد خادمی شیرازی۔

۲۹۵۔بحارالانوار،علامہ مجلسی،ج ۵۳ ص ۹۲۔

۲۹۶۔ہشتاد ودو مسئلہ،شہید آیت اللہ دستغیب ص ۱۱۴۔(واضح رہے کہ کتاب مذکورہ کا ترجمہ حقیر نے چند برس پہلے کیا تھا اور ادارہ ہذا نے اسے ''جواب حاضر ہے'' کے نام سے

شائع کیا ہے)۔

۲۹۷۔تفسیر برہان،سید ہاشم بحرانی ج ۲ ص ۴۰۸۔

۲۹۸۔الزام الناصب،شیخ علی یزدی حائری ج ۲ ص ۳۶۰۔

۲۹۹۔بحارالانوار ج۵۳ ص ۴۶۔

۳۰۰۔بحارالانوار، ج ۵۱ ص ۵۶۔

۳۰۱۔الایقاظ من الهجعة،شیخ حر عاملی،ترجمہ جنتی ص ۴۲۷۔

۳۰۲۔المیزان،علامہ طباطبائی ج ۱ ص ۲۰۷۔

۳۰۳۔الزام الناصب،شیخ علی یزدی حائری ج ۲ ص ۵۸۔

۳۰۴۔الزام الناصب،شیخ علی یزدی حائری،ج ۲ ص ۵۹۔

۳۰۵۔ہم نے چند واقعات سید جعفر میر عظیمی کی کتاب ''مسجد مقدس جمکران،تجلی گاہ صاحب الزمانؑ'' سے نقل کیے ہیں۔

اعجوبہ عصر
بہلول قرن چہاردہم
حسن علی بک ڈپو
مؤلف: سید عباس موسوی مطلق

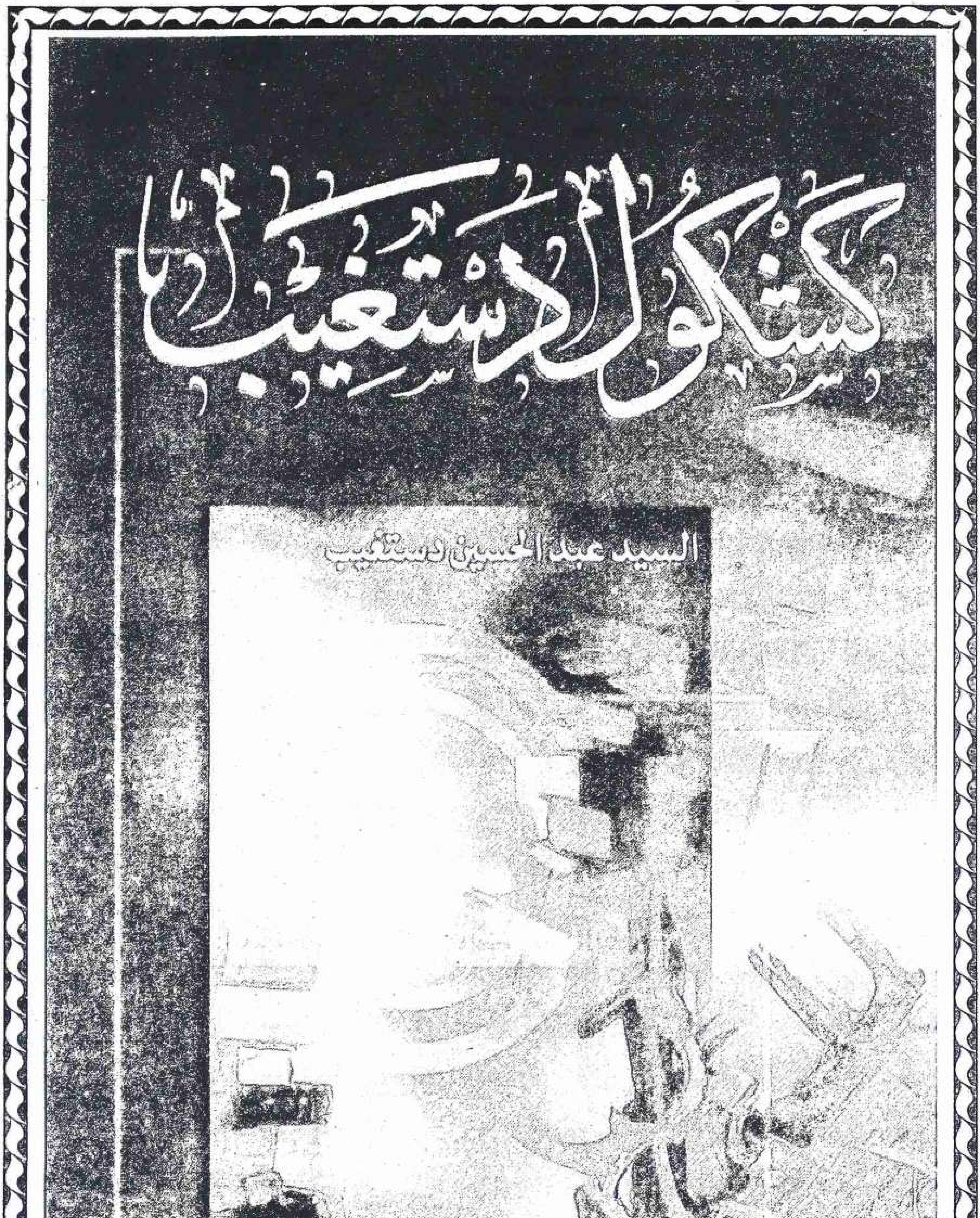
کشکول دستغیب
السید عبد الحسین دستغیب
حسن علی بک ڈپو

# ہماری مطبوعہ دیدہ زیب علمی کتابیں

سورہ یٰسٓ — باترجمہ
زیارت آل یٰسٓ
سورہ یٰسٓ بسات مبین — باترجمہ
پنج سورہ — باترجمہ
حدیث کساء — باترجمہ
دعائے کمیل — باترجمہ
دعائے جوشن کبیر — باترجمہ
دعائے ندبہ — باترجمہ
دعائے نور — باترجمہ
دعائے مشلول — باترجمہ
دعائے عرفہ — باترجمہ
دعائے سمات / توسل — باترجمہ
اعمال ماہ رمضان — باترجمہ
تعقیباتِ نماز — جیبی سائز
تحفۃ المؤمنین — جیبی سائز

پندِ تاریخ — ۵ جلدیں
قلبِ سلیم — ۲ جلدیں
گناہان کبیرہ — ۲ جلدیں
کیفر گناہان کبیرہ
معراج
ہدیۃ الشیعہ
درسِ اخلاق
گلدستہ مناجات
جواب حاضر ہے
عشق حسینؑ
مثالی خواتین
گھر ایک جنت
کربلا کا تاریخی پس منظر
عبرت انگیز واقعات
زیارات چہاردہ معصومینؑ

بچوں کیلئے باتصویر کہانیاں بھی دستیاب ہیں

ملنے کا پتہ: حسن علی بک ڈپو
بالمقابل بڑا امام باڑہ، کھارادر، کراچی۔ فون: ۲۴۳۳۰۵۵
E-mail: hassanalibookdepot@yahoo.com